روشن کتب
اردو بازار لاہور پاکستان
03019452605

وَاعِظُ الْجُمُعَہ

2017ء

خطباتِ جمعہ

پیشکش
ادارہ اہل سنت کراچی

مدیر
مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین
مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی
مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی
مولانا محمد احمد رضا امجدی
مولانا محمد فرمان شاذلی

www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

خطباتِ جمعہ

(۲۰۱۷ء)

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

پیشکش

دار أهل السنة
لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

موضوع: مواعظ

نام کتاب: واعظ الجمعہ (خطباتِ جمعہ ۲۰۱۷ء)

مدیر: مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

معاونین: مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی، مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی،

مولانا احمد رضا امجدی، مولانا فرمان شاذلی

عدد صفحات: ۵۳۲

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00923458090612

www.facebook.com/darahlesunnat

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

شرَفِ اِنتساب

اپنی اس ادنیٰ سعی کو، دنیائے اسلام کی اُس عظیم شخصیت کی طرف منسوب کرتا ہوں، جن کا اَہم ترین مقصدِ حیات، تبلیغ واِشاعتِ اسلام، ترویجِ مسلکِ اہلِ سنّت، اِصلاحِ عقائد واعمال اور فلاحِ مؤمنین رہا، مبلغِ اسلام، مبلغِ اعظم، مبلغ چین وجاپان، سفیر اسلام، سفیرِ پاکستان، سیّاحِ عالَم، علیمِ رضا، عدیم النظیر مقرّر، فضیلت مآب، خلیفۂ اعلی حضرت، نجیب الطرفین، درجنوں کتب کے مصنِّف ومؤلِّف، بیسیوں مدارس، اِداروں کے محرِّک ومؤسِّس، حضرت علّامہ مفتی شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ع

گر قبول افتد زہے عزّ وشرَف!

اللہ تعالی حضرت کے درَجات مزید بلند فرمائے، اور اِن کے فیوض وبرکات سے ہمیں اور جمیع امّتِ مسلمہ کو متمتّع فرمائے، آمین بجاہ سیِّد المرسَلین، علیہ وعلی آلہ وأصحابہ أفضلُ الصّلاۃ والتسلیم!.

دعاگوودعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ / ۰۹ دسمبر ۲۰۱۹ء

فہرست

ماہِ اپریل

ماہِ مئی

ماہِ جون

ماہِ اکتوبر

ماہِ نومبر

ماہِ دسمبر

خطباتِ جمعہ

۲۰۱۷ء

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

دین میں کوئی زبردستی نہیں

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اسلام غیر مسلموں کے عقائد کی آزادی کا ضامن ہے

عزیزانِ محترم! اسلام وہ عظیم الشان اور امن وسلامتی کا مذہب ہے، جو ہمیں نرمی، آسانی، اتفاق واتحاد اور باہمی تعاون کا درس، اور ایک دوسرے کے جان ومال کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، اسلام غیر مسلموں کو بھی اُن کے عقائد کی آزادی فراہم کرتا ہے، جبکہ کسی کو جبراً مسلمان بنانے کی اجازت بھی نہیں دیتا، بلکہ ہمارا اخلاق وکردار ایسا ہونا چاہیے کہ اپنے دیکھ کر رَشک کریں، اور غیر دیکھ کر دینِ اسلام کے قریب آجائیں، خالقِ کائنات جَلّ جلالہٗ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾[1] "دین میں کوئی زبردستی نہیں، یقیناً نیک راہ گمراہی سے جدا ہوگئی ہے، توجو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے، اس نے بڑی مظبوط گرہ تھام لی، جسے کبھی کھلنا نہیں، اور اللہ تعالی سنتا جانتا ہے"۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: "کسی کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں، مگر مسلمان کو جبراً مسلمان رکھنا ضروری ہے، لہذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، (اگر کوئی مسلم مرتد ہوجائے) تو اس پر لازم ہے کہ توبہ کرکے دوبارہ مسلمان ہو"[2]۔ دینِ اسلام محبت وحسنِ سُلوک، نرمی وآسانی اور باہمی رَواداری سے پھیلا ہے، لہذا ہمیں بھی دوسروں سے سختی کے بجائے نرمی کا مُعاملہ کرنا ہے۔

تمام انبیاء ومرسلین کو ماننا ایمان کارُکن ہے

برادرانِ اسلام! اسلام فقط چند عبادات واعمال کے مجموعہ کا نام نہیں، بلکہ تمام آسمانی کتب، فرشتوں، جنّت ودوزخ، مَوت اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھنا اسلام ہے، اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی ایمان رکھنا بے حد ضروری ہے؛ کہ ان تمام کو ماننا ایمان کا رکن ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ

---

(۱) پ ۳، البقرة: ۲۵٦.

(۲) "نور العرفان" پ ۳، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت: ٦٦، ۲۵٦، بتصرف۔

﴿وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ﴾[1] "سب نے مانا اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو، یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے"۔ اللہ ربُّ العالمین نے تمام آسمانی کتب اور رُسُل پر ایمان لانے پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمانے کے ساتھ ساتھ، جو اللہ تعالی، ملائکہ، اُس کی کتب، رُسُل اور قیامت کو نہ مانے اُسے وعید بھی سنائی ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴾[2] "اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ تعالی پر، اُس کے رسول پر، اس کی کتاب پر جو اپنے اِس رسول پر اتاری، اور اُس کتاب پر جو پہلے اتار دی، اور جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو نہ مانے، تو وہ ضرور بہت گہری گمراہی میں پڑا"۔ تو معلوم ہوا کہ ان تمام اُمور پر ایمان لانا لازم وضروری ہے۔

---

(۱) پ ۳، البقرۃ: ۲۸۵.

(۲) پ ۵، النسآء: ۱۳۶.

خدمتِ انسانیت میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی کوشش

عزیز ساتھیو! مخلوقِ خدا کی خدمت، اُن کے کام آنا، اُن کے مصائب وآلام دُور کرنا، اُن کے دُکھ درد بانٹنا، اُن کے ساتھ ہمدردی وغمخواری اور شفقت سے پیش آنا بہت بڑی نیک اور عظیم عبادت ہے، اللہ ورسول کے رضا وخوشنودی کا سبب ہے، دلوں کو جیتنے کا مؤثّر ترین طریقہ اور مقدّس فریضہ ہے، اللہ تعالی نے اپنے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو اور انہوں نے اپنے متعلقین کو اچھے اَخلاق، نرمی، صلہ رحمی، بُردباری، عَفو ودرگزر اور خدمتِ انسانیت کا درس دیا۔

محترم بھائیو! خدمتِ خلق کا بارگاہِ الٰہی میں بڑا مقام ہے، اگر کوئی امیر وغریب کی تفریق کیے بغیر اللہ تعالی کی رِضا کی خاطر خدمتِ خَلق بجالائے، تو دنیا وآخرت کی کامیابی اُس کا مقدّر بن سکتی ہے، خدمتِ خلق اللہ ورسول کی رضا کے ساتھ ساتھ دل کی نرمی کا بھی سبب ہے، ایک شخص مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے پاس اپنے دل کی قساوت وسختی کا شکوہ لے کر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنْ أَرَدْتَ تَلِيينَ قَلْبِكَ، فَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ، وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ»[1] "اگر چاہتے ہو کہ تمہارے دل میں نرمی ورحمدلی پیدا ہو، تو مسکین کو کھانا کھلاؤ، اور یتیم کے سَر پر ہاتھ

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة، ر: ٧٥٧٠، ٣/ ٨٢.

پھیرا کرو" تو معلوم ہوا کہ خدمتِ خَلق میں کوشاں رہنے سے رَحمتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں، اور دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

غیر مسلموں کو ان کے عقائد کے بارے میں ایذا دینا منع ہے

حضراتِ گرامی قدر! دینِ اسلام نے کسی کو بھی بے جا ایذا دینے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح کفار کے بتوں کو بھی بے جا برا کہنے سے منع فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[1] "اُنہیں (یعنی بتوں کو) گالی نہ دو، وہ جن کو اللہ کے سِوا پوجتے ہیں؛ کہ اللہ تعالی کی شان میں بے ادبی کریں گے"۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں: "مسلمان کافروں کے بُتوں کی بُرائیاں کرتے تھے، تو وہ بے وقوف شانِ الٰہی میں بکواس کرنے لگے، تب یہ آیتِ کریم اُتری، اس کے معنی یہ ہوئے کہ بُت پرستوں کے سامنے ان کے معبودوں کو برا نہ کہو"[2]۔

کسی کو ایذا وتکلیف دینے کے بجائے اسلام نے نرمی، اعتدال، عدل وانصاف، میانہ رَوی اور عفو درگزر کا درس دیا ہے، نرمی وآسانی کی تاکید کی، اور بے جا سختی سے منع فرمایا، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «ارْحَمُوا تُرْحَمُوا،

---

(١) پ ٧، الأنعام: ١٠٨.

(٢) "نورالعرفان" پ ٧، سورۃ النساء، زیرِ آیت: ١٠٨، ص٢٢٤۔

وَاغْفِرُوا يَغْفِرِ اللهُ لَكُمْ»[1] "رحم کیا کرو، تم پر بھی رحم کیا جائے گا، اور لوگوں کو مُعاف کرتے رہا کرو، اللہ تعالی بھی تمہیں مُعاف فرمادے گا"۔

مختلف مذاہب والوں کا انسانیت کی بقاء کے لیے باہم تعاون

عزیز دوستو! "ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ انسانیت کی بقاء کے لیے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ مخلوقِ خدا میں وہ اہلِ ایمان بہت ہی افضل و اعلی ہیں، جو دوسروں کے کام آتے ہیں، ان کے جان ومال کی حفاظت کرتے ہیں، تعلیم کے حصول، فقر وبے روزگاری کو دُور کرنے اور محتاجوں کی مدد کرنے میں مصروف رہتے ہیں، رِضائے الٰہی کی خاطر خلقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں، خدمتِ انسانیت سے انسان نہ صرف لوگوں کے دلوں میں، بلکہ اللہ تعالی کے ہاں بھی بڑی عزت واحترام پاتا ہے، اور وہ اللہ کی رِضا وقرب کا حقدار بنتا ہے، جو دوسروں کی خدمت کرتا ہے، ایک وقت ایسا آتا ہے کہ لوگ اس کی خدمت کرتے ہیں، لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا تمام ادیان میں اچھا وبہترین عمل ہے، اور یہ اللہ تعالی کی محبت کے حصول کا اہم ذریعہ ہے، رب تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾[2] "نیکی وبھلائی کرنے والے ہوجاؤ، یقیناً بھلائی کرنے والے اللہ تعالی کے محبوب ہیں"۔

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عمرو، ر: ٧٠٦٢، ٢/ ٦٨٢.

(٢) پ ٢، البقرة: ١٩٥.

خدمتِ خلق میں صرف مالی مدد واعانت ہی نہیں، بلکہ کسی کی صحیح رَہنمائی کرنا، کَفالت کرنا، تعلیم دینا، ہُنر سکھانا، اچھا مفید مشورہ دینا، علمی سَرپرستی کرنا، مَساجد ومدارس قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا، بُرائیوں سے روکنا، راستہ سے تکلیف دہ چیز دُور کردینا وغیرہ، تمام امور خدمتِ خَلق میں شمار ہوتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی﴾[1] "نیکی وپرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! خدمتِ انسانیت اللہ ورسول کا پسندیدہ عمل ہے، سعادت وبھلائی کا پیش خیمہ ہے، انسانیت کی تعمیر وترقی کا ذریعہ ہے، رواداری اور باہمی تعلقات کے استحکام کا باعث ہے، قُومی، ملکی اور مُعاشرتی سالمیّت، عروج، کثیر فوائد کا سبب اور وقت کی اَہم ضرورت ہے، خلقِ خدا کی خدمت سے بندۂ مؤمن کو دنیا وآخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے، اور اجرِ عظیم سے نوازا جاتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا﴾[2] "جو بھلائی اپنے لیے آگے بھیجو گے، اسے اللہ تعالی کے یہاں بہتر اور بڑے ثواب کی شکل میں پاؤ گے"۔

---

(۱) پ ٦، المائدة: ٢.

(۲) پ ٢٩، المزمّل: ٢٠.

دعا

اے اللہ! ہمیں نرمی، آسانی، باہمی اتفاق واتحاد کی توفیق عطا فرما، باہمی تعاون وخدمتِ خَلق کا جذبہ نصیب فرما، غیر مسلموں سے بھی حسنِ سلوک سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما، تمام انبیاء ومرسلین کو ماننے اور ان کی تعظیم وتوقیر کی توفیق عطا فرما، کسی کو بھی ایذا دینے سے محفوظ فرما، انسانیت کی بقاء، باہمی مدد اور ایک دوسرے کے جان ومال کی حفاظت کی توفیق عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، ان کے درَجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

شریعتِ مطہَّرہ میں صفائی کی اَہمیت

عزیزانِ محترم! اسلام میں صفائی، طہارت وپاکیزگی کو بڑا مقام حاصل ہے، طہارت: نجاست، غلاظت اور ناپاکی کی ضد ہے، جس کا معنی پاکیزگی ہے، اسلام اپنے پیروکاروں سے طہارت وپاکیزگی کا پُرزور مطالبہ کرتا ہے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ ظاہر وباطن کو پاک وصاف رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے، ارشادِ ربِّ ذو الجلال ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾[1] "یقیناً اللہ بہت توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، اور ستھرے لوگوں کو پسند رکھتا ہے"۔

عزیزانِ محتشم! ظاہری نظافت انسانی مروّت کا تقاضہ اور شریعت کا حکم بھی ہے، جو شخص صاف ستھرا رہتا ہے وہ اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ ہے، بعض لوگوں نے گندہ رہنے کو اختیار کر رکھا ہے، ان کے منہ سے گٹکا، نسوار، وغیرہ کی بدبو، جسم میلا کچیلا، لباس گندہ، ان کی بستیاں، محلّے کوچے بلکہ گھر، صحن اور کمرے بھی بدبو کے گڑھ ہوتے ہیں، جبکہ دینِ اسلام میں صفائی ستھرائی رکھنے والوں کو شاندار الفاظ سے تحسین وآفرین کی گئی ہے، بلکہ طہارت وپاکیزگی وہ عمدہ صفت ہے جس کو سرورِ کائنات ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے، حضرت سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ»[2] "طہارت ایمان کا حصہ ہے"۔

عزیز دوستو! پاکیزگی اہلِ ایمان کا طریقہ ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقامِ عبادت کو بھی غلاظت وگندگی سے پاک کرکے صاف ستھرا کرنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

---

(١) پ ٢، البقرة: ٢٢٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، ر: ٥٣٤، صـ١١٤.

﴿ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾[1] "طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے میرا گھر خوب پاک کریں"۔

اسلام نے نماز جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کے لیے بھی طہارت وپاکیزگی کو لازمی قرار دیتے ہوئے، ارشاد فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ﴾[2] "اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونا چاہو، تو اپنا منہ اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھولو، اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خُوب پاک صاف ہولو"۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے صرف پاکیزہ لوگوں ہی کو اپنے پاک ومقدّس کلام قرآنِ کریم کو چھونے کی اجازت دی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾[3] "یقیناً یہ عزّت والا قرآن محفوظ صحیفہ میں ہے، اِسے صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگائیں، یہ ربُّ العالمین کی طرف سے اُتارا گیا ہے"۔

---

(١) پ ١، البقرة: ١٢٥.

(٢) پ ٦، المائدة: ٦.

(٣) پ ٢٧، الواقعة: ٧٧-٨٠.

میرے بزرگو ودوستو! طہارت وپاکیزگی، صفائی ستھرائی ہر ایک کے لیے نہایت اہم وضروری ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ پیغمبرِ اسلام حبیبِ کریم ﷺ نے طہارت وپاکیزگی کی تاکید فرمائی کہ انسان اپنے منہ کو بھی بدبو سے پاک رکھے، خاص طور پر دینی مجالس اور مسجد میں اس بات کا خصوصی اہتمام کریں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا، فَلْيَعْتَزِلْنَا -أَوْ قَالَ-: فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا»[1] "جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو، وہ ہم سے دور رہے (یا فرمایا:) ہماری مسجد سے دُور رہے"۔

مؤمن صفائی پسند ہوتا ہے

محترم بھائیو! مسلمان صفائی پسند ہوتا ہے، اور گندگی سے دور رہتا ہے، دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ظاہری وباطنی طور پر صاف ستھرا رہنے کا درس دیا ہے، حضور تاجدارِ رسالت ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: «ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنْ طِيبٍ إِنْ وَجَدَ»[2] "تین باتیں ہر مسلمان پر ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اور خوشبو ہو تو اسے لگانا"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، ر: ٨٥٥، صـ١٣٨.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند المدنيين، ر: ١٦٣٩٧، ٥/ ٥٢١.

اِسی طرح مسلمان کے لیے بہتر ہے کہ کسی محفل یا مسجد میں جائے تو صاف ستھرا اور نفیس لباس پہن کر، خوشبو، تیل، سرمہ وغیرہ لگا کر جائے، آقائے دو جہاں سیّدِ انس وجاں رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ سَعَةً، أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ»[1] "جسے استطاعت ہو اسے چاہیے کہ محنت مزدوری کے لباس کے علاوہ جمعہ کا لباس علیحدہ رکھے"۔

رفیقانِ گرامی قدر! بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ وہ اپنے بالوں کو تیل لگایا کرے اور کنگھی کیا کرے؛ تاکہ بال دُرست رہیں، اُلجھے اور بکھرے ہوئے بالوں کو سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے ناپسند فرمایا، مسجد میں آنے والے ایک ایسے شخص کو تاجدارِ رسالت ﷺ نے مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا، پھر جب اس نے اپنی حالت سنوار لی، تو سرکارِ دوعالم ﷺ نے اُسے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی، اور پھر نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «أليس هذا خيراً من أن يأتي أحدكم ثائر الرأس كأنه شيطان؟»[2] "کیا یہ حالت اُس سے بہتر نہیں کہ تم میں سے کوئی اِس طرح آئے کہ اُس کے بال بکھرے اور اُلجھے ہوں! ، گویا کہ وہ شیطان ہے؟"۔

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتاب إقامة الصّلاة والسّنّة فيها، ر: ١٠٩٦، صـ١٨٥.

(٢) "الموطأ" كتاب الشعر، باب إصلاح الشعر، ر: ١٧٧٠، صـ٥٢٩.

طہارت کی اقسام اور صورتیں

برادرانِ اسلام! آدمی کو چاہیے کہ وہ ہر طرح سے صاف ستھرا رہنے کی کوشش کرے، لباس، بدن کو میل کچیل سے، دل کو بُرے اخلاق وعقائد وغیرہ سے پاک وصاف رکھے، علمائے کرام فرماتے ہیں: "طہارت کے چار ۴ مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ: ظاہرِ بدن کو ظاہری نَجاست سے، گندگیوں اور نامناسب چیزوں سے پاک کرنا۔ **دوسرا مرتبہ:** اعضائے بدن کو جرائم اور گناہ سے پاک کرنا۔ **تیسرا مرتبہ:** اپنے دل کو بُرے اخلاق اور رذیل عادات سے پاک کرنا۔ **چوتھا مرتبہ:** باطن کو اللہ کے سِوا ہر ایک کے خیال سے پاک رکھنا، یہ حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام اور صدّیقین کی طہارت ہے"[1]، ظاہرِ بدن کو ظاہرِ نجاست سے پاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے جسم پر کسی قسم کی کوئی ناپاک چیز لگی نہ رہے، اسی طرح آدمی کا لباس بھی ہر قسم کی گندگی سے پاک ہو، جس مقام پر انسان اٹھتا بیٹھتا ہے وہ مقام بھی پاک ہو۔

ظاہرِ بدن کی باطنی طہارت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان حدثِ اکبر یعنی حالتِ جنابت میں نہ رہے، یعنی اُسے غسل کی حاجت ہو تو جلد اس سے فراغت پالے، اِسی طرح نماز پڑھنے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور قرآن مجید کو چھونے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان حدثِ اصغر سے بھی پاک ہو، یعنی باوضو ہو، یہی وہ طہارت ہے جس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

---

(١) "إحياء العلوم" كتاب أسرار الطهارة، ١/ ١٥٠.

روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ عالمیان ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ»[1] "طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی"، لہٰذا ہم سب کو صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا ہے۔

لباس وبدن کی صفائی

سامعینِ ذی وقار: جسم، لباس، اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو صاف رکھا جائے، دانتوں کی صفائی وحفاظت کے لیے مسواک کی پابندی کی جائے، ناخن تراشے جائیں، غیر ضروری بال ہٹائے جائیں، جائز آرائش وزیبائش کا اہتمام کیا جائے، پاکیزہ عطر وخوشبو استعمال کی جائے، خصوصًا جمعہ وعیدین، اور دینی محافل میں خاص اہتمام کیا جائے، بلکہ بعدِ وفات اپنے مُردوں کے غسل، کفن دفن میں بھی صفائی ستھرائی اور خوشبو وغیرہ کا خاص اہتمام کیا جائے، طہارت وہ خوبصورت عمل ہے، جس سے آدمی کے جسم کے ساتھ ساتھ اُس کے گناہ بھی دُھل جاتے ہیں، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْـمُسْلِمُ، أَوِ الْـمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْـمَاءِ -أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْـمَاءِ، أَوْ نَحْوَ هَذَا- وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْـمَاءِ -أَوْ

---

(١) "صحيح مسلم" باب وجوب الطهارة للصّلاة، ر: ٥٣٥، صـ١١٤.

مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ- حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ»[1] "جب مؤمن یا مسلمان بندہ وضو کرتے ہوئے چہرہ دھوتا ہے، تو پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ ڈھل جاتا ہے جو اس نے اپنی آنکھوں سے کیا تھا، اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے، تو پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کا ہر وہ گناہ ڈھل جاتا ہے جو اس نے ہاتھوں سے کیا تھا، یہاں تک کہ وہ پاک صاف ہو جاتا ہے"۔

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں اور بدن کو ہر طرح کی نجاست سے پاک وصاف رکھے؛ کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے، اور نماز کے علاوہ اَور حالتوں میں کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے، میلے کچیلے اور گندے کپڑے نہیں پہننے چاہییں؛ کیونکہ نماز فرض ہونے سے پہلے ہی لباس کی پاکی کا حکم دیا گیا، اللہ ربُّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾[2] "اپنے کپڑے پاک رکھیں"۔

برادرانِ من! ظاہری طہارت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ انسان جسمانی وضع قطع اور صفائی کا خوب خیال رکھے، بلکہ مصطفی کریم ﷺ کی پیاری سنّت کے مطابق لباس اور مکمل جسم کو صاف ستھرا رکھا جائے، اِسی طرح بال درست ہوں، ناخن بھی سنّت کے مطابق تراشے جائیں، اور جب رات کو سویا جائے تو اس وقت بھی

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في فضل الطهور، ر: ٢، صـ١.

(٢) پ ٢٩، المدّثر: ٤.

صفائی کا خیال رکھ کر سویا جائے، ہاتھ وغیرہ دھو لیے جائیں، ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پُرنور شافعِ یومِ نُشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَن نامَ وفي يَدِهِ غَمَرٌ، ولم يَغْسِلْهُ، فأصابَه شيءٌ، فلا يَلُومنَّ إلّا نفسَه»[1] "جو اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو، اور اسے دھویا نہ ہو، جس کے سبب اس کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے"۔

گھر، راستے اور اِرد گِرد کے ماحول کی صفائی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! جہاں ہم اپنی ظاہری وباطنی صفائی وستھرائی کا خیال رکھیں وہی ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھر، سازوسامان، الماریوں، باورچی خانے، چولہے، فریج ودیگر اشیاء، اللہ کے گھر مسجد، اور جہاں کام کاج کرتے ہیں وہاں بھی صفائی کا خاص خیال رکھیں، حضور نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدنی دَور کی اوّلین مسجد، مسجدِ قبا سے تعلق رکھنے والوں کی عظمت بیان کرتے ہوئے ربُّ العالمین نے فرمایا کہ یہ لوگ طہارت وپاکیزگی کو بہت پسند کرتے ہیں، لہذا میں نے انہیں اپنی محبت کا حقدار قرار دیا، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربّانی ہے: ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأطعِمة، ر: ٣٨٥٢، صـ٥٤٨.

الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾[1] "یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے، وہ اس بات کی لائق ہے کہ اے حبیب! آپ اس میں قیام فرمائیں، اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں، اور پاک صاف لوگ اللہ کو پیارے ہیں"، معلوم ہوا کہ جو شخص نظافتِ طبعی کے معاملے میں محتاط ہوگا تو بدن ولباس کی صفائی کا زیادہ خیال رکھتا ہوگا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جسمانی صفائی اور نظافت کا خیال رکھتا ہے، وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔

حضراتِ محترم! راستوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے، اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے جو دوسروں کے لیے باعثِ تکلیف ہو تو اسے راستہ سے ہٹا دینا چاہیے، اور راستے میں کچرا وغلاظت وغیرہ نہیں پھینکنی چاہیے، کئی لوگ معلومات ہونے کے باوجود گندگی پھیلاتے ہیں، ماحول کی صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتے، جس سے تعفّن پھیلتا اور بیماریاں پھیلتی ہیں، بس اسٹاپ ہو یا لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ، ریلوے اسٹیشن ہو یا آبادی، ورکشاپ، اسکول وکالج، کام کاج کی جگہ، گھر ہو یا مسجد، الغرض ہر جگہ ہمیں صفائی کا خاص خیال رکھنا ہے، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

(١) پ ١١، التوبة: ١٠٨.

ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: «طَهِّرُوا أَفْنِيَتَكُمْ، فَإِنَّ الْيَهُودَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِيَتَهَا»[1] "اپنے صحن صاف رکھو؛ کیونکہ یہودی اپنے صحن کو صاف نہیں رکھتے"۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ طہارت وپاکیزگی اللہ تعالی وحضور نبیٔ رحمت ﷺ کو پسند ہے، طہارت نصفِ ایمان ہے، اسلام نظافت، طہارت وپاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، مسلمان کو چاہیے کہ وہ دیگر لوگوں کا احساس کرے، ہر طرح کی صفائی، یعنی ندی، نہر، گھاٹ، پانی کے چشموں، راستوں، سایہ دار مقامات، مساجد، گھروں، کام کاج کی جگہوں اور جہاں جہاں لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا ہو تو وہاں کی صفائی کا خاص خیال کرے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں ظاہر وباطن کی تمام نجاستوں، گندگیوں، اور غلاظتوں سے پاک وصاف فرما، اور ظاہری وباطنی گندگی سے بچنے، دوسروں کو بچانے کی سعادت وہمت نصیب فرما، ہمیں اپنے گھر، مسجد، دفتر، ملک، ماحول اور بدن وغیرہ کو صاف رکھنے کی توفیق عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی

---

(١) "المعجم الأوسط" باب العين، من اسمه علي، ر: ٤٠٥٧، ٣/ ١٢٢.

سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اسلام میں بچوں کے حقوق

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ گرامی قدر! اسلام نے ہمارے مُعاشرے میں بچوں کو بھی وہی مقام دیا ہے، جو بنی نَوعِ انسان کے دیگر طبقات کو حاصل ہے، سرورِ کونین ﷺ نے بچوں کے ساتھ جو شفقت ومحبت بھرا اُسلوک اختیار فرمایا، وہ مُعاشرے میں بچوں کے مقام ومرتبہ کا عکّاس بھی ہے اور ہمارے لیے مشعلِ راہ بھی، بچوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اسلام نے بچوں کے حقوق کی پاسداری اُن کی پیدائش کے بھی پہلے سے کر رکھی ہے، لہذا ہمیں حکم دیا کہ ان بچوں کے لیے جس ماں کا انتخاب کیا جائے وہ نیک ہو، شریف گھرانے سے ہو، پاکدامن وعمدہ سیرت والی ہو، مزید یہ کہ اسلام نے بچوں کے حقوق میں نفقہ، وصیّت، وراثت اور وقف کے اَحکام بھی شامل کیے، بچوں کے حقوق کا اتنا جامع اِحاطہ کہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے

اُن کے حقوق کی ضمانت فراہم کردی، اسلام کے سِوادنیا کے کسی نظامِ قانون میں اس کی نظیر نہیں ملتی، اسلام نے دیگر افرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کے حقوق کو بھی پوری تفصیل سے بیان کیا ہے، اسلام سے پہلے لوگ جب اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے، تودینِ اسلام ہی ہے جس نے اس قبیح رسم کا خاتمہ کرنے کی بنیاد ڈالی، ایسا کرنے والوں کو عبرتناک انجام کی وعید سنائی، ارشادِ ربِّ ذوالجلال ہے: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾[1] "یقیناً وہ تباہ ہوئے جو اپنی اولاد کو اَحمقانہ جہالت سے قتل کرتے ہیں، اور جو اللہ نے انہیں روزی دی، اللہ پر جھوٹ باندھنے کے لیے وہ حرام ٹھہراتے ہیں، یقیناً وہ بھٹکے اور انہوں نے راہ نہ پائی"۔

بھوک وافلاس کے خدشہ سے بھی اولاد کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے قرآنِ حکیم فرماتا ہے: ﴿وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ﴾[2] "اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو!، ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے"۔

اسلام سے قبل بیٹیوں کو نہایت ہی بُرا سمجھا جاتا تھا، انہیں بے گناہ زندہ ہی دفن کر دیا جاتا تھا، جو سراسر ظلم اور نِری جَہالت ہے، بروزِ قیامت اس بارے میں

---

(۱) پ ۸، الأنعام: ۱٤۰.

(۲) پ ۸، الأنعام: ۱۵۱.

باز پُرس ہوگی، اور اِن ننھی بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس جُرم میں تمہارے ماں باپ نے قتل کیا؟، تو وہ اپنے بے گناہ قتل ہونے کی گواہی دیں گی، جس کا ذکر خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے ایک مقام پر اس طرح فرمایا: ﴿وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾[1] "جب زندہ دفن کی ہوئی سے پوچھا جائے: کس گناہ پر قتل کی گئی؟"، اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو بے گناہ قتل کر دینا حرام اور ظلم ہے، ظالم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

الحمد للہ! اسلام اللہ تعالی کا سچا دین ہے، اس نے جہاں انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کی نگرانی کی، مختلف کاموں میں انسانیت کو سہارا دیا، وہیں اس نے بچوں کی پرورش، تعلیم وتربیت اور نشو نما کا معاملہ بھی نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اس کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھا اور مکمل رہنمائی فرمائی، بچوں کو پیدائش سے لے کر جوانی تک جن جن منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے، فطرتِ انسانی کے تقاضوں کے مطابق جہاں جہاں انہیں رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے، دینِ اسلام نے ان تمام مقامات کی نشاندہی کی، بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت، پرورش، خرد ونوش، لباس، حقوق کی ادائیگی، اُن سے حسنِ سلوک وغیرہ کا حکم دیا، جبکہ ان حقوق سے روگردانی وغفلت کرنے والوں کے لیے سخت وَعیدیں بیان کیں۔

---

(۱) پ ۳۰، التکویر: ۸، ۹.

ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے

میرے بزرگو ودوستو! انسان کے یہاں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ فطری طور پر دینِ اسلام ہی پر ہوتا ہے، یعنی بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہی ہوتا ہے، بعد میں اُس کے والدین اُس کا مذہب ودین تبدیل کر دیتے ہیں، جس بچے کو جیسا ماحول ملتا ہے اس پر ویسا ہی اثر ہوتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ»(۱) "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

بچے کی ولادت کے بعد کسی نیک ومتقی مسلمان سے اس کے سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہلوانا، اور اسے گھٹی دلوانا، اس کی صحت کا خیال رکھنا، اسے ہر قسم کی ممکنہ بیماریوں سے بچانے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا، بچوں کو ان کی پیدائش ہی سے اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا اور انہیں اسلامی آداب سکھانا والدین کا انتہائی اہم فریضہ ہے، بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کی ذمہ داری کا ذکر کرتے ہوئے سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ وُلِدَ لَهُ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ اليُمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ اليُسْرَى لَمْ تَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ»(۲) "جس کے ہاں بچہ کی ولادت

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجنائز، ر: ۱۳۸۵، صـ۲۲۲.

(۲) "مسند أبي يعلى" مسند الحسين بن علي ...إلخ، ر: ٦٧٧٤، ٥/ ١٧٤.

ہو، وہ اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہے، اس کی برکت سے بچے کو مِرگی (اُمّ الصبیان) کا مرض نہیں ہوگا"۔ اس طرح ایک بچے کو پیدائش کے وقت سے ہی دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرادیا جاتا ہے، جس کی برکت سے آئندہ ہونے والی مِرگی جیسی بیماری سے بھی حفاظت مل جاتی ہے۔

بچے کا اچھا نام رکھنا

عزیز دوستو! بچے کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اُس کا پیارا سا بامعنی نام رکھا جائے، اسلام سے قبل لوگ اپنے بچوں کے نام عجیب وغریب رکھا کرتے تھے، حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے ایسے ناموں کو ناپسند فرمایا، اور اچھے نام رکھنے کا حکم دیا، حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں: «إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ»[1]

"بروزِ قیامت تم اپنے اور اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، تو اپنے نام اچھے رکھا کرو!"۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے نام ہمیشہ اچھے، محترم اور بامعنیٰ رکھنے چاہییں، اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اور بزرگانِ دین کے ناموں پر نام رکھیں جائیں؛ کہ نام بھی اچھے

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، ر: ٤٩٤٨، صـ٦٩٧.

ہو جائیں اور بچوں کو بزرگوں کی برکت بھی مل جائے، مثلاً عبد اللہ، عبد الرحمن، عبد القادر، محمد، احمد اور حامد وغیرہ نام رکھیں جائیں۔

حقِ رضاعت

محترم بھائیو! عورت کا بچے کو دودھ پلانا رِضاعت کہلاتا ہے، پیدائش کے بعد بچہ انتہائی ہی کمزور ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اُس کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور اَفزائش ماں کے دودھ کے علاوہ خود سے کسی اور غذا کے ذریعے کر سکے، اس لیے قدرتی طور پر بچے کی پیدائش کے بعد ماں کے دل میں بچے کی محبت و شفقت ڈال دی جاتی ہے، جو اسے بچے کو دودھ پلانے پر اُبھارتی ہے، اللہ تعالی نے والد پر مقرّر کیا ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلانے کا اہتمام کرے؛ کہ یہ بچے کا ایک بنیادی حق، اور اس کی صحت کے لیے بے حد مفید ہے، جدید میڈیکل ریسرچ سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے، کہ بچے کے جسمانی ونفسیاتی تقاضوں کے پیشِ نظر دو سال کی مدتِ رضاعت انتہائی ضروری ہے، اسی میں ماں اور بچے دونوں کی صحت کا راز ہے، یہ اسلام کی تعلیمات کا فیض ہے کہ اہلِ اسلام کو زندگی کے وہ رَہنما اُصول ابتدا ہی سے بتائے جن کی تائید، تصدیق وتحقیقات آج صدیوں بعد سائنس کر رہی ہے، بچے کے اس حق کے بارے میں اللہ ربُّ العالمین کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾[1]

"مائیں اپنے بچوں کو پورے دو ۲ برس دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے جو دودھ پلانے کی مدّت پوری کرنا چاہے، اور بچے کے والد پر حسبِ دستور عورتوں کا کھانا پہننا ہے، کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھا جائے گا، ماں کو اس کے بچہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ والد کو اس کی اولاد سے تکلیف دی جائے، یا ماں اپنے بچہ کو کسی طرح نقصان نہ پہنچائے، اور نہ باپ اپنی اولاد کو کسی طرح نقصان پہنچائے، اور جو باپ کا قائم مقام ہے اُس پر بھی ایسا ہی واجب ہے، پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں، اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے دودھ پلواؤ تب بھی تم پر کوئی حرج نہیں، جبکہ انہیں جو دینا مقرّر ہوا تھا بھلائی کے ساتھ ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"۔

حقِ پرورش

محترم بھائیو! بچوں کی پرورش والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری ہے، انسان کوشش کرے کہ اپنے بچوں کو اچھا کھلائے اور پلائے، شریعت کے دائرہ میں رہ کر ان کی جائز ضروریات کو پورا کرے، انہیں گناہوں سے بچاتا رہے، نیکیوں کی طرف ان کی رہنمائی کرے، بُری صحبت سے بچا کر نیک لوگوں کی صحبت کے

---

(۱) پ ۲، البقرة: ۲۳۳.

لیے رغبت دلاتا رہے، انہیں نیک لوگوں کے واقعات سنائے، انہی لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کرے، اولاد کی پرورش اس طور پر کرے کہ وہ اَخلاقی خوبیوں سے مزیّن ہوجائیں، اور یہ بات واضح ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت وپرورش بھی آخرت میں نجات اور جنت میں داخلے کا ایک اہم سبب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ -أَوْ صَحِبَهُمَا- إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ»[1] "جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ اُن کی اچھی، نیک تربیت وپرورش کرے، تو وہ دونوں اُسے جنت میں لے جائیں گی"۔

حقِ تربیت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بچوں کے حقوق میں سے ایک اہم حق یہ بھی ہے کہ بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کی جائے، بچوں کی اچھی تربیت کر کے انہیں اچھا، ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنایا جائے، یہ والدین کی اوّلین ذمہ داری ہے؛ کیونکہ اگر بچے کی صحیح دیکھ بھال کی جائے تو وہ بڑا ہو کر بے شمار قابلیتوں کے ساتھ دنیا میں بہتر کردار ادا کرتا ہے، خود اپنے آپ کو اور پورے معاشرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے، بچوں کی تربیت کے ابتدائی مراحل کا ذکر کرتے ہوئے سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتاب الأدب، ر: ٣٦٧٠، صـ٦٢٢.

بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»[1] "اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کی ہوجائے تو نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس برس کے ہوں تو (نماز نہ پڑھنے پر) اُنہیں مارو، ان کے بستر الگ الگ کردو"۔

حقِ شفقت ورحمت

عزیزانِ محترم! والدین پر لازم ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ نرمی، شفقت، محبت وپیار سے پیش آئیں، بے جا سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کا بچوں پر بُرا اثر پڑتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو چوما، ایک اعرابی رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، اُس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں، میں نے تو کبھی کسی بچے کو نہیں چوما!، تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: «مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ»[2] "جو رحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، ر: ٤٩٥، صـ٨٢.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الهبة وفضلها ...إلخ، ر: ٢٥٨٦، صـ٤١٨.

حقِ عدل وانصاف

برادرانِ اسلام! اولاد کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ انہیں کچھ دینے میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے، کسی کو زیادہ، کسی کو کم دینانا انصافی وظلم ہے، حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، کہ اُن کے والد حضرت سیّدنا بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ انہیں لے کر، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسولَ الله! میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام تحفہ میں دیا ہے، سروَرِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ» "کیا تم ہر بچے کو ایسا ہی تحفہ دیا ہے؟"، حضرت سیّدنا بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: نہیں، آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «فَارْجِعْهُ»[1] "تو پھر اس سے بھی واپس لے لو"۔

یتیم بچوں کے حقوق

براارانِ ملّتِ اسلامیہ! اسلام نے جہاں ہمیں ہماری اپنے بچوں کے حقوق کی پاسداری میں رہنمائی فرمائی، وہیں یتیم بچوں کے حقوق کی بھی بہت تاکید کی ہے، قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک، محبت وشفقت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے، یتیموں کے اَموال کی حفاظت اور اُن کے نگہداشت کی تلقین کی گئی ہے، اُن کے ساتھ زیادتی کرنے والے، ان کے حقوق پامال اور ان کا مال غصب

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٥٩٩٧، صـ١٠٤٩.

کرنے والے کے لیے سخت وعید آئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا﴾[1]

"وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نِری آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی دہکتی آگ میں جا گِریں گے"۔

سامعینِ ذی وقار! جس گھر میں یتیم بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جا رہا ہو، وہ گھر بظاہر کتنا ہی خستہ حال ہو، یا مالی حالات کتنے ہی کمزور ہوں، لیکن اسلام کی نظر میں وہ عظیم وعالی شان گھرانہ ہے، اور جس گھر میں یتیم بچوں کے حقوق پامال ہوتے ہوں، ان سے نارَوا سُلوک کیا جاتا ہو، وہ گھر بظاہر کتنا ہی اچھا ہو، مالی طور پر کتنا ہی مستحکم ہو، لیکن وہ اسلام کی نظر میں سب سے بُرا گھرانہ ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ»[2] "مسلمانوں میں سب سے اچھا گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، اور بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے"۔

---

(١) پ ٤، النسآء: ١٠.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب الأدب، ر: ٣٦٧٩، صـ٦٢٣.

حاصلِ کلام

رفیقانِ گرامی قدر! ہر شخص جانتا ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کا راز بڑی حد تک نئی نسل کی تعلیم و تربیت میں پوشیدہ ہے، اگر ان کی پرورش اچھے انداز میں ہو، ان میں عقائد کی پختگی، اَخلاق کی درستگی اور اعمال کی پاکیزگی آجائے تو پھر ان میں بلندیٔ کردار، وسعتِ فکر و نظر اور عزتِ نفس کا احساس پیدا ہوجاتا ہے، قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دی وہ ہر زمانہ میں کامیاب رہے، اور جن لوگوں نے اس بات کی اہمیت محسوس نہیں کی، اولاد کی صحیح تربیت و پرورش سے غافل رہے، معاشرے میں انہیں کوئی عزت نہ مل سکی، اسلام کی تعلیمات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اسلام نے دیگر افرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کو بھی زندگی، تعلیم و تربیت اور دیگر بنیادی حکومت کی ضمانت دیتے ہوئے ایک مثالی تہذیب کی بنیاد رکھی ہے، اسلام نے بچوں کے حقوق کی بنیاد ان کی پیدائش سے بھی پہلے قائم فرمائی، جس کا مقصد آئندہ نسلوں کی بہتر نشو نما اور بچوں کو معاشرے کا ایک اچھا فرد بنانے پر زور دیا ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے بچوں کا حق ادا کرنے، ان سے تکلیف دہ چیزیں دُور کرنے، انہیں نیکی کا حکم کرنے، بُرائی سے روکنے کی توفیق مرحمت فرما، یتیموں کی کَفالت اور ان سے نرمی کا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں ان کی نیک واچھی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی

مدد فرما، انہیں کفّار کے مظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت

فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اللہ تعالی سے حُسنِ ظن رکھنا

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حُسنِ ظن کا مفہوم قرآن وحدیث کی رَوشنی میں

عزیزانِ محترم! حُسن کا معنی اچھا، اور ظن کا معنی گمان ہے، یعنی اللہ تعالی اور اُس کے بندوں کے قول وفعل میں اچھا پہلو مُراد لینا اور اچھا گمان کرنا، حُسنِ ظن اہلِ ایمان صالحین کی بہترین صفت ہے، مؤمن بندے اعمالِ صالحہ بجالانے، رزقِ حلال کے لیے کوشش کرنے اور گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنا مُعاملہ اللہ تعالی کے سپُرد کردیتے اور اللہ کریم سے حُسنِ ظن رکھا کرتے ہیں، اللہ تعالی نے ایسے نیک بندوں کی اِلتجاء کو اِن

الفاظ میں بیان فرمایا: ﴿وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾[1] "میں اپنے سب کام اللہ کو سونپتا ہوں، یقیناً اللہ بندوں کو دیکھتا ہے"۔

جب بندۂ مؤمن گناہوں سے بچ کر تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتا ہے، اپنے ربّ تعالی پر اعتماد و بھروسا رکھتا ہے، تو اللہ تعالی بھی اُس کے گمان کے مطابق اُسے نوازتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «قَالَ اللهُ ﷻ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، إِنْ ظَنَّ خَيْراً، وَإِنْ ظَنَّ شَرّاً»[2] " اللہ ﷻ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اُس سے برتاؤ کرتا ہوں، اَب چاہے وہ مجھ سے اچھا گمان رکھے چاہے بُرا"، دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے: «يَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ»[3] "اللہ تعالی فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں، اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب وہ میری یاد کرے، اگر وہ تنہائی میں مجھے یاد کرے تو میں بھی اُسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں،

---

(١) پ ٢٤، المؤمن: ٤٤.

(٢) "صحيح ابن حِبّان" كتاب الرقائق، ر: ٦٤٠، صـ١٦٠.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ٧٤٠٥، صـ١٢٧٣.

اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرے، تو میں بھی اُس کا ذِکر اُس سے بہتر مجلس میں کرتا ہوں"، لہٰذا ہمیں ہر دم اللہ تعالی سے اچھا گمان اور اچھی توقع رکھنی چاہیے۔

حسنِ ظن کا معنی ومفہوم اور مقاصد

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی سے حسنِ ظن کا معنی یہ ہے کہ بندۂ مؤمن اپنے ربِّ کریم سے رحم وکرم کی اُمید لگائے رکھے، اُس کی رَحمت سے کبھی مایوس نہ ہو؛ کہ اللہ تعالی میرے گناہوں کو مُعاف نہیں فرمائے گا، بلکہ اچھا گمان رکھے، کہ اللہ تعالی سے متعلق حسنِ ظن ایمان کی بنیادوں میں سے ہے، اُس کی رَحمت، جُود وکرم، اُس کی ہیبت اور اُس کے قادرِ مطلق ہونے پر یقین رکھنا بندۂ مؤمن کے عقیدے کا لازمی جُز ہے، عبادات کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ اللہ ربّ العالمین سے رَحمت واِحسان کا بھی گمان رکھنا چاہیے؛ کہ اللہ تعالی بڑے فضل وکرم والا ہے، وہ اپنے بندوں کو دنیا وآخرت میں اعمالِ صالحہ کا اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے، اور کسی کا اَجر ضائع نہیں فرماتا، اللہ تعالی نے ایسے ہی لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[1] "وہ خوشیاں مناتے ہیں اللہ تعالی کی نعمت اور فضل پر، اور یہ کہ اللہ تعالی مسلمانوں کے اَجر وثواب ضائع نہیں کرتا"۔

---

(۱) پ ٤، آل عمران: ١٧١.

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ کریم مؤمن کی نیکی ضائع نہیں فرماتا، اور حسنِ ظن بھی ایک نیکی ہے، تو پھر بندۂ مؤمن کو معبودِ برحق پر اچھا گمان رکھنا چاہیے، کہ جو بندے اللہ تعالی کے فضل ورَحمت پر بھروسا، اور اُس کی ذات سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے، اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں، اللہ تعالی اُن کے گناہ مُعاف فرماکر، انہیں اُن کے گمان سے زیادہ اَجر وثواب عطا فرماتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْــٴًـاؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾[1] "اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کروگے، تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا، یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے"، یہاں تک کہ بندۂ مؤمن کو مَوت بھی اِس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالی سے حسنِ ظن رکھے ہوئے ہو، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ»[2] "تم میں سے جسے مَوت آئے تو اِس حالت میں کہ وہ اللہ سے نیک گمان رکھے ہو"۔

(۱) پ ٢٦، الحجرات: ١٤.

(٢) "صحيح مسلم" كتابُ الفتن، ر: ٧٢٢٩، صـ١٢٤٦.

حسنِ ظن اور بدگمانی میں فرق

محترم بھائیو! جیسا کہ آپ جان چکے ہیں، کہ ظن کے معنی گمان کے ہیں، اور اِس کی دو ۲ قسمیں ہیں: پہلی: حسنِ ظن یعنی اچھا گمان واچھی سوچ رکھنا، دوسری: سُوئے ظن یعنی بدگمانی اور غلط سوچ رکھنا۔ بدگمانی دِین ودنیا کی خرابی کا سبب ہے، جبکہ حسنِ ظن دِین ودنیا کی اچھائی کا باعث ہے، اچھے گمان سے زندگی خوشگوار بنتی ہے، باہمی محبت میں اِضافہ ہوتا ہے، نیکیاں بڑھتی ہیں اور ہدایت نصیب ہوتی ہے، جبکہ بدگمانی میں مبتلاء شخص شیطان کے دامِ فریب میں گرفتار رہتا ہے، حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے، اور دوسروں کی غیبت میں مبتلاء رہتا ہے۔ الغرض بدگمانی سے عدم اعتمادی کی فِضا قائم ہوتی ہے، نفرتیں پھیلتی ہیں، اور بُرائیاں جنم لیتیں ہیں، گمراہی میں اِضافہ ہوتا ہے، اور اِنفرادی واِجتماعی زندگی متأثر ہوتی ہے۔

اللہ تعالی سے حسنِ ظن اچھے خاتمے کا باعث ہے

حضراتِ گرامی قدر! خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ سے اچھا گمان رکھنا، اور بدگمانی سے بچنا ضروری ہے؛ کہ سُوئے ظن گناہِ عظیم ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی ممانعت بھی فرمائی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

﴿وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾[1] "اللہ تعالی مُنافق مَردوں اور مُنافق عَورتوں، مشرک مَردوں و مشرک عَورتوں کو عذاب دے گا، جو اللہ پر بُرا گمان رکھتے ہیں، اُنہیں پر بُری گردش ہے، اور اللہ تعالی نے اُن پر غضب و لعنت فرمائی، اور اُن کے لیے جہنّم تیار کر رکھی ہے، اور وہ کیا ہی بُرا اَنجام ہے"۔ اللہ تعالی سے حسنِ ظن سب کاموں کی خیر کا سبب، سَعادتمندی اور اچھے خاتمے کا باعث ہے، بندۂ مؤمن کو اپنے معبودِ بَرحق اللہ تعالی سے ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہیے؛ کہ اللہ تعالی نے جس خیرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، وہ ضرور عطا فرمائے گا، جب بندۂ مؤمن اللہ تعالی سے لَو لگا کر بارگاہِ الٰہی میں دستِ دُعا دراز کرتا ہے، تو اللہ تعالی اپنے بندوں کو مایوس نہیں لَوٹاتا، اگر کبھی قبولِ دعا یا حصولِ مُدّعا میں دیر ہو جائے، تو مسلمان کو تنگ دل نہیں ہونا چاہیے؛ کہ تنگدلی صابر و شکر گزار لوگوں کا شیوا نہیں، اللہ تعالی کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾[2]

"اللہ کی رَحمت سے مایوس مت ہو، یقیناً اللہ کی رَحمت سے کافر لوگ ہی نااُمید ہوتے ہیں"، صرف اچھے گمان اور یقینِ کامل کے ساتھ آس واُمید لگانے کی دیر ہوتی ہے، پھر رَحمتِ الٰہی کے خزانے بارش کی طرح چھما چھم برستے ہیں۔

---

(١) پ ٢٦، الفتح: ٦.

(٢) پ ١٣، يوسف: ٨٧.

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بڑھاپے تک کوئی اَولاد نہیں تھی، لیکن جب فرشتوں نے آپ علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری دی، تو آپ بے حد خوش ہوئے، بحکمِ خداوندی فرشتوں نے یوں عرض کی: ﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾[1] "اپنے رب کی رَحمت سے گمراہ لوگ ہی نااُمید ہوتے ہیں"، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام مایوس نہیں ہوئے تھے؛ کیونکہ رب تعالی سے مایوسی نبی کی شان کے خلاف ہے، لہذا آپ علیہ السلام نے بڑھاپے میں بھی اپنے رب عزّوجلّ سے حسنِ ظن واُمید رکھتے ہوئے دعا کی، تو اللہ تعالی نے آپ کی دعا کو شرف قبول عطا فرمایا، اور اَولادِ نرینہ سے نوازا۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اگر بتقاضائے بشریّت کوئی گناہ سرزَد ہو جائے، تو اللہ تعالی سے نااُمیدی نہیں، بلکہ مُعافی کی قوی اُمید وگمان رَکھ کر سچی تَوبہ کر لینی چاہیے؛ کہ اللہ تعالی سچی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾[2] "اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ اے میرے وہ بندو

---

(١) پ ١٤، الحجر: ٥٦.

(٢) پ ٢٤، الزُّمر: ٥٣.

جنھوں نے گناہ کر کے اپنے آپ پر زیادتی کی! اللہ کی رَحمت سے نااُمید نہ ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے، یقیناً وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حسنِ ظن اور توکُّل علی اللہ

جانِ برادار! ویسے تو سارے ہی صحابۂ کِرام اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن اور اُس کی ذات پر کامل توکّل کے پیکر تھے، لیکن اِن میں سے حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معرکہ میں اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن اور کامل توکّل کی بِنا پر دریا میں کُود جانے کا واقعہ بڑا عجیب ہے، مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر مدائن کی جانب روانہ فرمایا، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِن پر امیر مقرّر فرمایا، اور حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس لشکر کا قائد بنا دیا، جب وہ دریائے دَجلہ کے کنارے پہنچے تو کوئی کشتی وغیرہ نہیں پائی جس کے ذریعے دریا پار کریں، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «يا بحر! إنّك تجري بأَمر الله فبحرمةِ محمدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبعدلِ عُمر خليفةِ الله إِلّا خَلَّيْتَنَا والعُبُورَ» "اے دریا! یقیناً تو اللہ کے حکم سے جاری ہے، تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حُرمت اور اللہ کے خلیفہ حضرت سیّدنا عمر کے عدل واِنصاف کا واسطہ! ہمیں راستہ دے دے کہ ہم پار ہوجائیں"، وہ لشکر

اپنے گھوڑوں اور اُونٹوں کے ساتھ دریائے دجلہ کے اُوپر سے گزرتے ہوئے مدائن اِس حال میں پہنچا کہ اُن کے پاؤں بھی گیلے نہیں ہوئے[1]۔

ڈاکٹر اقبال نے شاید اللہ تعالی سے حسنِ ظن اور اُس پر کامل بھروسا رکھنے والے اَیسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا ہے ؏

دَشت تو دَشت دَریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحرِ ظلمات میں دَوڑا دِیے گھوڑے ہم نے

دعا

اے اللہ! ہمیں حسنِ ظن کی دَولت سے مالا مال فرما، بدگمانی سے محفوظ ومامون فرما، اسلامی اَخلاقیات اپنا کر اپنی زندگی سنّت کے مطابق گزارنے کی توفیق وہمت عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

---

(۱) "اِزالۃ الخفاء" فصل ۴، جزء ۲، ص۱۶۸۔

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

قضاوقدر پر ایمان اور صبر پر انعام

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

قضاوقدَر پر ایمان اَرکانِ ایمان سے ہے

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ نے انسان کی تخلیق فرمائی، اور اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اس کا رزق، زندگی، موت، سعادتمندی وبدبختی یعنی اُس کی تقدیر تحریر فرمادی، انسان کے دنیا میں آنے کے بعد اُس کے لیے خورد ونوش کا انتظام فرمایا، حتی کہ انسان بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے کی منزلیں طے کرتا ہوا خالقِ حقیقی سے جا ملتا ہے، لیکن چند روزہ عارِضی وفانی دنیا میں شب وروز کا اُتار چڑھاؤ بعض اوقات انسان کو پریشان کر دیتا ہے، اور انسان اپنی زبان سے کچھ ایسے الفاظ ادا کر دیتا ہے جو نامناسب ہوتے ہیں، جسے ناشکری اور تقدیر پر راضِی نہ رہنا بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قضاوقدَر پر ایمان ارکانِ ایمان کا حصہ ہے، ہر مؤمن کے

لیے یہ ضروری ولازمی ہے کہ وہ تقدیر پر ایمان رکھے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾[1] "ہم نے ہر چیز ایک حساب سے (مقرر کرکے) پیدا فرمائی ہے"، اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴾[2] "ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے"، یعنی ہر چیز ہر ایک کی تقدیر کے مطابق لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے، رب تعالی کو اپنے بھول جانے کا خطرہ نہیں؛ کیونکہ بھول ایک عیب ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، اور سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس لیے تحریر فرمائی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص مقرّبین انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرشتوں وغیرہ کو اس تحریر سے اِطلاع ہو جائے۔

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟، مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «أَنْ تُؤْمِنَ بِالله، وَمَلآئِكَتِه، وَكُتُبِه، وَرُسُلِه، وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِه وَشَرِّه»[3] "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اُس کے تمام فرشتوں پر، اس کی سب کتابوں پر، اسّ کے سب

(١) پ ٢٧، القمر: ٤٩.

(٢) پ ٢٧، القمر: ٥٣.

(٣) "صحیح مسلم" کتاب الإیمان، ر: ٩٣، صـ٢٥.

رسولوں پر اور یومِ آخرت پر یقین رکھو، اور اس بات پر بھی یقین رکھو کہ اچھی اور بُری تقدیر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! تقدیر پر ایمان کی اصل رُوح انسان کا اللہ تعالیٰ کے ارادے کو مکمل طور پر تسلیم کرنا اور اُس کے حکم پر راضی رہنا ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِه وَشَرِّه حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ»[1] "جب تک بندہ اچھی اور بُری تقدیر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر ایمان نہ لائے مؤمن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اس کا یقین ہونا چاہیے کہ دنیا وآخرت میں جو کچھ ملا یا ملے گا، یا جو کچھ نہیں مل سکا، سب اللہ تعالیٰ کے لکھے سے ہے"۔

حضرت ابن دَیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نے حضرت سیّدنا اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ میرے دل میں تقدیر سے متعلق کچھ شُبہ پیدا ہو گیا ہے، آپ مجھے کچھ ارشاد فرمائیے! شاید اللہ تعالیٰ میرے دل سے اس شبہ کو دُور فرما دے، حضرت سیّدنا ابَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «لَوْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِه وَأَهْلَ أَرْضِه عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ

(١) "سنن الترمذي" أبواب القدر، ر: ٢١٤٤، صـ٤٩٣.

رَحْمَتُهُ خَيْراً لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالىٰ مَا قَبِلَهُ اللهُ تَعَالىٰ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلىٰ غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ»[1] "اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان وزمین والوں کو عذاب دے، تب بھی یہ اُن پر ظلم نہیں ہوگا (کیونکہ سب اسی کی مخلوق ہیں، اور خالق اپنی مخلوق سے جیسا چاہے سلوک کرے، اس میں کوئی حرج نہیں)، اور اگر اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے تو یہ ان کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہے، اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کرو تب بھی وہ اُسے قبول نہیں فرمائے گا، جب تک تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ، اور یہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں ملا وہ رُکنے والا نہیں تھا، اور جو نہیں ملا وہ ملنے والا نہیں تھا، اور اگر تم اس کے سِوا کسی اور عقیدے پر مرے تو جہنّم میں جاؤ گے"۔

تقدیر پر راضی رہنا، ایمان کے درَجات میں سے ایک اہم درجہ ہے

میرے بزرگو و دوستو! مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش وامتحان ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسے موقع پر صبر کا دامن تھامے رکھے، رب تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر پر راضِی رہے؛ کہ یہ ایمان کے درَجات میں سے ایک اہم درجہ ہے، جو اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے، اللہ کریم اپنے

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في القدَر، ر: ٤٦٩٩، صـ٦٦٤.

کرم سے اس کے درجات مزید بلند فرماتا ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الأَنْبِيَاءَ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ»[1] "لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیائے کرام پر آئیں، پھر اُن لوگوں پر جو اُن سے قریب ترین ہیں، پھر اُن پر جو اُن کے قریب تر ہیں، پھر اُن پر جو اُن لوگوں سے قریب ہیں"، یعنی سب سے زیادہ پریشانیاں، مصیبتیں اور تکلیفیں انبیائے کِرام علیہم السلام پر آئیں، پھر ان کے اصحاب پر، پھر تابعین اور تبعِ تابعین رضی اللہ تعالی عنہم پر، مگر ان کے پائے استقلال کو ذرّہ برابر بھی لغزش نہیں آئی، ظلم وجفا کی تیز آندھیاں ان کے قدموں کو متزلزل نہ کر سکیں، وہ لوگ دین پر ثابت قدم رہے، اور ہر حال میں راضی بقضائے الٰہی رہے، ان کی زندگی ہر مؤمن مسلمان کے لیے مشعلِ راہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾[2] "جو بھی مصیبت زمین میں اور تمہاری جانوں میں آتی ہے، وہ ایک کتاب میں ان سب کے پیدا کرنے کے پہلے سے لکھی ہے، یقیناً یہ سب اللہ تعالی کے لیے آسان ہے"، مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں زمینی مصیبت سے مراد قحط سالی اور مالی

---

(١) "مسند الإمام أحمد" حديث فاطمة عمّة ...إلخ، ر: ٢٧١٤٧، ١٠/ ٣٠٦.

(٢) پ ٢٧، الحديد: ٢٢.

نقصانات ہیں، اور جانی مصیبت سے بیماری اور اولاد وغیرہ کی موت مراد ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتیں آئیں گی؛ کیونکہ یہ جگہ جنّت نہیں ہے کہ جہاں ہر طرح کا امن وراحت ہو، پھر یہ مصیبتیں صابروں کے لیے ترقئ درجات کا سبب، اور بے صبروں کے لیے بربادئ اعمال کا ذریعہ بنتی ہیں، مسلمان پر دنیاوی مصیبتوں کا آنا محض اتفاقاً نہیں جسے اتفاقی واقعہ کہہ کر ٹال دیا جائے، بلکہ یہ سب کچھ پہلے ہی سے طے ہو چکا ہے، اور لوحِ محفوظ میں لکھا جا چکا ہے"[1]۔

صبر پر اجر واِنعام

عزیز دوستو! کبھی اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ قوم کو بھی آزمائش ومصیبت میں مبتلا فرماتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْماً ابْتَلَاهُمْ»[2] "یقیناً بڑا ثواب بڑی مصیبت کے ذریعے ملتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں آزماتا ہے"۔

جب کسی بندے پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور حکم سے آتی ہے، تقدیر کے اس لکھے کو کوئی نہیں ٹال سکتا، نہ ہی کوئی اللہ کے حکم کو تبدیل کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ۲۷، سورۃ الحدید، زیرِ آیت: ۲۲، صـ۸۶۳، بتصرف۔

(۲) "سنن الترمذي" باب ما جاء في الصبر على البلاء، ر: ۲۳۶۹، صـ۵۴٦.

﴿ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾[1]"اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصیبت آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی نہیں دُور کر سکتا، اور اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اس کا بھیجا ہوا عذاب کوئی نہیں ٹال سکتا، نیک اعمال اور نیک لوگوں کی دعائیں جو عذاب یا مصیبت دُور کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں، وہ سب بھی رب تعالیٰ ہی کے فضل وکرم سے ہوتا ہے، اور اسی حکیم پروردگار جَلَّ جَلالُہ کی یہ حکمتِ کاملہ ہے کہ وہ مسلمان بندے کو مصیبت وپریشانیوں میں صبر وبرداشت کی قوت عطا فرماتا ہے، اس کی بدولت محرومی عطا میں اور مشقت وتکلیف آسانی میں بدل جاتی ہے، مصیبت پر صبر کرنا دنیا میں اطمینان وسکون اور آخرت میں کامیابی وکامرانی اور عظیم اجر وثواب پانے کے لیے انتہائی ضروری ہے، ہمارے رب تعالیٰ نے بھی اپنی کتابِ مبین میں ہمیں صبر کا حکم فرمایا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾[2] "صبر کرو، یقیناً اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے"۔

---

(۱) پ ۷، الأنعام: ۱۷.

(۲) پ ۱۰، الأنفال: ٤٦.

صبر والوں کو اُن کا اجر بے حساب دیا جائے گا

محترم بھائیو! ویسے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم ﷺ کی فرمانبرداری ضروری ہے، لیکن مصیبت و پریشانی کے وقت راضی بقضائے الٰہی رہنا، اور صبر کا دامن تھامے رکھنا زیادہ ضروری ہے؛ تاکہ ایسے کڑے وقت میں صبر پر رب تعالیٰ کی خوب برکتیں اور رحمتیں نصیب ہوں، اللہ تعالیٰ نے صبر والوں سے ایسے اجر کا وعدہ فرمایا جس کو صرف وہی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[1] "صابروں ہی کو اُن کا ثواب بے گنتی بھرپور دیا جائے گا"۔

مفسّرینِ کرام اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «كُلُّ مُطِيعٍ يُكَالُ لَهُ كَيْلاً ويوزن له وزنا إلَّا الصابرين، فَإِنَّهُ يُحْثَى لَهُمْ حَثْياً» "ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا، سوائے صبر کرنے والوں کے؛ کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا"، اور یہ بھی مروی ہے: «يُؤْتَى بِأَهْلِ الْبَلَاءِ فَلَا يُنْصَبُ لَهُمْ مِيزَانٌ وَلَا يُنْشَرُ لَهُمْ دِيوَانٌ، وَيُصَبُّ عَلَيْهِمُ الْأَجْرُ صَبّاً بِغَيْرِ حِسَابٍ» "مصیبت و پریشانی میں گرفتار رہنے والے حاضر کیے جائیں گے، کہ نہ اُن کے لیے میزان قائم ہو گا، نہ اُن کے نامۂ اعمال کھولے جائیں گے، ان پر اجر و ثواب کی بے حساب بارش

---

(۱) پ ۲۳، الزمر: ۱۰.

ہو گی"، یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش! وہ مصیبت والوں میں سے ہوتے، اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے؛ تاکہ آج یہ بھی صبر کا اجر پاتے"[1]۔

اللہ تعالیٰ صابروں سے محبت فرماتا ہے، اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾[2] "صبر والے اللہ کو محبوب ہیں"، اور اللہ تعالیٰ نے جنّت میں صبر والوں کے لیے بیت الحمد تیار فرمایا ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللهُ ﷻ لِلْمَلَائِكَةِ: أَ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِه؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا قَالَ؟ قَالُوا: اسْتَرْجَعَ وَحَمِدَكَ، قَالَ: ابْنُوا لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ»[3] "جب کسی بندۂ خدا کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ ﷻ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے بچہ کی رُوح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کیا تم نے اس کے دِل کے پھل کو توڑ لیا؟، فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں، ارشاد فرماتا ہے: تو اُس نے اس مصیبت پر کیا کہا؟، ملائکہ کہتے ہیں: اُس نے إِنَّا

---

(١) "تفسير البَغَوي" الزمر، تحت الآية: ١٠، ٤/ ٧٤.

(٢) پ ٤، آل عمران: ١٤٦.

(٣) "شرح السنّة" كتاب الجنائز، ر: ١٥٤٩، ٣/ ٥٦١.

لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا، اور تیری حمد کی، ارشاد فرماتا ہے کہ اُس کے لیے جنّت میں ایک گھر بناؤ، اور اُس گھر کا نام "بيت الحمد" رکھو"۔

اللہ کریم محض اپنے فضل وکرم سے بندے پر مصیبت کے بعد آسانی، تنگی کے بعد کشادگی، محتاجی کے بعد فراخی فرمادیتا ہے، اور مصائب وآلام پر صبر کرنے والوں کو ایسی بہترین، اعلیٰ وعظیم جزا دیتا ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا، حضرت سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں: سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ: إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْراً مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْراً مِنْهَا»[1] "جب مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ اس میں اللہ تعالی کے حکم کے مطابق یہ پڑھے: "إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْراً مِنْهَا "اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر دے، اور اس کے بعد میرے لیے خیر کو مقدّر فرما"، اللہ تعالی اس کے لیے اس سے زیادہ خیر مقدّر فرمادیتا ہے"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ میں نے مصطفی جانِ رحمت ﷺ کو فرماتے سنا: «كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الجنائز، ر: ٢١٢٦، صـ٣٦٩.

الْمَاءِ»[1] "اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہی مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے، جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا"، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾[2] "کیا تم نے نہیں جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، یقیناً یہ سب ایک کتاب میں لکھا ہے، یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے"، یعنی لوگوں کی تقدیر اور سارے غیبی واقعات ایک لوحِ محفوظ میں لکھے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ لوحِ محفوظ کی تحریر توسب سے پہلے ہو چکی تھی، مگر نامۂ اعمال کی تحریر ہر ایک کے عمل کے بعد لکھی جاتی ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے صابر و شاکر بندوں میں کر شامل فرما، اور ان لوگوں میں کر دے جو تیری رضا پر راضی رہتے ہیں، گناہوں سے بچتے رہتے ہیں، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب القدر، ر: ٦٧٤٨، صـ١١٥٦.

(٢) پ ١٧، الحج: ٧٠.

وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ واماں میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

غُلو وشدّت پسندی سے اجتناب

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

غُلو وشدّت پسندی

عزیزانِ محترم! غُلو کا معنی حد سے زیادہ مُبالَغہ کرنا، یعنی کسی کی تعریف وتعظیم، ادب واحترام میں حد سے بڑھ جانا، عبادات ومُعاملات میں مبالغہ کرنا، اس طرح کہ بزرگانِ دِین، علمائے کِرام یا مقدّس مقامات کے ادب واحترام میں غیرِ حرام کو حرام، اور حرام کو حلال مان لینا، بُتوں اور کفّار سے متعلق نازل ہونے والی آیات کو نبیوں، ولیوں اور مسلمانوں پر چسپاں کرنا، صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین وتکذیب، اُمّہات المؤمنین کی شان میں لَب کُشائی، مسلمانوں کے طَور طریقوں کو غَلط ومثلِ کفّار کہنا، اسی طرح گناہِ کبیرہ کے سبب مسلمان کو کافر قرار دینا، مسلم ریاست کو کُفرستان قرار دینا، اُس کے باشندوں کی جان، مال، عزّت وآبرو کو حلال جاننا، اُن کا اور اُن کے بیوی

بچوں کا قتل جائز سمجھنا، انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی قرار دینا، مسلم ریاست میں اسلام وجِہاد کے نام پر بم دھماکے کرنا، یہ سب اقوال واعمال ظلمِ عظیم ہیں، یہ سب غُلو، زیادتی اور شدّت پسندی ہے۔

غُلو وشدّت پسندی قرآن کریم کی روشنی میں

نصاریٰ میں سے کچھ لوگ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے، بعض خدا مانتے، بعض خدا کے مثل مانتے، جبکہ یہود اُن کی شان گھٹانے میں کوشاں رہتے، اس طرح دونوں ہی فریق غُلو وشدّت پسندی کا شکار ہوگئے، چنانچہ ہمیشہ غُلو اور اِفراط وتفریط سے روکتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾[1] "اے کتاب والو! اپنے دِین میں زیادتی نہ کرو، اور اللہ پر جو بات کہو سچ کہو"، مفسّرینِ کرام اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "غیرِ فرض کو فرض سمجھ لینا اور حلال کو حرام سمجھ لینا، نبیوں ولیوں کو خدا یا خدا کی طرح مان لینا، عالموں پیروں کو حرام وحلال کا مالک سمجھ لینا، دِین میں غُلو ہے، ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے، جو طیّب وحلال چیزوں کو حرام جانتے ہیں، اور ترکِ دُنیا کو دِین سمجھ لیتے ہیں، حلال سے بچنے کا نام تقویٰ نہیں؛ بلکہ حرام سے بچنے کا نام تقویٰ ہے، بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے، بعض بھنگ چرس پیتے ہیں، پھر بھی اپنے آپ کو

---

(۱) پ ٦، النسآء: ١٧١.

پہنچاہواولی سمجھتے ہیں، بعض اپنے پیروں مَولویوں کو حرام وحلال کامالک جانتے ہیں؛ کہ جواُن کے مَولویوں نے حرام کہہ دیا، اگرچہ اُس کی حُرمت پر کوئی شرعی دلیل نہ بھی ہو، تب بھی وہ اُسے حرام ہی کہتے ہیں، اور جو کفریات اُن کے بزرگوں کی زَبان وقلم سے نکل گئے اُن کو دُرست سمجھتے ہیں، یہ سب غُلو، اور شدّت پسندی ہے"[1]۔

غُلو وشدّت پسندی حدیث نبوی کی روشنی میں

جانِ برادر! غُلو وشدّت پسندی ہلاکت وبربادی کا باعث ہے، رَحمتِ عالَمیان ﷺ نے بھی غُلو کی مذمّت وممانَعت میں فرمائی: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ! فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ»[2] "اے لوگو! دِین میں زیادت سے بچو؛ کیونکہ تم سے پہلی اُمّتیں دِین میں زیادتی ومبالغہ کے سبب ہلاک ہوئیں"، تو معلوم ہوا کہ غُلو وزیادتی ہلاکت کا سبب ہے، لہذا اس سے ہمیشہ بچتے رہنا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ زَینب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہا کا طریقۂ عبادت

عزیز دوستو! صحابۂ کِرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہم عبادات میں حَد دَرجہ کوشش کرتے، اُن کی سیرتِ طیّبہ میں ایک واقعہ یہ بھی ہے، جسے حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان کیا، کہ تاجدارِ رسالت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو ایک رَسّی دو سُتونوں کے

---

(۱) "تفسیرِ نعیمی" پ٦، سورۃ النساء، زیرِ آیت: ۱۷۱، ۶/۱۳۰ ملتقطاً بتصرّف۔

(۲) "سنن ابن ماجه" كتابُ المناسك، ر: ۳۰۲۹، صـ٥١٦.

درمیان بندھی ہوئی پائی، آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا هٰذَا الحَبْلُ؟» "یہ رَسّی کیسی ہے؟" صحابہ نے عرض کی: یہ سیّدہ زینب کی رَسّی ہے، کہ وہ جب تھک جاتی ہیں تو اِس رَسّی کے سہارے تہجد وغیرہ نماز میں کھڑی رہتی ہیں، حضور نبیٔ مکرّم ﷺ نے فرمایا: «لَا! حُلُّوهُ! لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ»[1] "نہیں نہیں! اِسے کھول دو! تم میں سے ہر ایک چُست حالت میں نماز ادا کرے، اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے"، اس حدیثِ پاک میں بھی اپنے آپ کو مَشقّت میں ڈالنے اور عبادات میں غُلو سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مصطفیٰ کریم ﷺ کے طرزِ زندگی میں ہمارے لیے رَہنمائی

برادرانِ اسلام! ہمارے پیارے نبیٔ کریم ﷺ ہمیشہ سختی وغُلو والے کاموں سے بچ کر آسان واِعتِدال کی راہ اختیار کرتے، دوسروں کو بھی یہی تعلیم وتربیت دیتے، اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے: «مَا خُيِّرَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْماً، فَإِنْ كَانَ إِثْماً كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ الله ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ الله فَيَنْتَقِمَ لله بِهَا»[2] "رسول اللہ ﷺ کو

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب التهجد، ر: ۱۱۵۰، صـ۱۸٤.

(۲) "صحيح البخاري" باب صفة النبي ﷺ، ر: ۳۵٦۰، صـ۵۹۷.

جب بھی دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا جاتا، تو آپ ﷺ ہمیشہ اُن دو میں سے آسان کو اختیار کرتے، بشرطیکہ گناہ کی بات نہ ہو، اور اگر گناہ ہو تو وہ سب سے زیادہ اُس سے دُور رہا کرتے، رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے اِنتِقام نہ لیتے، مگر جب اللہ تعالی کی حُرمت پامال ہوتے دیکھتے تو اللہ کے لیے اِنتِقام لیا کرتے تھے"۔

اس حدیثِ پاک کی شرح میں محدثینِ کِرام فرماتے ہیں کہ "دنیا کی باتوں میں سے جن دو باتوں کا اختیار دیا جاتا، یا دُنیاوی مُعاملات میں کسی تنازع کے وقت جب دو باتیں پیش کی جاتیں، اور دونوں میں کوئی گناہ نہ ہوتا، تو اُسے اختیار فرماتے جو آسان ہوتی"[1]، لہٰذا ہمیں بھی غُلو، زیادتی اور خواہ مخواہ مشکل کاموں میں پڑنے کے بجائے آسانی واعتِدال کو اپنانا چاہیے۔

غُلو کی طرف لے جانے والے اسباب

میرے بزرگو ودوستو! غُلو وشدّت پسندی کی طرف لے جانے والے اَسباب میں سے اپنے جاہل پیشواؤں کی غلط واَندھی پیَروی، اُن کی محبت میں غیر شرعی کام کرنا، اور اپنی اِصلاح کے لیے علماء ومفتیانِ کِرام سے مسائل کا حل دریافت کرنے میں شرم وعار محسوس کرنا بھی داخل ہے، جبکہ اللہ ربّ العالمین نے علمائے کِرام سے علم حاصل کرنے اور ان سے مسائلِ شرعیہ کا حل پوچھنے پر بہت زور دیا ہے، ارشادِ باری تعالی

(۱) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" "باب صفۃ النبی ﷺ، ۷/۴۲۔

ہے: ﴿فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[1] "اگر تمہیں علم نہیں تو علم والوں سے رہنمائی حاصل کرو"، تو معلوم ہوا کہ اگر بندہ کسی بات سے ناواقف ہے تو علمائے کِرام سے مؤدَّبانہ انداز میں پُوچھ لیا کرے؛ تاکہ ہر مُعاملے میں غُلو، زیادتی اور شدّت پسندی سے بچ سکے، غُلو وزیادتی کی طرف لے جانے والے اَسباب میں سے کم علمی، علمی مجالس ومحافلوں سے دُوری اور طلبِ علم سے دُوری بھی ہے، یاد رہے کہ جَہالت دَر حقیقت گمراہی، بدعقیدگی، بگاڑ اور غُلو وشدّت پسندی کا سبب ہے، جبکہ علم جَہالت کی بیماری کا علاج ہے، لہٰذا بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا ہر ایک پر فرض ہے، مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»[2] "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ لہٰذا جو زندگی کے جس شعبے سے وابستہ ہو، اُس میں غُلو، شدّت پسندی، بے جا سختی اور گناہ وحرام سے بچنے کے لیے، ضروری معلومات حاصل کرے، کہ یہ اُس پر لازِم وفرض ہے۔

مَوجودہ مُعاشرے میں غُلو کی صورتیں

حضراتِ گرامی قدر! مَوجودہ مُعاشرے میں عبادات ومُعاملات، رسم ورواج، یا ایسی نذر ومنّت ماننا جو اپنی قدرت سے باہر ہو، بلاضرورت اپنے آپ کو

---

(١) پ ١٤، النحل: ٤٣.

(٢) "سنن ابن ماجه" باب فضل العلماء والحثّ ...إلخ، ر: ٢٢٤، صـ٤٧.

اِیذاء دینا، جس چیز کا شریعت نے حکم نہیں دیا اسے عبادت سمجھنا یا اپنے اوپر لازم وضروری سمجھ لینا غُلو وگناہ ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، دیکھا کہ سامنے ایک شخص کھڑا ہے، اس کے بارے میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا، کہ یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے مَنّت مانی ہے؛ کہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، سایہ میں نہیں رہے گا، بات چیت بھی نہیں کرے گا، اور اسی حال میں روزہ رکھے گا، سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ»[1] "اسے حکم دو کہ بات بھی کرے، سایہ میں بھی رہا کرے، بیٹھ جائے اور اس طرح اپنا روزہ مکمل کرے"۔

عبادات ومُعاملات میں غُلو یعنی حد سے تجاوُز جو بے مقصد مشقّت کا باعث ہو ممنوع ہے، رُہبانیت یعنی اپنے آپ کو مُعاشرے سے بالکل الگ تھلگ کر لینا منع ہے، ایسی بھُوک اختیار کرنا جو عقل وجسم کے لیے نقصان دہ اور عبادات کی ادائیگی میں رُکاوٹ ہو حرام وناجائز ہے، کلام میں بے مقصد تکلّف، بلاسبب فصیح کلام کی کوشش؛ تاکہ لوگ ہماری طرف مائل ہوں، یہ تمام کام غُلو کہلاتے ہیں، حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونَین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ أَخْوَفَ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان والنذور، ر: ٦٧٠٤، صـ١١٥٧.

مَا أَخَافُ عَلى أُمَّتِيْ، كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمُ اللِّسَانِ»[1] "مجھے اپنی امّت میں سب سے زیادہ خَوف ہر زبان دراز منافِق سے ہے"، اسی طرح بے کار کاموں میں غَور وخَوض، بے کار کلام وبحث ومباحثہ، سُنن ومستحبات کو فرائض یا واجبات کا درجہ دینا، نماز، روزہ اور دیگر عبادات میں آسانی کے باوجود شِدّت اختیار کرنا، یہ سب غُلو کے ساتھ ساتھ دیگر مسلمانوں کے لیے مشکلات کھڑی کرنا بھی ہے، جبکہ شریعتِ اسلامیہ نے ایسے کام سے منع فرمایا ہے، آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»[2] "حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان وہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

عزیزانِ گرامی قدر! فضولیات ولغویات میں پڑنا، غُلو وشدّت پسندی مسلمان کا شیوہ نہیں، غُلو وشدّت پسندی مذموم وممنوع اور ایک بیمار فکر وسوچ ہے، لہذا جتنا جلد ہوسکے اس مرض سے نَجات حاصل کریں، اور اس سے بچ کر اِعتِدال ومیانہ رَوی کی راہ اختیار کریں؛ تاکہ مُعاشرے میں غُلو کے بجائے آسانی، محبت واُلفت کی فَضا قائم ہو۔

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عمر بن الخطاب، ر: ١٤٣، ١/ ٥٧.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب: المسلم من سلم، ر: ١٠، صـ٥.

فَردومُعاشرہ پرغُلو وشدّت پسندی کے بُرے اَثرات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! یہ بات اظہَر من الشمس ہے کہ فَرد کا مُعاشرہ سے ایک اَہم رشتہ ورَبط ہے، رَسم ورواج سماجی زندگی کی علامت اور مُعاشرے کے اِجتماعی پہلوؤں کا عکّاس ہوتے ہیں، مُعاشرے میں جہاں اچھائی پھیلتی اور اَثر کرتی ہے، وہیں غُلو، زیادتی وبے جاسختی اور برائیوں کا بھی اثر پڑتا ہے، فضول رُسومات، اِفراط وتفریط اور غُلو وشدّت پسندی مُعاشرے کے چہرے پر ایک بَدنما داغ، بلکہ مُلک وقَوم کے تشخص کو بگاڑنے کا سبب اور ناپسندیدہ اعمال ہیں، مسلمان اپنے مُعاملات میں اگر اِعتِدال اختیار کرے، تو اس کی بدَولت زندگی خوشگوار وآسان ہو جاتی ہے، گناہوں، فضولیات، غُلو وشدّت پسندی سے اِجتِناب، عملِ صالح، اللہ تعالی کی تقسیم پر راضِی رہنا اور صبر وشکر مسلمان کا شیوہ ہے، کہ اس کا ہر کام شریعت کے مطابق ہوتا ہے، حضرت سیّدنا صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا فرمان ہے: «عَجَباً لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ! إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ»[1] "بندۂ مؤمن کا مُعاملہ بڑا عجیب ہے! اِس کا کوئی کام خیر سے خالی نہیں، اور یہ چیز مؤمن کے سِوا کسی کو حاصل نہیں"، غُلو وشدّت پسندی مشکلات، تکالیف اور ہلاکت کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے،

---

(١) "صحیح مسلم" کتاب الزهد، ر: ٧٥٠٠، صـ١٢٩٥.

سرورِ کونین ﷺ نے تین ۳ بار یہ فرمایا: «هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ»[1] "غُلو کرنے والے شدّت پسند ہلاک ہوں"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں غُلو سے محفوظ فرما، بالخصوص دِینی مُعاملات میں اس کا کامل اہتمام کرنے کی توفیق مرحمت فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

---

(١) "صحيح مسلم" باب هلك المتنطعون، ر: ٦٧٨٤، صـ١١٦٢.

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

صحت ایک امانت ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اچھی صحت ایک عظیم نعمت ہے

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی نے انسان کو جسمانی اَعضاء ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان اور ان جیسی بے شمار نعمتیں عطا کیں ہیں، جنہیں ہم شمار کرنا چاہیں تب بھی شمار نہیں کرسکتے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾[1] "اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے"، انہی اَن گنت نعمتوں میں سے صحت وتندرستی بھی ایک عظیم الشان نعمت اور اللہ تعالی کی امانت ہے، اعضائے جسمانی اور صحت کو غلط وگناہ

(۱) پ ۱۳، إبراهيم: ۳٤.

کے کاموں میں استعمال کرنا امانت میں خیانت ہے، جبکہ صحت کا صحیح استعمال امانتداری ہے۔

صحت کی حفاظت حدیثِ پاک کی رَوشنی میں

حضراتِ گرامی قدر! انسان کے پاس گھر، گاڑی، بینک بیلنس، عیش وآرام وغیرہ، الغرض دنیا کی ہر نعمت موجود ہو، لیکن اِن کے ہوتے ہوئے بھی اُس کے پاس صحت نہ ہو، تو پھر یہ سب کچھ بے کار و بے معنی ہے؛ کیونکہ یہ سب چیزیں صحت سے زیادہ اہم نہیں، صحت اچھی ہے توسب کچھ اچھا ہے، صحت اللہ کریم کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے، نماز، روزہ، حج، رزقِ حلال کے لیے بھاگ دَوڑ، تجارت، کاشتکاری اور دیگر تمام اُمور سلامتیٔ صحت کے ساتھ ہی احسن طریقے سے اَنجام پاتے ہیں، کہ ذہنی وجسمانی طَور پر کمزور وبیمار آدمی، ان تمام سعادتوں اور نیک اَعمال سے کامل طَور پر مستفید نہیں ہوپاتا، دنیا میں بیماریوں، رَنج وغم سے نَجات پاکر صحت وعافیت مِل جانا بہت بڑی سعادتمندی وکامیابی ہے، تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ أَصْبَحَ مِنكُمْ آمِناً فِي سِرْبِه مُعَافىً فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا»[1] "جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الزُهد، ر: ٢٣٤٦، صـ٥٣٦.

کا دل مطمئن اور جسم تندرست ہو، اس کے پاس ایک دن کی گزر بسر کا سامان ہو، وہ گویا ایسا ہے جیسے اُس کے لیے دنیا کی ساری نعمتیں جمع کر دی گئی ہوں"۔

برادرانِ اسلام! بارگاہِ الٰہی میں صحت وعافیت کا سوال کرتے رہنا اس قدر اہم وضروری ہے، کہ سرکارِ دوعالَم ﷺ بھی اکثر صحت وعافیت کی دعا کیا کرتے، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کثرت سے یہ دعا کیا کرتے: «اَللّٰهمّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعَافِيَةَ وَحُسْنَ الخُلُقِ»[1]

"اے اللہ! میں تجھ سے صحت، عافیت اور اچھے اَخلاق کا طلبگار ہوں" لہٰذا ہمیں بھی صحت وعافیت کی دعا کرتے رہنا چاہیے، اس میں غفلت وسستی نہیں کرنی چاہیے۔

برادرانِ محترم! صحت وعافیت ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ہے، ہمارے پیارے آقا، سرورِ کونَین ﷺ نے ہمیں صحت اور عافیت مانگتے رہنے کی تاکید کی ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ ماجد سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے تو رو دیے، اور فرمایا کہ "رسولُ اللہ ﷺ بھی ہجرت کے بعد پہلے سال منبر پر تشریف فرما ہو کر روئے اور فرمایا: «سَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ؛ فَإِنَّ أَحَداً لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْراً مِنَ

---

(١) "مَكارم الأخلاق" للخرائطي، ر: ٨، ١/ ١٠.

الْعَافِيَةِ»[1] "اللہ تعالی سے عفو وعافیت مانگتے رہا کرو؛ کیونکہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں"۔

ہم صحت کی حفاظت کس طرح کرسکتے ہیں؟

محترم بھائیو! ہمارے پیارے دِینِ اسلام نے ہمیں صحت وعافیت جیسی عظیم نعمت کی حفاظت کے لیے بھی بہترین آداب سکھائے ہیں، جنہیں اپنا کر ہم صحت وتندرستی حاصل کرتے ہوئے، بے شمار اَمراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں، جن میں غسل، وضو، مِسواک، کُلّی، ناک میں پانی ڈالنے، لباس، کھانے پینے، بدن، گھر، رہن سہن اور ڈیوٹی وغیرہ میں حفاظتی اِقدامات کرنا داخل ہے۔

صحت کی نعمت غنیمت جان کر اس کی ہر طرح سے حفاظت کی کوشش کرنی چاہیے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ہمیں وصیّت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «اغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ»[2] "پانچ ۵ چیزوں کو پانچ ۵ سے پہلے غنیمت جانو: (۱) اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو، (۲) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو، (۳) اپنی مالداری

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ۳۵۵۸، صـ۸۱۱.

(۲) "شعب الإیمان" باب في الزهد وقصر الأمل، ر: ۱۰۲٤۸، ۷/ ۳۳۱۹.

کو تنگدستی سے پہلے غنیمت جانو، (۴) اپنی فُرصت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جانو، (۵) اور اپنی زندگی کو مَوت سے پہلے غنیمت جانو"۔

تندرستی ہزار نعمت ہے، اگر انسان صحتمند و توانا ہو تو ہر مشکل سے مشکل کام کی بھی ہمت رکھتا ہے، دِینی و دُنیاوی سارے کام احسن طریقے سے اَنجام دے سکتا ہے، صحتمند رہنے کے لیے روزانہ تھوڑی بہت وَرزِش اور متوازِن غذا کا استعمال بہت ضروری ہے، اور صحت کے لیے ضرورت سے زیادہ کھانے، زیادہ رَوغنی غذاؤں اور نقصان دہ اشیاء سے پرہیز بھی بہت ضروری ہے، کھانے میں احتیاط برتنے، کھانے کے برتن صاف و ستھرے رکھنے، کوئی چیز کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونے سے برکت کے ساتھ ساتھ بیماریوں سے بھی نَجات ملتی ہے، کھانا صحیح وقت پر مناسب مقدار میں کھانا چاہیے، انسان مال کے ذریعے نرم و ملائم بستر اور دَوا تو خرید سکتا ہے، لیکن آرام دہ نیند اور صحت و شفا نہیں خرید سکتا۔

لہٰذا ہمیں اپنی صحت و تندرستی کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، سہولت وآرام پسندی اور اکثر وقت بیٹھے رہنے سے بھی صحت داؤ پر لگ جاتی ہے، ان تمام آفات سے بچنے کے لیے مناسب اِقدامات ضروری ہیں، صاف ہَوا، صاف و میٹھا پانی، صاف ستھرے لباس کا اہتمام، موسم کی شدّت کے اعتبار سے حفاظتی اِقدامات کا اہتمام، کھلی فِضا میں رہنے اور وَرزِش کرتے رہنے سے بھی صحت سلامت رہتی ہے، اور جہاں ان میں خَلل آتا ہے صحت بگڑنا شروع ہو جاتی ہے، اچھی صحت سے زندگی خوشگوار رہتی ہے، طہارت و پاکیزگی، صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا اچھی صحت کے لیے

بے حد ضروری ہے، صاف ستھرا رہنے والوں کو ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ نے اپنا محبوب قرار دیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴾[1] "یقیناً اللہ تعالی بہت تَوبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا اور ستھرے لوگوں کو دوست رکھتا ہے"، سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا، حضرت سیّدنا ابو مالک اَشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، مصطفی جانِ رَحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ»[2] "طہارت ایمان کا حصّہ ہے"۔

رفیقانِ گرامی قدر! ظاہری صحت کے ساتھ ساتھ باطنی صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، باطن کو بدگمانی، حسد، بغض وکینہ، بُرے خیالات واِحساسات سے پاک وصاف کرلینا چاہیے؛ کہ گناہ، باطنی صحت کی خرابی وبیماری، اَخلاقی معیار وکردار کے گرنے اور دل کی سیاہی کا سبب ہیں، اللہ تعالی نے نفس کی پاکیزگی کو کامیابی کی ضَمانت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۪ۙ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴾[3] "یقیناً جس نے اپنے نفس (باطن) کو ستھرا کرلیا وہ مراد کو پہنچا، اور جس نے اِسے معصیت میں چھپایا وہ نامراد ہوا"، لہٰذا صحت کی حفاظت کے لیے ہمیں

---

(١) پ ٢، البقرة: ٢٢٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الطهارة، ر: ٥٣٤، صـ١١٤.

(٣) پ ٣٠، الشمس: ٩، ١٠.

وَرزِش، غذا کے مناسب وصحیح استعمال، اور ہر وقت بیٹھے رہنے سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنی سوچ وفکر کو بھی پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرنی ہے؛ کیونکہ ان باطنی بیماریوں کے بُرے اثرات ظاہری جسمانی صحت کو بھی بُری طرح متاثر کرتے ہیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں صحت وتندرستی اور عافیت والی زندگی عطا فرما، ہر طرح کے اَمراض، آفات وبلیات سے محفوظ فرما، ہمیں نعمتِ صحت کی حفاظت کرنے اور اس پر شکر کی توفیق عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اللہ دیکھ رہا ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! انسان چاہے خَلوت میں ہو یا جَلوت میں، اکیلے ہو یا لوگوں کے جھرمٹ میں، چھپ کر عمل کرے یا ظاہر میں، الغرض جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالی اس کے ہر عمل سے باخبر اور اس کا نگہبان ہے، دلوں کے پوشیدہ راز جانتا ہے، آسمان وزمین میں کوئی ذرّہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں، نیک اعمال پر جزا دیتا ہے، اور گناہگاروں کو توبہ کے لیے ڈھیل دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾[1] "اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے"، مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے

(۱) پ ٤، النساء: ١.

ذہن میں یہ راسخ کرلے کہ پروردگارِ عالم مجھے ملاحظہ فرمارہاہے، اپنے مالکِ حقیقی جَلَّ جَلالُہٗ کی یاد کو ہر وقت اپنے دل میں بسائے رکھے، اور یقینِ کامل رکھے کہ مجھے "اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے!" خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾[1] "اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"۔

ہر عمل اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش ہوگا

حضراتِ گرامی قدر! اللہ کریم کی رحمت نیک بندوں کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، آج انسان جو بھی عمل کرتا ہے، بروزِ قیامت اسے دیکھے گا، اور اس پر ذرّہ برابر بھی ظلم وزیادتی نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال ملاحظہ فرمارہاہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾[2] "قیامت کے دن ہم عدل وانصاف کی ترازو رکھیں گے، تو کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے برابر ہو تو ہم اسے بھی لے آئیں گے، اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں"، اس تصوّر سے ایک سچے مسلمان کے دل کے تمام گوشے خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ کی یاد سے معمور ہوجاتے ہیں، اور رگ رگ میں یہ بات سماجاتی ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے!

---

(١) پ ٣، البقرة: ٢٦٥.

(٢) پ ١٧، الأنبياء: ٤٧.

اللہ دیکھ رہا ہے!، تو دنیا کی حوس، لالچ اور دیگر گناہوں کی چاہت اس کے دِل سے نکل جاتی ہے، قلب وذہن پر پڑے پردے دُور ہوجاتے ہیں، اللہ کے نور سے اس کا دِل روشن ومنوّر ہوجاتا ہے۔

حضرت سیّدنا لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیّت

عزیزانِ گرامی! حضرت سیّدنا لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے نے پوچھا: ابا جان! اگر تنہائی میں چھپ کر گناہ کیے جائیں تو رب تعالی کیسے جانے گا؟، اس کے جواب میں آپ نے اپنے بیٹے کو جس طرح سمجھایا، اسے اللہ تعالی نے قرآنِ پاک میں یوں بیان فرمایا: ﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ﴾[1] "اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو، یا آسمان وزمین کے کسی حصے میں، اللہ اسے بھی لے آئے گا، یقیناً اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے"، یعنی نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو، اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جائے، بروزِ قیامت بندے پر ظاہر کردی جائیں گی، اس کا حساب ضرور ہو گا، یعنی اللہ تعالی ہر جگہ ہر حال میں تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے۔

---

(١) پ ٢١، لقمان: ١٦.

عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو!

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ اپنی ساری مخلوق سے باخبر ہے، وہ ہمیں دیکھتا بھی اور ہماری باتیں بھی سنتا ہے، اور ہماری دلی کیفیات سے بھی واقف ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ جلوت وخلوت میں اللہ تبارک وتعالی کی اطاعت کرے، اور اُن چیزوں سے دُور رہے جن سے اللہ ربّ العالمین نے منع فرمایا ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا گیا کہ احسان کیا ہے؟، فرمایا: احسان یہ ہے: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»[1] "کہ تم اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تمہیں یہ کیفیت نصیب نہیں، تو یہی یقین پیدا کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

حضرت امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ احسان کے پہلے مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ "مسلمان کے دل پر معرفتِ الٰہیہ کا اس قدر غلبہ ہو، وہ مشاہدۂ حق میں اس طرح کھو جائے کہ گویا اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہے"، اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ معرفتِ الٰہیہ کے اس مقام پر اگرچہ نہ ہو کہ اللہ کو دیکھے، مگر اس کے ذہن میں ہر وقت یہ بات موجود رہے کہ "وہ جو بھی عمل کر رہا ہے، اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے"[2]، اس طرح عبادت کے دو درجے ہو گئے، ایک یہ کہ "عبادت کے وقت یہ خیال

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ٥٠، صـ١٢.

(٢) "فتح الباري" كتاب الإيمان، ١/ ١٤٨.

جمارہے، کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں"، دوسرا درجہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے"، جب ایک مسلمان کو یہ درجہ نصیب ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر وباطن کو دیکھ رہا ہے، آنکھوں کی چوری سے لے کر سینے کے اندر تک مطلع ہے، دل کی دھڑکنوں کے ساتھ خطرات بھی اس سے پوشیدہ نہیں، تو پھر دل میں بغاوت، سرکشی، حکم عدولی، اطاعت چھوڑنے، اور اس کے آداب وشرائط میں کمی کرنے کا، یا کسی گناہ کا خیال بھی نہیں آسکے گا۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو دیکھتے رہا کرو!، اس نے عرض کی: اس کی وضاحت فرمادیجیے!، آپ نے فرمایا: ہمیشہ اس طرح رہو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو"[1]، یعنی ہمیشہ اپنے اعمال پر اللہ تعالیٰ کو نگہبان تصوّر کیے رہو!۔

محترم بھائیو! رمضان المبارک میں ایک ماہ لگاتار روزوں کی مَشق سے رمضان گزر جانے کے بعد بھی کچھ کھاتے پیتے وقت اچانک یہ خیال آتا ہے کہ میرا تو روزہ ہے، اور یہ کیفیت بعدِ رمضان کئی دنوں تک باقی رہتی ہے، بالکل اسی طرح جب مسلمان ہر وقت یہ تصوّر رکھے گا کہ "مجھے اللہ دیکھ رہا ہے"، تو جب کسی ممنوع چیز کی طرف قدم بڑھے گا، یہ تصوّر اس کے اُٹھے ہوئے قدم روک کر اسے گناہ سے بچالے گا۔

---

(١) "إحياء علوم الدّين" للإمام الغزالي، ٤/ ٨٨٨.

اللہ تعالی سے دلوں کے راز پوشیدہ نہیں

برادرانِ اسلام! مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالی اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے، لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ آدمی ہمیشہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے، گناہوں سے سچی توبہ کرے، اپنی ہر سانس وحرکت کا محاسبہ کرے؛ تاکہ روزِ قیامت کی پریشانی ورُسوائی سے محفوظ رہے، ربِّ ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ﴾[1] "جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے، تو اس سے ڈرتے رہو"۔

گناہوں پر دلیری

عزیزانِ محتشم! انسان روزانہ بڑی دلیری اور بے پروائی سے گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے، اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ ایک ایسی ذات ہمیں دیکھ رہی ہے، جسے نہ نیند آتی ہے نہ اُونگھ آتی ہے، اللہ ربّ العالمین آنکھوں کی خیانت، اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی خوب جانتا ہے، مگر ہم گناہ ونافرمانی کرتے ہوئے لوگوں سے تو ڈرتے ہیں، کہ ہمیں کہیں کوئی دیکھ نہ لے، لیکن ہمیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی، نہ شرمندگی وندامت کا احساس ہوتا کہ ربِّ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ ہمیں دیکھ رہا ہے، اللہ مالک الملک کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

---

(١) پ ٢، البقرة: ٢٣٥.

﴿مُحِيْطًا﴾[1] "وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے، اللہ ان کے پاس ہے، جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے، اور اللہ ان کے کاموں کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے"، یہ آیت تقویٰ وطہارت کی جڑ ہے، اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، تو گناہ کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی، اللہ تعالی اپنے علم وقدرت سے ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، اس سے شرم وحیا زیادہ ہونی چاہیے، اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، اس نے اپنے علم وقدرت سے ساری کائنات کو اِحاطے میں لے رکھا ہے۔

خود اپنا محاسبہ کیجیے

محترم بھائیو! مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنا محاسبہ بھی کرتا رہے، اس کے سبب گناہوں سے بچنے میں کامیابی نصیب ہوگی، قیامت کے دن حسرتوں میں کمی ہوگی، اور جس نے دنیا میں اپنا محاسبہ نہیں کیا، وہ آخرت میں حسرت کا شکار رہے گا، قیامت کے دن اسے حساب کے لیے زیادہ دیر تک رُکنا پڑے گا، حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا»[2] "دنیا میں اپنا محاسبہ کرلو، اس سے پہلے کہ آخرت میں تمہارا حساب کیا

---

(١) پ ٥، النساء: ١٠٨.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الصفة القيامة، ر: ٢٤٥٩، صـ٥٦٠.

جائے"، یعنی روزِ قیامت کی پکڑ سے پہلے ہی گناہوں سے سچی توبہ کرلو، نیک اعمال پر استقامت حاصل کرلو، ورنہ آخرت میں ندامت وشرمندگی اُٹھانی پڑے گی۔

عزیز دوستو! مسلمان کو چاہیے کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت ضرور اپنا محاسبہ کرے، کہ آج ہم نے نیک عمل کتنے کیے، اور کہاں کہاں رب تعالی کی نافرمانی ہوئی، حضرت سیّدنا وَہب بن منبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «العاقلُ أَنْ لَّا يَشْغلَ عَن أَربعِ سَاعاتٍ: سَاعةٌ يُناجِي فيها رَبَّه، وسَاعةٌ يُحاسِبُ فِيها نَفسَه»[1] ...إلخ، "عقلمند وہ ہے جو چار اوقات سے غافل نہ ہو: ان اوقات میں سے ایک وقت اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کے لیے مخصوص کرے، اور ایک مخصوص وقت خود اپنا محاسبہ کرنے کے لیے نکالے" ....الخ۔

اللہ ورسول سے ہمارے راز پوشیدہ نہیں

حضراتِ محترم! مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ غزوۂ تبوک سے مدینہ منوّرہ واپس ہوئے، تو اس غزوہ سے پیچھے رہ جانے اور بہانے بنانے والے منافقین راستے ہی میں آپ سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے، اور مختلف قسم کے حیلے بہانے کرنے لگے، کہ ہم فلاں فلاں مجبوری کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہو سکے، اللہ تعالی نے ان بہانے باز منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

---

(١) "شعب الإيمان" باب في تعديد نعم الله وشكرها، ر: ٤٦٧٧، ٤/ ١٦٩١.

﴿الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾[1] "اللہ ورسول تمہارے کام دیکھیں گے، پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے، وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے"۔ یعنی بارگاہِ رسالت میں اپنے بارے میں تمہیں کچھ عرض کرنے کی حاجت ہی نہیں، وہاں شیخی کام نہیں آتی، انہیں تو ہر شخص کی حقیقت کا پتا چل جاتا ہے، ان کی بارگاہ میں شیخی مارنے کے بجائے معافی چاہو، بہانے وعذر کے بجائے توبہ کرو؛ کیونکہ عملی گناہ کی توبہ اچھے اعمال سے ہوگی۔

دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے: ﴿اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾[2] "کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں"۔

حضرتِ سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ: "کسی بزرگ کا ایک نوجوان شاگرد تھا، وہ بزرگ اس کی بہت تعظیم کرتے، اسے دوسروں سے مقدّم رکھا کرتے تھے، ان کے دیگر شاگردوں نے پوچھا کہ آپ اس کی اتنی عزت کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ بزرگ نے کچھ پرندے منگوائے، اور اپنے ان شاگردوں کو ایک ایک پرندہ دے کر فرمایا، کہ اسے ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو، سب لوگ اپنا اپنا ذبح کیا

---

(١) پ ١١، التوبة: ٩٤.

(٢) پ ١، البقرة: ٧٧.

ہوا پرندہ لے کر واپس بزرگ کی بار گاہ میں حاضر ہوئے، مگر وہ نوجوان زندہ پرندہ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا، بزرگ نے پوچھا کہ دوسروں کی طرح تم نے پرندہ کیوں ذبح نہیں کیا؟، اس نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالی تو مجھے ہر جگہ دیکھتا ہے، یہ جواب سن کر لوگ سمجھ گئے کہ آخر یہ نوجوان کیوں زیادہ قابل احترام ہے"[1]۔

دل کا سکون وچین

"اللہ دیکھ رہا ہے"، اس تصوّر کی وجہ سے انسان اللہ تعالی کی یاد میں رہتا ہے، اور یوں اللہ تعالی کی یاد کے سبب وہ گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ دلی اطمینان، سکون وچین بھی حاصل کرلیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ﴾[2] "وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے سکون وچین پاتے ہیں، سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے"، گویا گناہ سے انسان کا دل بے چین ہوتا ہے، اور جب اللہ کی یاد کرتا ہے تو اسے چین وسکون نصیب ہوتا ہے۔

ایک طرف اللہ تبارک وتعالی کا فرمان کہ اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے، دوسری طرف سائنسی ایجادات ہیں، جنہوں نے انسان کا دائرہ تنگ کردیا ہے، سائنسی ترقی نے

---

(١) "إحياء علوم الدّين" ٤/ ٨٨٩.

(٢) پ ١٣، الرعد: ٢٨.

لوگوں کو اللہ تعالی کی قدرت وطاقت کے ماننے پر بھی مجبور کر دیا ہے، کہ جہاں یہ آلات لگے ہیں، وہاں لوگوں کی حرکات وسکنات پوشیدہ نہیں رہ سکتیں، سائنسی کیمروں اور آلات کی یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہماری ہر حرکت کو نوٹ کر سکتے ہیں، اس سائنسی ایجاد سے پہلے لوگ اپنے مذموم مقاصد میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کر لیتے تھے، ان آلات کے ذریعے ان کی حرکات دیکھائی گئیں، یہاں تک کہ انہیں جیل تک پہنچا دیا، بڑی بڑی دکانیں، شاپنگ مال، پلازہ، کمپنیاں، ہوٹلز، جہاز، ریل گاڑیاں، سرکاری و نیم سرکاری دفاتر اور ذاتی گھروں میں بھی لوگوں نے ایسے نامعلوم کمرے نصب کیے ہیں کہ کسی بھی شخص کو کسی بھی وقت بآسانی نوٹ کیا جا سکتا ہے، دنیا میں بڑے بڑے چور ڈاکو پکڑے گئے، یہ قدرتِ خداوندی کا کرشمہ ہے ان لوگوں کے لیے جن کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے، جن کے دل سے نعمتِ ایمان، خوفِ خُدا جاتا رہا، جب انسانی ایجاد کا یہ عالم ہے تو خالقِ کائنات جس نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا، اس کی قدرت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟، خوفِ خدا اور ایمان جب کسی کے سینے میں بیدار ہوتا ہے، وہ غلط کام نہیں کر سکتا۔

عزیزانِ محترم! اس یقینِ کامل کے ساتھ کہ "اللہ دیکھ رہا ہے"، آدمی جب بھی گناہوں سے توبہ کرے تو اس امید و یقین کے ساتھ کرے کہ اللہ تعالی میری توبہ ضرور قبول فرمائے گا، وہ میری دلی کیفیت سے باخبر ہے، وہ بڑا غفور و رحیم ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ

﴿رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾(۱)

"اے حبیب! آپ فرمادیجیے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنے آپ پر ظلم کیا! اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، یقیناً اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، یقیناً وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں ہر دم اپنی یاد کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمیں گناہوں سے بچاکر نیک اعمال کی توفیق عطا فرما، نمازوں میں سستی وغفلت سے بچا، پنج وقتہ باجماعت نماز، دل جمعی، ذوق وشوق سے ہمیشہ پڑھنے کی توفیق وہمت عطا فرما، دلی سکون واطمینان عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

---

(۱) پ ۲٤، الزمر: ٥٣.

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما،اُن کے درجات بلندفرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا،اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو،تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما،آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

بزرگوں کی عزّت وتکریم

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اسلامی تعلیمات ادب واحترام پر مبنی ہیں

عزیزانِ محترم! اسلامی تعلیمات مکمل طور پر ادب ہی پر مبنی ہیں، اور ادب کی تعلیم وتلقین کرتی ہیں؛ کیونکہ جو ادب سے محروم رہا، وہ درحقیقت ہر نعمت سے محروم رہا۔ شاید اسی لیے کسی نے کہا ہے کہ "باادب بانصیب اور بےادب بےنصیب"۔ غرضیکہ ادب ہی ایک ایسی صفت ہے جو اچھے انسان کو دوسروں سے ممتاز بناتی ہے، جس طرح ریت کے ذروں میں موتی اپنی چمک اور اہمیت نہیں کھوتا، اسی طرح مؤدَّب شخص بھی، انسانوں کے جمِ غفیر میں رہنے کے باوجود، اپنی شناخت کو قائم ودائم رکھے رہتا ہے۔ اسلامی تاریخ کی رَوشنی میں یہ بات عیاں ہے

کہ حسنِ ادب ہی کے سبب بہت سے لوگ نامورَ ہوئے، اور بے ادبی کے باعث معلّم الملائکہ "شیطان" بنا۔ اسی طرح کئی روایتیں اسلامی تاریخ میں دیکھی جاسکتی۔

عُمر رسیدہ اَفراد کی خدمت عظیم نیکی ہے

عزیزانِ گرامی قدر! اسلام نے بزرگوں کی خدمت کا جو جامع حکم دیا ہے، اس کی مثال دنیا بھر کے دیگر مذاہب واَدیان میں نہیں ملتی، بزرگوں کی خدمت، ان کے کام آنا، ان کے مصائب وآلام کو دُور کرنا، ان کے دُکھ درد بانٹنا، ان کے ساتھ ہمدردی، غمخواری اور شفقت سے پیش آنا بہت بڑی نیکی اور عظیم عبادت ہے، عمر رسیدہ لوگوں کی خدمت، ان کا ادب واحترام، ان کے دلوں کو فتح کرنے، اور ان سے محبت کرنا مقدّس کام، ایک اہم فریضہ اور اللہ ورسول کی رِضا وخوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے، یقیناً اگر کوئی شخص اللہ تعالی کی رِضا کی خاطر ان کی خدمت کرے تو دنیا وآخرت کی کامیابی اس کا مقدّر بن جاتی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾[1] "جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ۱۰ ہیں"، دوسری جگہ فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾[2] "جو کوئی نیکی لائے اُس کے لیے اس سے بہتر (صلہ) ہے۔ دِینِ اسلام بزرگوں کی خدمت

---

(۱) پ ۸، الأنعام: ۱٦٠.

(۲) پ ۲۰، القصص: ۸٤.

میں بھی دیگر مذاہب سے مقدّم ہے، بڑی عمر کے لوگوں کی خدمت ان سے محبت وشفقت عظیم کام اور بڑی نیکی ہے، اور دینِ اسلام نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے پر بہت زور دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾[1] "نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکل جاؤ!"۔

مصطفیٰ کریم ﷺ یتیموں، بیواؤں، کمزوروں اور مسکینوں کی مدد کے ساتھ ساتھ بڑی عمر کے لوگوں سے شفقت سے پیش آتے، اُمّ المؤمنین حضرتِ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا جو حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھیں، سرورِ کونین ﷺ کے اَوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں: «إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ»[2] "آپ صِلہ رحمی فرماتے ہیں، لوگوں کا بار اُٹھاتے ہیں، ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں پیش آنے والے مصائب میں مدد فرماتے ہیں"۔

تو معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا ومَولا ﷺ لوگوں کی مدد فرمایا کرتے، اسی محبت واُلفت کے سبب لوگ جُوق دَر جُوق اسلام قبول کرتے، لہٰذا ہمیں بھی ان

---

(١) پ ٢، البقرة: ١٤٨.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ٣، صـ١.

کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ بزرگوں کی خدمت کا فریضہ بخوشی انجام دینا چاہیے۔

عمر رسیدہ افراد باعثِ برکت وقابلِ تعظیم ہیں

برادرانِ اسلام! اسلامی مُعاشرے میں عمر رسیدہ اَفراد خصوصی مقام رکھتے ہیں، یہ حضرات باعثِ برکت ورَحمت اور قابلِ عزّت وتکریم ہیں، رحمتِ کونین ﷺ نے بزرگوں کی عزّت وتکریم کی تلقین وتاکید فرمائی ہے، حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا»[1] "وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے"۔ ایک دوسری حدیث میں فرمانِ رسول اللہ ہے: «كَبِّرِ الكُبْرَ»[2] "بڑے کے مرتبہ اور عزّت کا خیال رکھو!"۔ رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا»[3] "وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا"۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصِلة، ر: ١٩١٩، صـ٤٤٨.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦١٤٣، صـ١٠٧١.

(٣) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الرَّحمة، ر: ٤٩٤٣، صـ٦٩٦.

حضرت سیّدنا ابو موسی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ»[1] "یقیناً عمر رسیدہ مسلمان کی عزّت وتکریم، اللہ تعالی کی تعظیم وتکریم ہے"۔

عزیز دوستو! بزرگوں کی خدمت ہمارے لیے بے حد ضروری اور اجر وثواب کا باعث ہے، جو مؤمن مَرد وعورت نیک اَعمال بجالائے اُسے اُس کا اجر ملے گا، اُسے جنّت میں داخل کیا جائے گا، فرمانِ خداوندی ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾[2] "جو کچھ بھلے کام کرے گا مَرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان، تو وہ جنّت میں داخل کیے جائیں گے، اور اُنہیں تِل بھر بھی نقصان نہ ہوگا"۔ تو معلوم ہوا کہ جَیسا بوئیں گے وَیسا ہی کاٹیں گے، اچھے اعمال کی اچھی جزا اور بُرے اعمال کی بُری جزا پائیں گے، جو اِخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ وبزرگوں کی جتنی خدمت کرے گا اُتنا ہی اَجر وثواب بھی پائے گا۔

محترم بھائیو! جو شخص دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ اپنے بزرگوں سے بھلائی سے پیش آئے، ان کی خدمت کرے، خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ اسے آخرت میں اچھا بدلہ عطا فرمائے گا، اللہ ربّ العالمین کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، ر: ٤٨٤٣، صـ٦٨٤.

(٢) پ ٥، النّسآء: ١٢٤.

الْاِحْسَانُ ﴾(۱) "نیکی کا بدلہ نیکی ہی تو ہے!" بزرگوں سے بھلائی کرنا دخولِ جنّت کا اَہم ذریعہ ہے، اور نیکی و بھلائی مُوجِبِ اجر و ثواب اور صدقہ ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ»(۲) "ہر نیکی صدقہ ہے"۔ لہٰذا جس سے جتنا ہوسکے وہ دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ بزرگوں، عمر رسیدہ حضرات کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔

برادرانِ مَن! دینِ اسلام اِنفرادیّت ورُہبانیت، تنہائی پسندی وگوشہ نشینی کے بجائے مُعاشرتی اِصلاح وتعمیر وترقی، اور بزرگوں کی خدمت کا درس دیتا ہے، اور یہ بات انسانی دلوں کو دُکھ درد و مصیبتوں کے ہجوم سے نَجات دلاتی ہے، جو بزرگوں کی خدمت کو اپنا شِعار بنالے، اسے فاتحِ زمانہ بننے سے کوئی نہیں روک سکتا، عمر رسیدہ لوگوں کی خدمت میں اجرِ عظیم اور آخرت کی کامیابی ہے، لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کی ہر طرح ہر ممکن مدد وخدمت کرے، مسلمان سب ایک ہیں، کوئی کسی پر ظلم زیادتی نہ کرے، بلکہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ، كَانَ اللهُ فِيْ حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ

---

(۱) پ ۲۷، الرحمن: ٦٠.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٢١، صـ١٠٥٢.

كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[1] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے، جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت وحاجت پوری کرنے کے لیے کوشش کرے، اللہ تعالی اُس کی ضرورت پوری فرما دیتا ہے، اور جو کسی مسلمان کی مصیبت دُور کرے، اللہ تعالی بروزِ قیامت اُس کی مصیبت دُور فرمائے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی ستر پوشی کی، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا"۔

برادرانِ اسلام! دیگر لوگوں پر رحم کے ساتھ ساتھ بزرگوں سے بھی رحمدلی کا سُلوک کرنا ہم پر لازم ہے، اگر آج ہم ان پر رحم نہیں کریں گے تو ہم پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا، حضرت سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ»[2] "جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخاً لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّه»[3] "جو

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِلة، ر: ٦٥٧٨، صـ١١٢٩.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٥٩٩٧، صـ١٠٤٩.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصِلة، ر: ٢٠٢٢، صـ٤٦٦.

جَوان کسی بوڑھے کی عمر رسیدگی کے باعث اس کی عزّت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس جَوان کے لیے کسی کو مقرّر فرمادیتا ہے، جواِس کے بڑھاپے میں اس کی عزّت کرے گا"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے بزرگوں و عمر رسیدہ اَفراد کی عزّت و تکریم کی توفیق وجذبہ عطافرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطافرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے

مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

رَحمت ورحمدلی

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اللہ تعالی کی رَحمت ووُسعت

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی کی رَحمت بہت وسیع اور ہر شَے پر عام ہے، چاہے کوئی مسلمان ہو یا کافر، انسان ہو یا حیوان، چرند ہو یا پرند، ہر ایک کو اللہ تعالی نعمتوں کی فراوانی بِن مانگے عطا فرما رہا ہے، اور شانِ رحیمی یہ ہے کہ رَحمتِ الٰہی کی وسعت کا کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾[1] "میری رَحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے"۔

---

(۱) پ۹، الأعراف: ۱۵٦.

قرآنِ پاک میں رَحمت کا ذکر کئی بار آیا ہے، اسلام محبت، اُلفت، ہمدردی، رَواداری، مُساوات، مہربانی، نرمی، احسان، حسنِ سُلوک اور رحمدلی کا درس دیتا ہے، رَحمت اُس وصف کو کہتے ہیں جس کے سبب کسی پر احسان کیا جائے، اِحسان کا لفظ رقّت یعنی نرمی، اور حسنِ سلوک دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالی اپنی ذات سے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[1] "یقیناً اللہ تعالی لوگوں پر بڑا مہربان ہے"، رَحمت اللہ تعالی کی عظیم صفات میں سے ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ﴾[2] "آپ فرما دیجیے کہ تمہارا رب وسیع رَحمت والا ہے"۔

رَحمتِ الٰہی کی برسات

محترم بھائیو! اللہ کریم کی رَحمت ہر وقت ہر ایک پر برس رہی ہے، جبکہ خاص خاص مواقع پر اس میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے، جیسے نفسِ اَمّارہ کی مخالفت، صلۂ رحمی، غصّہ پر قابو، کسی کی مدد کرنے اور گناہ وناجائز کام پر قدرت کے باوجود اُس سے رُک جانے کے وقت ربّ تعالی کی رَحمت چھماچھم برستی ہے، ہم سب اللہ تعالی کی رَحمت کے بے حد محتاج ہیں، دنیاوی زندگی میں، مرتے وقت، قبر میں، حتی کہ حشر میں بھی

---

(١) پ٢، البقرة: ١٤٣.

(٢) پ ٨، الأنعام: ١٤٧.

کامیابی وعذاب سے بچنے کے لیے، ہم رحمتِ الٰہی کے محتاج ہیں، کہ جہاں رَحمتِ الٰہی مل جاتی ہے کامیابی مقدَّر بن جاتی ہے اور عذاب سے بچا لیتی ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾(۱) "کہا: آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے"۔

عزیز دوستو! جو اللہ تعالی پر ایمان لا کر، اُس کے پیارے رسول ﷺ کا دامن مضبوطی سے تھامے، گناہ سے بچ کر فرائض اور اعمالِ صالحہ بجالائے، وہ رَحمتِ الٰہی کا مستحق ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ﴾(۲) "تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی رَسّی مضبوط تھامی تو عنقریب اللہ تعالی انہیں اپنی رَحمت اور اپنے فضل میں داخل فرمائے گا"۔

برادرانِ اسلام! جب اللہ تعالی کی بے پناہ رَحمتیں ہم پر برستی ہیں، تو ہمیں بھی چاہیے کہ بطورِ شکرانہ اس رَحمت کا اظہار کریں، یعنی دعائے اِستقامت، ذکرِ الٰہی، گریہ وزاری، گناہ وبُری صحبت سے دُوری، صحبتِ صالحین کا اِلتزام، نیک اعمال پر استقامت، مخلوقِ خدا سے مہربانی ونرمی کا برتاؤ کرتے رہیں، کہ یہ سب رَحمتِ الٰہی کے حصول کا اہم ذریعہ ہیں، رَحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «الرَّاحِمُونَ

---

(۱) پ ۱۲، هود: ۴۳.

(۲) پ ٦، النّسآء: ۱۷۵.

يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا أَهْلَ الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ»[1]

"رحمٰن عَزَّوَجَلَّ رحم کرنے والوں پر رَحمت فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا"۔ لہٰذا اللہ تعالی کی رَحمت اُسے بھی ملتی ہے جو مخلوقات کے ساتھ رحمدلی ومہربانی کا سلوک کرتا ہو۔

جانِ برادار! قرآنِ کریم کی تلاوت، اس کے مَعانی میں غور وفکر، اور اس کی سماعت کے وقت خاموشی اختیار کرنا بھی رَحمت خداوندی کا باعث، اور اس کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے، ارشادِ ربِّ ذوالجلال ہے: ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾[2] "جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے دھیان سے سُنو اور خاموش رہو؛ تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رَحمت

عزیزانِ گرامی! جس طرح اللہ تعالی کی رَحمت عام ہے اسی طرح نبئ کریم رؤف ورحیم آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رَحمت بھی سب کے لیے عام ہے، چاہے وہ انسان ہوں یا جنّات، مسلمان ہوں یا کافر، حیوانات ہوں یا نباتات، چرند ہوں یا پرند، پہاڑ ہوں یا درخت، بوڑھے ہوں یا بچے، کمزور ہوں یا توانا، الغرض میرے آقا سیّد الکونین

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الرَّحمة، ر: ٤٩٤١، صـ٦٩٦.

(٢) پ ٩، الأعراف: ٢٠٤.

فخرِ عالَم ﷺ کی شانِ رَحمت موسلادھار بارش کی طرح ہر ایک پر برس رہی ہے، جہاں جہاں اللہ کی رَحمت ہے وہاں وہاں رَحمتِ کونین ﷺ کی رَحمت ہے، اور اہلِ ایمان کے لیے جنّت، حوضِ کوثر، ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی وغیرہ خاص رَحمت ہوگی، حضور نبیٔ کریم رؤف ورحیم ﷺ میں رحمدلی کی صفت بدرجۂ اَتم موجود ہے؛ کہ سرکارِ اَبد قرار ﷺ لوگوں کی بھلائی چاہنے والے اور رحمةٌ للعالمین ہیں، اِرشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[1] "یقیناً تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقّت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان ہیں"۔

قابلِ صداحترام بھائیو! حضور نبیٔ رَحمت ﷺ کو رَحمت ماننا حکمِ قرآنی ہے، رَحمت آپ ﷺ کی صفتِ لازمہ وپہچان ہے، آپ ﷺ کی ذات بھی رَحمت، آپ کا نام، آپ کا دین، صفات، ہر قول وفعل، آپ ﷺ کا ہر حال اور آپ ﷺ کی غلامی، قُرب اور فرمانبرداری رَحمت ہی رَحمت ہے، آپ ﷺ صرف رَحمت ہی نہیں بلکہ رحمةٌ للعالمین ہیں، یعنی تمام جہان والوں کے لیے رَحمت ہیں، خالقِ کائنات جَلّ جلالُہ کا

---

(١) پ ١١، التوبة: ١٢٨.

فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾[1] "اے حبیب! ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رَحمت بناکر بھیجا ہے"۔

حضورِ اکرم نورِ مجسّم ﷺ کی مثالِ رَحمت

میرے دوستو وبزرگو! الله تعالی نے اپنے محبوب تاجدارِ رسالت ﷺ کو بے مثل وبے مثال، اور ہر عام وخاص کے لیے رَحمت بناکر بھیجا ہے، آپ ﷺ لوگوں پر رحم وکرم فرماتے، انسان تو انسان آقا کریم ﷺ جانوروں پر بھی رحم فرماتے، حضرت سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، ہم ایک سفر میں رسول الله ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو ۲ بچے بھی تھے، ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا نے بارگاہِ رسالت میں فریاد کی، حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا: «مَنْ فَجعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»[2] "اس کے بچوں کے ذریعے اسے کس نے تکلیف دی ہے؟! اس کے بچے اسے واپس لَوٹا دو!"۔

---

(۱) پ ۱۷، الأنبياء: ۱۰۷.

(۲) "سنن أبي داود" كتاب الجهاد، ر: ۲٦٧٥، صـ۳۸٦.

مخلوق میں باہمی رحمدلی اور اس کے اثرات

حضراتِ گرامی! مخلوق کا باہم رحم وکرم اچھے اَخلاق سے ہے، اور ایک عظیم الشان خوبی ہے، عطائے ربّانی عزّوجلّ ہے، اور اجر وثواب کے ساتھ ساتھ کونین کی سعادتمندی کا بھی پیش خیمہ ہے، مخلوق پر رحم وکرم سے اللہ ورسول کی رِضا کے ساتھ ساتھ دل کی نرمی بھی نصیب ہوتی ہے، ایک شخص سرکارِ دوعالم ﷺ کے پاس اپنے دل کی قساوَت وسختی کا شِکوہ لے کر آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنْ أَرَدْتَ تَلِيينَ قَلْبِكَ فَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ»[1] "اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے، تو مسکین کو کھانا کھلاؤ، اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو"، یعنی ان کے ساتھ ہمدردانہ سُلوک رکھا کرو اور ان پر رحم وکرم کیا کرو۔

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! مخلوقِ خدا کے ساتھ اچھا مُعاملہ، سُلوک اور ان سے اچھا کلام کرنا بھی رحمدلی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾[2] "لوگوں سے اچھی بات کہو"، یعنی جب تمہیں سلام کیا جائے تو اُس سے اچھا جواب دو، اور جب کوئی تمہارے ساتھ بُرائی سے پیش آئے، یا قول وفعل کے ذریعے کسی قسم کی زیادتی کرے، تو نیکی وبھلائی کا تقاضا یہ ہے کہ تم بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے کے بجائے

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة، ر: ٧٥٧٩، ٣/ ٨٢.

(٢) پ ١، البقرة: ٨٣.

بھلائی کے ساتھ اُسے ٹال دو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَصِفُوۡنَ﴾[1] "سب سے اچھی بھلائی سے بُرائی کو دفع کردو، ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں"۔ لہٰذا ہمیں کفر کو توحید سے دُور کرنا ہے، گناہوں کو تقویٰ سے، برائی کو بھلائی سے، ظلمت کو نُور سے، سختی کو رحم وکرم سے، اعتراضات کو دلائل سے، جہالت کو علم سے، کجی کو اَخلاقِ حسَنہ سے دُور کرنا ہے۔

عزیز دوستو! مخلوق میں سب سے زیادہ رحمدلی کا تعلق انسان کا اپنے والدین سے ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا﴾[2] "ہم نے آدمی کو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے"۔

والدین سے احسان یہ ہے کہ ان کے ساتھ نیکی وبھلائی کی جائے، ان کی عزّت وتعظیم کی جائے، ان کے جائز حکم پر خوشی سے عمل کیا جائے، ان کی خدمت کے لیے ہر دَم کوشاں رہا جائے، انہیں خوشی فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، انہیں ان کی زندگی اور مَوت کے بعد بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھا جائے، ان کی طرف سے صدَقات وخیرات کیے جائیں۔

---

(۱) پ ۱۸، المؤمنون: ۹٦.

(۲) پ ۲٦، الأحقاف: ۱۵.

حضراتِ محترم! مخلوق پر رحم وکرم سے دونوں جہاں میں سُرخروئی وکامیابی نصیب ہوتی ہے، دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ جو اپنے والدین کے ساتھ عزّت واحترام اور رحمدلی کا معاملہ کرتا ہے، اللہ تعالی دنیا میں اس کی عزّت واحترام کا سامان کردیتا ہے، لوگوں اور اس کی اپنی اولاد کے دلوں میں اس کی عزّت ڈال دی جاتی ہے، رَحمتِ عالمیان ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: «بَرُّوا آباءَكُمْ، تَبَرُّكُمْ أَبْنَاؤُكُم»[1] "اپنے والدین کے ساتھ اچھابرتاؤکرو، تمہارے بچے بھی تمہارے ساتھ اچھابرتاؤکریں گے"۔

عزیزانِ محترم! رحمدلی کے وہ اُسلوب جو ہم میں سے ہر ایک کے لیے انتہائی ضروری ہیں، وہ یہ کہ آدمی اپنے اَہل وعِیال کے ساتھ، اسی طرح عزیز واقارب، پڑوسیوں، مسکینوں، اور یتیموں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے، اور یہ سب اس طرح ممکن ہوگا کہ ان سب سے مَیل جول رکھا جائے، ان سے مُعاملات اچھے رکھے جائیں، اُن کے ساتھ نیکی وبھلائی کی جائے، ان کی جائز ضرورتوں کو حتی الاِمکان پورا کیا جائے، ان کی ہر ممکن مدد کی جائے، انہیں خوشیاں فراہم کرنے کی کوشش کی جائے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

---

(١) "مستدرَك الحاكم" كتاب البرِّ والصِّلة، ر: ٧٢٥٩، ٧/ ٢٥٩٢.

﴿بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ﴾[1] "اللہ تعالی کی بندگی کرو، اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ، ماں باپ سے بھلائی کرو، رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، پاس کے ہمسائے، دُور کے ہمسائے، کروَٹ کے ساتھی اور راہ گیر سے بھی بھلائی سے پیش آؤ"۔

نیکی وبھلائی کے اَہم اُمور میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کا ہر کام انتہائی مہارت وہُنر مندی کے ساتھ ہو، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلاً، أَنْ يُتْقِنَهُ»[2] "یقیناً اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ جب بھی تم میں سے کوئی کسی کام کو انجام دے، تو اُس کام میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، خوب مہارت کا اظہار کرے"۔

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! انسان تو انسان اگر کوئی کسی جانور پر بھی رحم کرے تو وہ بھی رَحمت سے محروم نہیں رہتا، رحمدلی کی برکت سے اُس کی بخشش ومغفرت کر دی جاتی ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، حضور نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْراً فَنَزَلَ فِيهَا، فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي،

---

(١) پ ٥، النسآء: ٣٦.

(٢) "مسند أبي يَعلى" مسند عائشة، ر: ٤٣٨٥، ٣/ ٤٠٠.

فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَملأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ» "ایک شخص راستہ طے کر رہا تھا کہ اُس پر پیاس نے بہت غلبہ کیا، اُس نے ایک کنواں پایا تو اُس میں اُترا اور پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی، جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتّا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے گیلی مٹّی چاٹ رہا ہے، اُس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ اس کتّے کو بھی اُسی طرح پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اُترا، اپنے موزہ کو بھر کر باہر آیا اور وہ پانی اس کتّے کو پلا دیا، اللہ تعالی نے اُس آدمی کے اس عمل کو قبولیت سے نوازا اور اُس کی مغفرت فرمادی"، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا: «فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ»[1] "ہر جاندار کے ساتھ نیکی کرنے پر ثواب ہے"۔

حضراتِ محترم! حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «إنّ أبدالَ أُمّتِي لم يَدخُلُوا الجنّةَ بالأعمال، ولكن إنّما دَخلُوها برحمةِ الله وسَخاوةِ الأَنفُسِ وسَلامةِ الصُّدور، ورحمةً لجميعِ المسلمين»[2] "میری امّت کے نیک لوگ اپنے اعمال کی بنا پر جنّت میں داخل نہیں ہوں گے، بلکہ وہ اللہ تعالی کی رَحمت، اپنی سخاوت، دلوں کی

---

(١) "صحيح البخاري" باب رحمة النَّاس والبهائم، ر: ٦٠٠٩، صـ١٠٥١.

(٢) "شعب الإيمان" باب في الجُود والسَّخاء، ر: ١٠٨٩٣، ٧/ ٣٤٩٣.

سلامتی اور تمام مسلمانوں سے رحمدلی کے سبب جنّت میں داخل ہوں گے"، لہٰذا رحم وکرم اور سعادت مندی، کونین کی سُرخروئی ہے، جنّت کے طلبگاروں کو چاہیے کہ وہ مخلوقِ خدا پر رحم کریں۔

اللہ تعالی سے حسنِ ظن، اور اس کی رَحمت سے مایوس نہ ہونا

رفیقانِ گرامی! جہاں انسان لوگوں پر رحم وکرم کا مُعاملہ کرے وہیں وہ خود دیگر اعمالِ صالحہ کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کی کرم نوازیوں پر بھی نظر رکھے، رَحمتِ الٰہی سے ہرگز مایوس وناامید نہ ہو؛ کہ وہ کریم ورحیم اپنے حبیبِ کریم رؤف ورحیم آقا ﷺ اور پیاروں کے صدقہ ہم پر ضرور کرم فرماکر بخشش کا پروانہ عطا فرمائے گا، اللہ کریم کا فرمان ہے: ﴿قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ﴾[1]

"آپ فرمادیجیے !اے میرے وہ بندو جنہوں نے گناہ کیے! اللہ کی رَحمت سے ناامید نہ ہوں، یقیناً اللہ تعالی سب گناہ بخش دیتا ہے، یقیناً وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

عزیزانِ مَن! یہ حقیقت ہے کہ بندہ رب تعالی سے جیسا گمان رکھے گا اللہ کریم کو ویسا ہی پائے گا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے: «أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ،

---

(١) پ ٢٤، الزُّمر: ٥٣.

فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا شَآءَ»[1] "میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں، تو وہ جیسا چاہے میرے ساتھ گمان رکھے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں ہمدردی، رحمدلی اور مہربانی کی نعمت سے مالا مال فرما، اپنی مخلوق کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، حُسنِ ظن رکھنے اور اپنی رَحمت سے لَو لگانے کی توفیق عطا فرما، مایُوسی وناامیدی سے نَجات عطا فرما، اپنے رَحمت والے گھر جنّت میں جگہ عطافرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطافرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطافرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں

---

(١) "المعجم الكبير" حيّان أبو النَّضر عن واثلة، ر: ٢١١، ٢٢/ ٨٨.

قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

نَوجوان نسل اور علم واَخلاق

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

نَوجوانانِ ملّت

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت، ہماری قوم کے نوجوان بھی ہیں، جو علم وعمل کے ذریعے اپنی قوم وملک کا نام رَوشن کرتے ہیں، والدین کی خوشی اور دنیاوآخرت میں کامیابی وکامرانی کا سبب بھی ہیں، نبئ کریم، رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو

لَهُ»[1] "انسان جب اس دارِ فانی سے کُوچ کرتا ہے تو تین ۳ چیزوں کے سِوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (۱) ایک صدقۂ جاریہ، (۲) دوسرا وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، اور (۳) تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے"۔

عزیز دوستو! نیا تعلیمی سال شروع ہو چکا ہے اور ہم سے یہ تقاضا ہو رہا ہے کہ ہم اس علم کے حصول کے عظیم مقاصد کی تکمیل کے لیے تھوڑی سی کوشش کریں؛ کیونکہ جب تک معاشرے کے سارے طبقے آپس میں تعاون نہ کریں، تعلیمی سفر تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا، علم ایک عظیم پیغام ہے، اور اس کے مقاصد کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہم سب سے تعاون مطلوب ہے؛ تاکہ مُعاشرے میں ایسے نوجوان تیار ہوں جو علم و معرفت سے لیس ہوں، اور وہ آگے کی طرف عزم و ثابت قدمی اور ذَوق وشَوق کے ساتھ بڑھنے والے ہوں، اور یہ اس طرح ہو گا کہ طلبہ کو یہ بھاری اَمانت اور ذمہ داری سونپی جائے کہ اسے اپنی قوم وملک کی خدمت کے لیے کچھ کر دِکھانا ہے، اور طالبِ علم کو بھی چاہیے کہ علم کے حصول میں اپنی جان اور مُعاشرے تک نفع رَسانی کی نیّت کرے؛ کیونکہ اجر تو بقدرِ نیّت ہی ملتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى»[2] "اعمال کا دار ومدار

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الوصية، ر: ٤٢٢٣، صـ٧١٦.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ١، صـ١.

نیتوں پر ہے، اور آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی اس نے نیّت کی ہے"، یعنی تعلیم کے مختلف شعبوں میں سے کسی بھی شعبے کی تعلیم سے اگر مسلمان کا مقصد اللہ تعالی کی رضا کا حصول ہو، تووہ اس عمل پر ضرور اجر وثواب پائے گا۔

ہماری قوم کے نوجوانوں نے مختلف میدانوں میں کثیر ایجادات کی ہیں، اگر ہم تعلیمی میدان پر نظر ڈالیں تو دینی درس گاہیں قائم کرنے میں قومِ مسلم ہی سرفہرست نظر آتی ہے، دارالحکمت پہلی درسگاہ تھی، اس کے بعد جامعۃ الازہر، پھر ہر طرف جامعات کا جال بچھ گیا، ہر طرف دینِ اسلام کے پھیل جانے کے بعد انہی جامعات سے مسلمان علمائے کرام، ماہر وحاذق اطبّاء نکلے اور ان نوجوانوں نے علمی میدانوں میں قدم رکھا، مختلف علوم پھیلائے،اور لوگ ان سے فیضیاب ہوئے۔

اس لیے ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم بھی اپنے اَسلاف کی طرح محنت وکوشش کریں، تاکہ ترقی کے مراحل طے کر سکیں، اور کامیابی ہمارا مقدر بنے، علم حاصل کریں اور اسے پھیلانے کی بھی کوشش کریں؛ کہ یہی عزّت، سربلندی اور بزرگی کے حصول کا ذریعہ ہے؛ کیونکہ جس نے بھی ترقی کی، اس نے علم کی بدولت ترقی کی ہے۔

علم کے فضائل واہمیت

عزیزانِ محترم! علم اللہ تعالی کے رضا، رسولِ کریم ﷺ خوشنودی اور ہمیشہ سے اقوام کی تعمیر وترقی کی بنیاد اور اُن کی بلندی وفروغ کا ایک اہم سبب رہا ہے، علم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، جس کو نصیب ہو وہ اللہ کریم کی رحمتوں کے سائے میں ہے، جب بھی کسی قوم نے ترقی وعظمت پائی، یا انہیں فروغ وبلندی حاصل ہوئی، اس کی بنیاد علم

ہی کی دَولت رہی، اسی علم کے ذریعے اقوامِ عالم نے اپنی منزل کو پہچان کر اس تک رَسائی حاصل کی، بہت سی قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ علم کی فضیلت اور برتری پر دلالت کرتی ہیں، اہلِ علم کی شان بتاتے ہوئے اللہ تعالی نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[1] "اے حبیب! آپ ان سے فرمادیجیے! کہ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان؟!" اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ بے علم اور اہلِ علم برابر نہیں، بلکہ اہلِ علم کا مقام ومرتبہ بلند وبالا ہے، اسلامی معاشرے نے انسانیّت کو بہت سے علوم اور نئی چیزیں فراہم کیں، اور اہل علم نے ہمیشہ ان علوم ومَعارف اور نئی چیزوں سے فائدہ اُٹھایا ہے، اور دِینِ اسلام نے علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے، محسنِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ»[2] "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔

اسلامی معاشرے میں علم کا مقصد لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے؛ اسی لیے سرکارِ ابد قرار ﷺ نے ایسے علم سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کی جو فائدہ سے خالی ہو، رسول اللہ ﷺ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ

---

(۱) پ۲۳، الزمر: ۹.

(۲) "سنن ابن ماجه" المقدّمة، ر: ۲۲٤، صـ٤٧.

عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ»[1] "اے اللہ! میں بے فائدہ علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں"، لہذا ہم سب کو اور خصوصًا ہمارے نوجوانوں کو علم حاصل کرنا ہے، اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا ہے، اور جو علم قوم وملک کے لیے نقصان کا سبب ہو اس سے گریز کرنا چاہیے۔

برادرانِ اسلام! بے شمار قرآنی آیات واحادیثِ نبویہ کثیر علوم پر دلالت کرتی ہیں، جن میں دینی علم کے علاوہ علمِ فلکیات، طب، نفسیات، سائنس، حیوانیات وغیرہ بھی ہیں، جن سے انسانی معاشرہ اب تک فائدہ اُٹھا رہا ہے، اور رہتی دنیا تک فائدہ اُٹھاتا رہے گا، علمِ فلکیات کو ہی لے لیجیے تو قرآنِ مجید نے دن ورات کے تبدیل ہونے کا ذکر فرمایا ہے، اہلِ علم نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید ہی سے ستاروں کی حرکات وسکنات وغیرہ کا علم حاصل کیا اور پورے مُعاشرے کو فائدہ پہنچایا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَاؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ۝ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ﴾[2] "سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے، یہ حکم ہے زبردست علم والے کا، اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرّر کیں، یہاں تک کہ پھر

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الذکر والدعاء ...إلخ، ر: ٦٩٠٦، صـ١١٨١.

(۲) پ۲۳، یس: ۳۸-٤٠.

ہوگیا جیسے کھجور کی پرانی ڈال (ٹہنی)، سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑے، اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے، اور ہر ایک مخصوص گھیرے میں چل رہا ہے"۔

مفسّرینِ کرام اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: "چاند کی اٹھائیس ۲۸ منزلیں ہیں جنھیں وہ اٹھائیس راتوں میں طے کرتا ہے، اگر تیس ۳۰ دن کا مہینہ ہو تو دو ۲ راتیں، اور اگر انتیس ۲۹ دن کا مہینہ ہو تو چاند ایک رات چھپا رہتا ہے، مہینہ کی آخری راتوں میں چاند پتلا ٹیڑھا مائل بہ زردی ہوجاتا ہے، جیسا کہ اوّل تاریخوں میں تھا، یہی انسان کا حال ہے کہ بڑھاپے میں بچپن کی طرح ناسمجھ، کمزور، بے وقوف ہوجاتا ہے، پاک ہے وہ جو تغیّر وتبدّل سے پاک ہے، اس طرح کہ (سورج) رات میں طلوع ہوکر چاند کو بے نور کردے، اور چاند کی بادشاہی چھین لے، یا چاند کی طرح تیز حرکت کرے، بلکہ چاند جن منزلوں کو اٹھائیس ۲۸ دن میں طے کرتا ہے، سورج انہیں ایک سال میں طے کرتا ہے، اگر سورج بھی چاند کی طرح تیز رفتار ہو تو فصلیں ٹھیک طرح تیار نہ ہوسکیں، اس طرح کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے (رات) آجائے، تاکہ رات اتنی دراز ہو جائے کہ دن کو آنے ہی نہ دے، یہ نہیں ہوسکتا۔ تو معلوم ہوا کہ ہر سیّارہ کا مدار جُدا ہے، اور وہ تارا اس میں ایسا تیر رہا ہے جیسے دریا میں مچھلی، مگر آسمان خود ساکن ہے"[1]۔

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ ۲۳، سورہ یس، زیرِ آیت: ۳۸-۴۰، ص۷۰۶۔

عزیزان گرامی! ابتدائی آیات جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے مبارک دل پر نازل ہوئیں وہ علم ہی کی دعوت دیتی ہیں، اور ان میں اس قلم کا بھی ذکر ہے جس کے ذریعے انسان لکھتا ہے؛ کیونکہ پڑھنا اور لکھنا علم کی بنیاد اور پہلی سیڑھی ہے، اللہ ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴾[1] "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا"۔

اسی لیے دِینِ اسلام نے علم حاصل کرنے اور دوسروں کو سکھانے کی بہت ترغیب دی ہے، اہلِ علم کی شان بلند فرمائی، نبئ مکرّم ﷺ نے ہمیں یہ تاکید فرمائی کہ ہم اللہ تعالی سے علم میں اضافے کا سوال کرتے رہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾[2] "اے محبوب! عرض کیجیے کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ عطا فرما!"۔ خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے اہلِ علم کے درجات بلند کیے، فرمانِ خداوندی ہے: ﴿یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾[3] "اللہ

---

(١) پ٣٠، العلق: ١-٤.

(٢) پ١٦، طه: ١١٤.

(٣) پ٢٨، المجادلة: ١١.

تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا"، لہذا ہم پر لازم ہے کہ اپنے اَسلاف کی طرح علم کے حصول کے لیے محنت وکوشش کریں؛ تاکہ ہم بھی ترقی کے مَراحل طے کر سکیں، اور کامیابی ہمارا مقدّر بنے، اور علم حاصل کرنے کی جستجو، اور اسے پھیلانے کی کوشش کریں، کہ یہی عزّت وسربلندی اور بزرگی کے حصول کا سبب ہے؛ کیونکہ جس نے بھی ترقی پائی، علم ہی کی بدَولت پائی ہے۔

اَخلاقِ حسَنہ کے فضائل

برادرانِ ملتِ اِسلامیہ! دینِ اسلام علم وعمل کے ساتھ حُسنِ اَخلاق واعلیٰ کردار کا بھی درس دیتا ہے، حُسنِ اَخلاق کو اسلام میں بنیادی وانتہائی اہم وبلند مقام حاصل ہے، مسلمان اِس کے ذریعے ایمانی درَجات میں ترقی اور احسان یعنی رُوحانی کمالات میں زیادتی پاتا ہے، اللہ تعالی کی طرف سے انسانیّت کی ہدایت اور نَجات کے لیے بھیجے گئے تمام انبیائے کرام ورُسلِ عِظام علیہم السلام حُسنِ اَخلاق کے اعلیٰ درجوں پر فائز تھے، خاص طَور پر ہمارے پیارے آقا حضرت سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو، حُسنِ اَخلاق میں اپنی مثال آپ ہیں، اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾[1] "یقیناً تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے"، لہذا ہمیں حصولِ علم کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کو اپنانا بھی لازم ہے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خود اپنی شانِ اَخلاق سے متعلق اِرشاد فرماتے ہیں:

---

(١) پ٢٩، القلم: ٤.

«إِنَّمَا بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلاَقِ»[1] "یقیناً مجھے اَخلاق کی خوبیوں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے"، یعنی حسنِ اَخلاق کا جو معیار اِمام الانبیاء ﷺ عطا فرمائیں گے وہی سب سے بہتر معیار ہوگا۔

محترم بھائیو! حسنِ اَخلاق دین ودنیا کی کامیابی وکامرانی کے ساتھ ساتھ، جنّت میں جانے کا بھی بہترین ذریعہ ہے، جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی باتیں اکثر لوگوں کے جنّت میں داخلے کا سبب بنتی ہیں؟ فرمایا: «تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ»[2] "خوفِ خدا اور اچھے اَخلاق"۔ علم کی بدَولت انسان کو رہن سہن، بول چال، اور باہمی تعلقات کو بہتر ومضبوط بنانے کا سلیقہ ملتا ہے، مصطفی جانِ رَحمت ﷺ نے فرمایا: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى خَيْرِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: أَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ»[3] "کیا میں تمہیں دنیا وآخرت والوں میں سب سے اچھے اَخلاق نہ بتا دوں؟!: جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم کرے تم اُسے عطا کرو، اور جو تم پر ظلم کرے تم اُسے مُعاف کردو"۔

---

(١) "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الشهادات، ١٠/ ١٩٢.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ٢٠٠٤، صـ٤٦٣.

(٣) "شعب الإيمان" باب في حسن الخلق، ر: ٨٣٠٠، ٦/ ٢٨١١.

جس شخص کے اَخلاق اچھے ہوتے ہیں لوگ اس سے محبت کرتے اور اسے اچھا سمجھتے ہیں، حسنِ اَخلاق سے پیش آنے والا مسلمان روزہ داروں کا مقام حاصل کر لیتا ہے، رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ»[1] "یقیناً آدمی اپنے اچھے اَخلاق کی بدَولت روزہ داروں اور عبادت گزاروں کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے"۔ کل بروزِ قیامت میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی عمل اچھے اَخلاق ہی ہوں گے، حضرت سیّدنا ابو دَرداء رضي الله تعالى عنه سے روایت ہے، آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ؛ فَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ»[2] "قیامت کے دن مؤمن کے ترازوئے اعمال میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ تعالی بے حیائی وبدگوئی کرنے والے سے نفرت فرماتا ہے"۔ اچھے اخلاق کے سبب بندۂ مؤمن رسولِ کریم ﷺ کا بھی پسندیدہ بن جاتا ہے، رَحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقاً»[3] "یقیناً تم میں سے میرا زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اَخلاق میں سب

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٢٥٥٩٤، ٩/ ٥٥٥.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ٢٠٠٢، صـ٤٦٢.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ر: ٣٧٥٩، صـ٦٣٢.

سے اچھا ہے"۔ علم ہمیں حسنِ اَخلاق سے پیش آنے کی ترغیب دیتا ہے، حسنِ اَخلاق سے پیش آنا بہترین انسان کی علامت ہے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ، أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقاً»[1] "یقیناً تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں"۔ لہذا ہم سب پر لازم ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں، اور تمام اَخلاقی کمالات وفضائل کو حاصل کرنے کے لیے ہر دم کوشاں رہیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں علمِ نافع، حُسنِ اَخلاق کا پیکر، عمر درازی بالخیر، اہل وعیال میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمیں وہ علمِ نافع عطا فرما جس سے ہماری نوجوان نسل علم کے ساتھ ساتھ حسنِ اَخلاق کا درس بھی حاصل کرے، اپنی قوم، ملّت اور ملک کی خدمت کر کے پوری دنیا میں نام رَوشن کرے، اے اللہ! ہماری قومِ مسلم کو تمام اَقوامِ عالم پر فوقیت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب صفة النّبي ﷺ، ر: ٣٥٥٩، صـ٥٩٧.

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

حقوقِ زَوجین اور وفاشِعاری

الحمد لله ربِّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! اللہ ربُّ العالمین نے ایمان والوں کے لیے مابین زوجین وفاداری کو نعمت بنایا، میاں بیوی کے درمیان اُلفت ومحبت اور وفاداری قائم فرمائی، رشتۂ ازدواج دلوں کی پاکیزگی، تقویٰ وپرہیزگاری کا سبب، بدنگاہی، بےحیائی، فحاشی، عُریانیت، گناہوں کے دَلدَل، گندگی اور آلودگی سے پاک صاف رہنے کا نہایت ہی عمدہ ذریعہ ہے، اور زوجین کی باہمی خوش اُسلوبی، وفاشِعاری اور محبت ان کے دنیاوی گھر کو جنتی گھرانہ بنادیتی ہے، زوجین کے مابین محبت واُلفت قدرت کا انمول تحفہ ہے، اگرچہ نکاح سے پہلے یہ اجنبی تھے، لیکن نکاح کے بعد ان میں باہم محبت وہمدردی ہو جاتی ہے، اسی کی بدَولت دو ۲ خاندان آپس میں مل جاتے ہیں، یہ سب اللہ ﷻ کی کرم نوازی ہے، باہمی اچھے برتاؤ کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد

فرمایا: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾[1] "اور ان سے اچھا برتاؤ کرو"، جہاں شوہر پر اپنی زَوجہ سے اچھا برتاؤ کرنا ضروری ہے، وہیں زوجہ کی طرف سے بھی وفاشعاری ومحبّت کا برتاؤ ہونا لازم ہے، امّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ قول مشہور ہے کہ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی وحی کے بعد نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: «وَاللهِ! مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَداً، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلىٰ نَوَائِبِ الْحَقِّ»[2] "بخدا! اللہ تعالی آپ کو ہرگز غمزدہ نہ کرے گا؛ کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، لوگوں کا بار اُٹھاتے ہیں، لوگوں کو (مال واَخلاق وغیرہ) عطا فرماتے ہیں جو اُن کے پاس نہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور راہِ حق میں پیش آنے والے مصائب میں مدد فرماتے ہیں"۔

محترم بھائیو! میاں بیوی کے درمیان تعلقات کی خوشگواری اور اعلیٰ ظرفی وخوش اَخلاقی کا برتاؤ اسلامی تعلیمات سے ہے، جو باہمی محبت والفت کا سبب ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے زوجین کی باہمی محبت کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

(۱) پ٤، النسآء: ١٩.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ٣، صـ١.

﴿لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾[1] "اور اس کی نشانیوں میں سے ہے، کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے؛ تاکہ اُن سے آرام پاؤ، اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے!!"۔

برادرانِ محترم! اسلام نے مرد وعورت کو ازدواجی زندگی کے آداب بھی سکھائے؛ کہ عورت اپنے شَوہر کے لیے زیب وزینت اختیار کرے، وفاداری اپنائے، اسی میں اس کی عزّت اور مال وجان کی حفاظت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾[2] "تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں"۔ بیوی کا شَوہر کے لیے زیب وزینت کرنا باہمی پاکدامنی کی ضمانت ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کی گئی: عورتوں میں کون بھلی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ»[3] "جسے دیکھ کر شَوہر خوش ہوجائے، اور کوئی حکم دے تو اِطاعت

---

(١) پ٢١، الروم: ٢١.

(٢) پ٥، النسآء: ٣٤.

(٣) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ر: ٩٦٦٤، ٣/ ٤٣٩.

کرے، اور اپنے (بناؤ سنگھار کے) بارے میں شوہر کی مخالفت نہ کرے، اور خاوند کا مال سلیقہ سے خرچ کرے"۔

جنّتی عورت کی نشاندہی کرتے ہوئے سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ»[1] "جو عورت پنج وقتہ فرض نمازیں ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنّت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ"۔

شریعتِ مطہَّرہ نے عورت کو شَوہر سے بے وفائی اور ناشکری سے منع فرمایا، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلىٰ امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا، وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ»[2] "اللہ تعالی اس عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنے شَوہر کا شکر ادا نہ کرے، حالانکہ اسے اپنے شَوہر کی ضرورت ہے"۔

---

(١) "مسند الإمام أحمد" حديث عبد الرحمن ...إلخ، ر: ١٦٦١، ١/ ٤٠٦.

(٢) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب القسم والنشوز، ٧/ ٢٩٤.

شوہر کا بہترین خزانہ اس کی نیک بیوی ہے

برادرانِ اسلام! رسول اللہ ﷺ نے نیک عورت کو ایک بہترین خزانہ قرار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ! الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْه، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْه، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْه»(۱) "کیا میں تمہیں آدمی کا بہترین خزانہ نہ بتاؤں! وہ نیک عورت ہے کہ جب آدمی اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے، اور جب اسے کوئی حکم دے تو تعمیل کرے، اور جب وہ غائب ہو تو پیچھے سے محافظ رہے"، رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے فرمایا: «اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ [خَيْراً]»(۲) "عورتوں سے خیر خواہی کرو"۔ رحمتِ کونین ﷺ نے عورتوں سے اچھے برتاؤ کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: «لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقاً، رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»(۳) "کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے متنفّر نہ ہو، اگر کسی ایک عادت سے وہ ناخوش ہے، تو اس کی کسی دوسری خصلت سے خوش بھی تو ہوگا"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الزكاة، ر: ١٦٦٤، صـ٢٤٧.

(۲) "صحيح مسلم" باب الوصية بالنِّساء، ر: ٣٦٤٤، صـ٦٢٦.

(۳) "صحيح مسلم" باب الوصيّة بالنّساء، ر: ٣٦٤٥، صـ٦٢٦.

شوہر پر زَوجہ واہل وعِیال کے حقوق

عزیزانِ محترم! شوہر کے لیے ضروری ہے کہ حسنِ اَخلاق ونرمی کا مُعاملہ رکھے، نیک کاموں میں اپنی زوجہ کی مدد کرے، اللہ ورسول کی نافرمانی والے کاموں سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾[1]

"اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"، لہٰذا مرد پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اچھے انداز میں اپنے گھر والوں کو نماز روزے اور ہر نیک کام کی تلقین کرتا رہے۔

میرے بزرگو ودوستو! جس طرح عورت پر لازم ہے کہ وہ شوہر کی خدمت ووفاداری کا حق ادا کرے، اسی طرح شوہر پر بھی لازم ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے، جس طرح شوہر چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے لیے مزیّن وآراستہ ہو، اسی طرح مَرد بھی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرے، صحابئِ جلیل حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کہا: «إنّي لأتَزَيَّن لامْرَأَتِي كما تَتَزَيَّن لي؛ لقوله تعالى: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الذي عَلَيْهِنَّ بِالمعْرُوْفِ﴾»[2] "میں اپنی بیوی کے لیے اسی طرح

---

(۱) پ۲۸، التحريم: ٦.

(۲) "تفسير القُرطبي" البقرة، تحت الآية: ۲۲۸، الجزء ۳، صـ۱۱۸.

بنتا سنوَرتا ہوں جیسے وہ میرے لیے بناؤ وسنگھار کرتی ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمانِ عالیشان ہے: "شریعت کے مطابق عورتوں کا بھی حق اَیسا ہی ہے جیسا اُن پر ہے"۔ ہم پر لازم ہے کہ نبئ کریم ﷺ کے فرمان مبارک کومشعلِ راہ بنائیں، رسولِ کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما کو زوجہ کے حق کے بارے میں ارشاد فرمایا: «وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقّاً»[1] "یقینًا تمہاری زوجہ کا بھی تم پر حق ہے"۔ حضرت اسوَد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا: نبئ اکرم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: «كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ -تَعْنِي فِي خِدْمَة أَهْلِهِ- فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ»[2] "اپنے اہل کے کام میں رہتے، اور جب نماز کا وقت ہوجاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے"۔

زَوجین اپنے مابین راز کسی پر ظاہر نہ کریں

محترم سامعینِ کرام! زَوجین کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مابین راز کسی پر ظاہر نہ کریں، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ:

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب النكاح، ر: ٥١٩٩، صـ٩٣٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، ر: ٦٧٦، صـ١١٠.

الرَّجُلَ يُفْضِي إِلىٰ امْرَأَتِهِ وَتُفْضِيْ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا»[1] "اللہ تعالی کے نزدیک قیامت کے دن بد ترین شخص وہ ہوگا جو اپنی عورت کے قریب جائے اور عورت اُس کے قریب جائے، پھر وہ اس کا راز اِفشا کردے"۔

آدابِ زَوجیّت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی زَوجہ پر ظلم نہ کرے، عدل وانصاف قائم رکھے، حقوق کی ادائیگی کرے، اور اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں، توان میں انصاف سے کام لے، سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ عَلىٰ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ ﷻ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوْا»[2] "عدل کرنے والے اللہ تعالی کے نزدیک اللہ عزّوجلّ کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے (اور اللہ تعالی کے ہاں دونوں طرف دائیں ہیں) یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے اہل وعِیال اور اپنے ماتحتوں میں عدل وانصاف کریں گے"۔

اَہل وعِیال سے حُسنِ سُلوک

عزیزانِ محترم! مصطفی جانِ رحمت ﷺ سب کے ساتھ اچھا برتاؤ فرماتے، اور خصوصاً اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ، چنانچہ فرمایا: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب النكاح، ر: ٣٥٤٢، صـ٦٠٩.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإمارة، ر: ٤٧٢١، صـ٨١٩.

لأهْلِهِ، وَأنا خَيْرُكُمْ لأهْلِي»[1] "تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم میں سب سے بہتر ہوں"، لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اہل وعِیال کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھیں؛ کہ گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا طاعات پر مددگار ثابت ہوتا ہے، اور یہ چیز انسان کو جنّت سے قریب کر دیتی ہے، سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً، أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِه»[2] "سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں، اور وہ اپنے گھر والوں سے نرمی سے پیش آتے ہیں"۔ اور گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے میں ان کی رائے کا احترام کرنا بھی ہے؛ کہ اس سے خیر وبرکت ہوتی ہے، اپنی استطاعت کے مطابق اپنے اہل وعِیال کی ضرورتوں کا خیال بھی رکھیں۔

وفاداری

عزیز دوستو! میاں بیوی کے درمیان حسنِ اَخلاق ووفاداری بھی نہایت اہم ہے، ایک دوسرے سے کیے ہوئے وعدوں کی پاسداری بھی ضروری ہے،

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٩٥، صـ٨٧٨.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الإيمان، ر: ٢٦١٢، صـ٥٩٤.

خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾[1] "اے ایمان والو! اپنے کہا پورے کرو!"، "تفسیرِ جلالین" میں ہے کہ "اس سے مراد وہ پکے عہد ہیں جو تم نے اپنے اور اللہ کے درمیان، یا لوگوں کے درمیان کر رکھے ہیں"[2]۔

بیوی کے ساتھ ساتھ شَوہر کو بھی اپنی زَوجہ کے ساتھ وفاداری وحسنِ اَخلاق کا مُعاملہ رکھنے کا حکم دیا ہے، ان کے ساتھ محبّت وشفقت کا برتاؤ کرنے، اور ان کے مہر بخوشی ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾[3] "عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو!"۔ مقرّرہ مہر اور دیگر اِخراجات کے مُعاملے میں کوئی کمی نہ ہو، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے وفادار وبہترین عورت کے بارے میں فرمایا: «إِنَّ خَيْرَ النِّسَاءِ الَّتِي إِنْ أُعْطِيَتْ شَكَرَتْ، وَإِنْ أُمْسِكَ عَنْهَا صَبَرَتْ»[4] "یقیناً بہترین عورت وہ ہے کہ اگر اسے دیا جائے تو شکر گزار ہو، اور نہ دیا جائے تو صابر ہو"۔

---

(١) پ٦، المائدة: ١.

(٢) "تفسير الجلالين" پ٦، سورة المائدة، تحت الآية: ١، صـ٩٤.

(٣) پ٤، النسآء: ٤.

(٤) "مصنَّف عبد الرزاق" كتاب الجامع، ر: ٢٠٥٩٤، ١١/ ٣٠٠، ٣٠١.

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کی توفیق وسعادت عطا فرما، زَوجین کو ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کی توفیق عطا فرما، زَوجین کے مابین محبّت واُلفت کو راسخ فرما، ہمارے گھروں کو محبّت ورَحمت کا گہوارہ بنا، ہمیں وعدہ پورا کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے

مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مختصر وجامع کلامِ رسول ﷺ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام نے ہماری رَہنمائی کی ہے، چاہے وہ مُعاملہ دنیا وآخرت کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو، الغرض قرآن وحدیث ہمارے لیے مکمل وبہترین رہنما ہیں، مصطفی جانِ رَحمت ﷺ نے لوگوں کی رہنمائی کی، بگڑے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لائے، قرآنی آیات اور آپ ﷺ کے مبارک کلمات ہمیشہ کے لیے ہدایت ہیں، جو بظاہر مختصر بھی ہیں مگر ان میں ہدایت ورَہنمائی کا ایک سمندر مَوجزَن ہوتا ہے، ان کی طرف خود سرورِ کونین ﷺ نے اشارہ فرمایا، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسولِ اکرم ﷺ ارشاد

فرماتے ہیں: «أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ»[1] "مجھے جوامعِ کلم عطا کیے گئے"،

محدثینِ کرام فرماتے ہیں: "جوامعِ کلم سے مراد ایسی بات ہے جو مختصر ہو لیکن اپنے اندر کثیر مَعانی رکھتا ہو"[2]۔

برادرانِ اسلام! نیّت ہی کا مُعاملہ دیکھ لیجیے کہ اسلام میں تمام عبادات ومُعاملات، یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی، اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں اعمال کی قبولیت کے لیے نیّت کو بنیادی اَہمیت حاصل ہے، اگر کسی اِنسان کی نیّت اِخلاص سے بھرپور ہو، اور اس کے ہر جائز عمل کا مقصد اللہ تعالی کی رِضا ہو، تو وہ عمل اللہ تعالی کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے، اور اگر مقصد یہ ہو کہ اپنے کسی کام سے لوگوں کو نقصان پہنچایا جائے، یا خود اپنے اس عمل کی نمائش کی جائے، لوگ مجھے یہ کام کرتا دیکھیں تو میری واہ واہ ہو، مجھے نیک سمجھیں، تو وہ کام لاکھ خوبصورت ہونے کے باوجود مردود ہے، حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِيَّاتِ»[3] "تمام اعمال کا دار ومدار صرف نیتوں پر ہے"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ر: ١١٦٧، صـ٢١٣.

(۲) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" کتاب الجہاد، زیرِ حدیث: ۱۲۱۵، ۶/۲۴۳۔

(۳) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ١، صـ١.

عزیزانِ گرامی قدر! اگر نیّت صحیح ہو تو تھوڑا عمل بھی بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے، اور اگر نیّت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو تو بہت زیادہ عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے رَد کر دیا جاتا ہے، جس کی نیّت اچھی ہو اسے اجر بھی اچھا دیا جاتا ہے، اگرچہ بظاہر وہ کام کتنا ہی معمولی ہو، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ»[1] "تم جو کچھ بھی رِضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے ہو، اس پر تمہیں اجر وثواب دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ تم جو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتے ہو، اس پر بھی اجر وثواب دیا جاتا ہے"۔

عزیزانِ گرامی! احسان وبھلائی سے پورے مُعاشرے پر بڑے اچھے نتائج مرتّب ہوتے ہیں، اس سے مُعاشرے کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں، باہمی جھگڑوں سے نَجات ملتی ہے، لوگوں کے درمیان اخوّت ومحبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے، یہی باہم احسان وبھلائی اچھے مُعاشرے کی علامت، برکتوں کے حصول اور رَحمتِ الٰہی کے نزول کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے، مؤمن مؤمن کا بھائی ہے، ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کی جائے، ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا جائے، ایک دوسرے کو دھوکا نہ دیا جائے، وعدہ خلافی نہ کی جائے، ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولا جائے، جتنا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ٥٦، صـ١٣.

ہوسکے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچایا جائے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ»[1] "تم میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے"۔

رَحمتِ کونین ﷺ نے بھی حرام وشبہات سے منع فرمایا، حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی دو۲ انگلیوں سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْحَلالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ»[2] "یقیناً حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے، اور ان کے درمیان کچھ اُمور مشتبہ ہیں"۔ اس حدیثِ مبارکہ میں بھی بڑے جامع الفاظ ومبارک انداز سے ہمیں سمجھایا گیا ہے؛ تاکہ بندہ حرام وشبہات سے پرہیز کرے۔

عزیز دوستو! رزقِ حلال سے برکت ہوتی ہے، جبکہ رزقِ حرام سے نحوست ہوتی ہے، جب تک بندے کی رگوں میں رزقِ حرام دَوڑ تا رہتا ہے، تب تک اُس کی عبادت، اِطاعت اور دعا بھی قبول نہیں ہوتی، محسنِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَطِبْ مَطعمَك تَكُنْ مُستجابَ الدَّعْوَة، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِه! إِنَّ الْعبدَ لِيَقذف اللُّقمةَ الحرامَ فِي جَوفِه مَا يتقَبّل مِنْه عَملٌ أَربَعينَ

(١) "المعجم الأوسط" للطَبَراني، باب الميم، من اسمه محمد، ٤/ ٢٢٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب المساقاة والمزارعة، ر: ٤٠٩٤، صـ٦٩٨.

يَوماً»[1] "حلال وپاکیزہ روزی کھاؤ، مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے، اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جو اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے، وہ چالیس ۴۰ دن تک قبولیّت سے محروم رہتا ہے"۔

اچھا کھانے، پینے، اور عمدہ لباس پہننے سے متعلق، مصطفی کریم ﷺ نے اتنا مختصر وجامع کلام ارشاد فرمایا، کہ جس میں خوب کھانے، پینے، اور عمدہ پہننے کی اجازت بھی دی، اور ساتھ ہی فضول خرچی وتکبر کی ممانعت بھی فرما دی، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالبَسُوا وَتَصَدَّقُوا، فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ!!»[2] "کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو، لیکن فضول خرچی اور تکبر کے بغیر!!"۔ اس حدیث پاک میں دو ۲ بُری صفات: فضول خرچی وتکبّر سے بچنے کی تعلیم بھی ہے، کہ ان میں سے ایک بُری خصلت فضول خرچی معیشت کو نقصان پہنچاتی ہے، جس کے سبب لوگ رزق کی تنگی میں مبتلا ہوتے ہیں، جبکہ دوسری بُری خصلت تکبّر، صرف دنیا ہی نہیں بلکہ انسان کی آخرت کو بھی برباد کر دیتی ہے۔ اور ان دونوں کا تعلق کھانے، پینے اور پہننے سے بھی ہے، لہٰذا مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ان تمام

---

(۱) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه: محمد، ر: ٦٤٩٥، ٥/ ٣٤.

(۲)"صحيح البخاري" كتاب اللباس، صـ١٠٢٠.

باتوں کا ذکر، اپنے مختصر وجامع کلام میں ایک ساتھ فرمایا؛ تاکہ بندۂ مؤمن اچھا کھائے، پیئے، پہنے ضرور، لیکن ان بُری صفات سے بھی حتی الاِمکان بچتا رہے۔

یاد رہے کہ بہت سی احادیث اَور بھی ہیں، جن کا شمار مختصر وجامع کلام میں ہوتا ہے، ہم ان میں سے مزید چند احادیث پیش کرتے ہیں:

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا؟ اللہ تعالی کے نزدیک اعمال میں زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ اس پر نبئ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مختصر وجامع جواب ملاحظہ ہو، فرمایا: «أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ»[1] "وہ کام جو ہمیشہ پابندی کے ساتھ کیا جائے، اگرچہ مقدار میں تھوڑا ہی ہو"۔

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِالْقَنَاعَةِ؛ فَإِنَّ الْقَنَاعَةَ مَالٌ لَا يَنْفَدُ»[2] "تم پر قناعت لازِم ہے؛ کیونکہ قناعت نہ ختم ہونے والی دَولت ہے"۔

حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں، کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ»[3] "شرم وحیا کُل کی کُل خیر ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٤٦٥، صـ١١٢١.

(٢) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه محمد، ر: ٦٩٢٢، ٥/ ١٦١.

(٣) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ١٥٧، صـ٣٩.

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الغَضَبِ»[1] "طاقتور وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے، بلکہ طاقتور تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے"۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ»[2] "اللہ تعالی تمہارے چہروں یا تمہارے اَموال کو نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «الحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ»[3] "حکمت مؤمن کی گمشدہ میراث ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦١١٤، صـ١٠٦٦.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِلة، ر: ٦٥٤٥، صـ١١٢٤.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب العلم، ر: ٢٦٨٧، صـ٦١٠.

حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں، کہ مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ وَسُوءُ الخُلُق»[1] "دو۲ خصلتیں مؤمن میں جمع نہیں ہوسکتی: ایک کنجوسی اور دوسری بداَخلاقی"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اِخلاص کی دَولت سے مالا مال کردے، ہمیں اچھی نیتوں سے مزین فرما، اے اللہ! ہمیں رزقِ حلال کمانے، کھانے، کھلانے، حرام، شبہات وناجائز اور دوسروں کا حق مارنے سے بچنے کی توفیق وہمت عطا فرما، ہمارے رزقِ حلال میں وسعتیں برکتیں عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

---

(١) "سنن الترمذي" باب ماجاء في البخل، ر: ١٩٦٢، صـ٤٥٥، ٤٥٦.

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خيرِ خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

فضائل ذکر اللہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ذکرِ الٰہی کا معنیٰ ومفہوم

عزیزانِ محترم! لفظِ ذِکر عربی اور اُردو دونوں زبانوں میں استعمال ہوتا ہے، جس کا معنیٰ ہے یاد کرنا، شریعت کی اِصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ذِکر کہلاتا ہے، بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ ہر وقت، ہر حالت میں، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، فرصت ومصروفیت میں، مجلس وتنہائی میں، زبان ودل سے اپنے معبودِ حقیقی اللہ عزّوجلّ کو یاد رکھے، اُس کی عبادت میں مشغول رہے، کبھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو؛ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل کی تاریکی کو دُور کر کے اُسے رَوشن ومنوّر کردیتی ہے، یادِ الٰہی سے انسان کو اپنے خالق ومالکِ حقیقی کی معرفت وپہچان نصیب ہوتی ہے، ذکرِ الٰہی بندۂ مؤمن کی رُوحانی

غذا ہے، ذکرِ الٰہی سے ایمان کو تازگی وحلاوت نصیب ہونے کے ساتھ ساتھ طبیعت کو سکون، اور دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾[1] "سُن لو! کہ اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے"، اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی کے ذِکر سے چین اس لیے ملتا ہے کہ بے چینی گناہوں کے سبب ہوتی ہے، اور ذِکرُ اللہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، لہٰذا اس سے چین نصیب ہوتا ہے، بہرحال اللہ تعالی کا ذِکر مؤمن کے دل کا چین ہے"[2]۔

ذکرِ الٰہی کی برکات قرآن کریم کی روشنی میں

سامعینِ ذی وقار! جن واِنس کی تخلیق کا مقصد عبادتِ الٰہی ہے، اور تمام عبادات کا مقصودِ اصلی ذکرِ الٰہی ہے، روزہ ہو یا تلاوتِ قرآن، نماز ہو یا حج وعمرہ، الغرض ہر عبادت کسی نہ کسی صورت میں یادِ خدا کا ذریعہ ہے، بندۂ مؤمن کے ہر عمل میں اُس کا نصب العین فقط یادِ الٰہی ہو، کہ جب بندہ اللہ تعالی کے ذِکر میں اپنے ظاہر وباطن کو مشغول رکھتا ہے، تو اللہ کریم اُس پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرماتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ ﴾[3] "تم میرا ذِکر کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا"۔

---

(۱) پ۱۳، الرعد: ۲۸.

(۲) "تفسیر نور العرفان" پ۱۳، سورۃ الرعد، زیرِ آیت: ۲۸، ص۴۰۲۔

(۳) پ۲، البقرۃ: ۱۵۲.

عزیزانِ محترم! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کثرت کے ساتھ ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے، ایمان والوں سے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد خوب کرو؛ تاکہ تم مراد کو پہنچو!" اس آیتِ کریمہ میں فرمایا کہ جنگ کی حالت میں بھی اللہ تعالی کے ذکر سے غفلت نہ برتو، ہاتھ میں اسلحہ اور زبان پر ذکرِ خدا ہو، تو ہر محاذ پر کامیابی بندۂ مؤمن کا مقدّر بن جاتی ہے!!۔

اللہ ربُّ العالمین فرماتا ہے: ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾[2] "اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے، اور بے آواز نکلے زبان سے صبح وشام، اور غافلوں میں نہ ہونا!"، یعنی اگر بلند آواز سے ذکر کرنے سے رِیاکاری کا اندیشہ ہو تو پھر آہستہ ذکر کرو، ورنہ جس طرح تمہیں آسانی ہو اُس طرح ذکر کرو۔

---

(١) پ١٠، الأنفال: ٤٥.

(٢) پ٩، الأعراف: ٢٠٥.

عزیزانِ مَن! اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾[1] "اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں بہت اچھے نام، تو اُسے اُن ناموں سے پکارو!"۔

اللہ تعالی کے ناموں کا وِرد اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر عبادات نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ بھی یادِ الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

ذِکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والوں کے لیے اِنعام واِکرام کا قرآنِ کریم نے یوں ذِکر فرمایا: ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾[2] "اللہ تعالی کو بہت یاد کرنے والے مَردوں اور یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ تعالی نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے"۔ تو معلوم ہوا کہ جو دِیگر نیک اَعمال کے ساتھ ساتھ اپنے دل وزبان کو اللہ تعالی کے ذِکر میں مشغول رکھتے ہیں، اَیسے لوگ اللہ تعالی کے پسندیدہ بندے ہیں، اور ان کے لیے اللہ تعالی نے اَجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

خالقِ کائنات جَلَّ جلالہٗ ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾[3] "اے ایمان والو! اللہ کو بہت کثرت

---

(١) پ٩، الأعراف: ١٨٠.

(٢) پ٢٢، الأحزاب: ٣٥.

(٣) پ٢٢، الأحزاب: ٤١، ٤٢.

سے یاد کرو، اور صبح و شام اُس کی پاکی بولو"، یعنی ہمیشہ اُس کا ذکر زبان پر جاری رہے، بالخصوص صبح و شام؛ کیونکہ ان اوقات میں صبح و شام کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں، اور جب دن کا آغاز واختتام خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کے مبارک نام سے ہوگا، تو ان شاء اللہ پورا دن خیر وبرکت کے ساتھ گزرے گا۔

ذکرِ الٰہی کے بارے میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تعلیمات

حضرات محترم! مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہمیں اللہ تعالی کے ذکر کی تعلیم فرمائی، حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالمَيِّتِ»[1] "وہ شخص جو اپنے رب تعالی کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو اپنے رب تعالی کا ذکر نہیں کرتا، اُن دونوں کی مثال اَیسی ہے جیسے زندہ اور مُردہ"، یعنی اللہ تعالی کو یاد رکھنے والا زندہ ہے، اور اللہ کی یاد سے غافل رہنے والا گویا کہ مُردہ ہے۔

محدثینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اِس حدیثِ پاک میں اشارہ ہے کہ وہ ذات جو ہمیشہ سے زندہ ہے، اور اُسے کبھی مَوت نہیں آئے گی، اُس کے ذکر میں ہمیشہ مشغول رہنا اور اُس کو یاد کرتے رہنا، آدمی کو اَیسی حقیقی زندگی سے سرفراز کرتا ہے جو کبھی فنا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الدعوات، ر: ٦٤٠٧، صـ١١١٢.

ہونے والی نہیں، جیسا کہ کسی کا قول ہے کہ اللہ والوں کو جب مَوت آتی ہے تو وہ مرتے نہیں، بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں"[1]۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ» "مفرِّدون آگے نکل گئے، صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کی: یارسول اللہ! مفرِّدون کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: «الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتُ»[2] "کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے مرد و عورتیں"۔

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یادِ الٰہی کا عملی نمونہ پیش کیا، جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ أَحيَانِهِ»[3] "نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے"۔

عزیزانِ گرامی قدر! بندہ جس طرح خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کو یاد کرتا ہے وہ اپنے بندے کو اس سے بہتر انداز میں یاد فرماتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی سے روایت ہے، رَحمتِ عالَمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «يقول الله تعالى: أَنَا عِنْدَ

---

(١) "المرقاة" كتاب الدعوات، باب ذكر الله عزّوجلّ، تحت ر: ٢٢٦٣، ٥/ ٣٥.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الذكر والدعاء ...إلخ، ر: ٦٨٠٨، صـ١١٦٦.

(٣) "صحيح مسلم" كتاب الحيض، ر: ٨٢٦، صـ١٦٠.

ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ»[1] "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے، میں اُس کے ساتھ ویسا ہی مُعاملہ کرتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اُسے یاد کرتا ہوں"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسی بات بتا دیں جس پر میں پابندی سے عمل کرسکوں، نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْباً مِنْ ذِكْرِ الله»[2] "ہمیشہ اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تَر رکھا کرو!"۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر مسلمان کے لیے حفاظتی قلعہ ہے

حضراتِ گرامی! اللہ تعالیٰ کا ذکر بندۂ مؤمن کے لیے حِصار وحفاظت ہے، ذکر کی بدولت انسان شیطانی وَساوِس سے محفوظ رہتا ہے، شیطان اُسے بہکا نہیں سکتا، حضرت سیّدنا حارِث اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ٧٤٠٥، صـ١٢٧٣، ١٢٧٤.

(٢) "سنن الترمذي" كتاب الدعوات، ر: ٣٣٧٥، صـ٧٧١.

ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْعَبْدَ أَحْصَنُ مَا يَكُونُ مِنْ الشَّيْطَانِ إِذَا كَانَ فِي ذِكْرِ الله ﷻ»[1] "یقیناً جب تک بندہ اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول رہتا ہے، شیطان سے محفوظ رہتا ہے"، لہٰذا ہمیں کثرت سے اللہ کی یاد کرنی چاہیے؛ تاکہ شیطانی وَساوِس اور آفات وبَلیّات سے ہماری حفاظت ہوجائے۔

اللہ تعالی کا ذِکر ہر حال میں کرنا ہے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! کثرتِ ذکر محبتِ الٰہی کا اوّلین تقاضا ہے، انسانی فطرت ہے کہ جس چیز سے اُس کا تعلق گہرا ہوتا ہے، اُس چیز کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے، جس سے محبت ہوتی ہے اسے اٹھتے بیٹھتے یاد کیا جاتا ہے، محبوب جس قدر صاحبِ عظمت وشان اور حُسن وجمال کا پیکر ہوگا، مُحِب کی زبان پر اپنے محبوب کا ذکر اُسی قدر کثرت سے آئے گا، ایک مؤمنِ کامل کی دلی محبت کا حقیقی مرکز ومحور صرف اللہ تعالی اور رسولِ کریم ﷺ کی ذات ہوا کرتی ہے، انسان کا ایک ایک سانس اللہ تعالی کی یاد میں صَرف ہونا چاہیے، ایک لمحہ بھی غفلت کی نذر نہ ہو، کہ قرآن وحدیث سے یہی درس ملتا ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں فضولیات سے بچا کر ہمیشہ ہر وقت، ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، فرصت ومصروفیت میں، مجلس وتنہائی میں، زبان ودل اور دیگر

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند الشاميّين، ر: ١٧١٧٠، ٦/ ٩٠.

اعضاء سے اپنی یاد و ذِکر کی توفیق و ہمت عطا فرما، ہمارے بے چَین دلوں کو چَین و سکون عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیَرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور

اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مدِ مقابل کی بات توجہ سے سنیے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

سماعت ایک عظیم نعمت ہے

عزیزانِ محترم! سماعت قدرت کا ایک انمول تحفہ وعظیم دَولت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کیں ہیں، جنہیں ہم شمار کرنا چاہیں تب بھی نہیں کرسکتے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾[1] "اگر اللہ کی نعمتیں گِنو تو شمار نہ کرسکو گے"۔ انہی اَن گنت نعمتوں میں سے سماعت بھی ایک

(۱) پ۱۳، إبراهيم: ۳٤.

عظیم نعمت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾[1]

"اللہ تعالی نے تمہیں تمہاری ماؤوں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہیں جانتے تھے، اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیے"۔

برادرانِ اسلام! خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے اپنے بندوں پر احسان کیا، انہیں سننے کی قوّت عطا فرمائی، جس کے ذریعے وہ آوازوں کو سن سکتے ہیں، تو اس نعمتِ سماعت کا شکر اسی طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ ہم اچھی باتیں سنیں، انہیں سمجھیں اور ان پر عمل کریں، بُری باتیں سننے سے بچنے کی کوشش کریں؛ کیونکہ بروزِ محشر ہم سے اس نعمت کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا﴾[2] "یقیناً کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے"، لہذا ہمیں اپنے اعضاء کو گناہوں سے بچا کر اعمالِ صالحہ میں لگانا ہے؛ تاکہ کل بروزِ قیامت ندامت وشرمندگی سے بچ سکیں۔

---

(١) پ١٤، النحل: ٧٨.

(٢) پ١٥، الإسراء: ٣٦.

حُسنِ سماعت تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

حضراتِ گرامی قدر! سماعت کے آداب وتقاضوں کے ضمن میں جب ہم حضور نبیٔ کریم ﷺ کی شخصیتِ مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ میں یہ عادت اتنے خوبصورت انداز میں دکھائی دیتی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی، رَحمتِ کونَین ﷺ حسنِ سماعت کی شاندار مثال ہیں، آپ ﷺ اپنے مخاطب کی بات کو اچھی طرح سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہوجایا کرتے، اور دوسرے کی بات کو اتنے صبر وتحمل اور توجہ سے سنتے کہ ساری زندگی تاجدارِ رسالت ﷺ نے کبھی کسی کی بات نہیں کاٹی، یعنی مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ نے کسی کی گفتگو کو درمیان میں روک کر اپنی بات سنانے کی کوشش کبھی نہیں کی، بلکہ ہمیشہ پہلے دوسرے کو اطمینان اور سکون سے اپنی بات مکمل کرنے کا موقع دیا، اُس کو پورے انہماک سے سنا اور پھر اپنی بات ارشاد فرمائی، شہنشاہِ کونَین ﷺ کے اس مبارک عمل کی برکت سے غیر مسلم بھی اسلام قبول کرلیا کرتے، سرکارِ دوعالَم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں دوسرے کی بات کو توجہ سے سننے کی کئی مثالیں موجود ہیں، دو ۲ مثالیں بطور خاص قابل ذکر ہیں: سرورِ دوعالم ﷺ نے جب اسلام کی دعوت علی الاِعلان دی، تو قریش حیران وپریشان ہوگئے، اُنہوں نے آپ ﷺ کو روکنے کے لیے عقبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کے لیے بھیجا؛ تاکہ وہ آپ ﷺ کو اُن کی بات قبول کرنے پر آمادہ کرے، اُس نے آکر حضور نبیٔ کریم ﷺ سے درخواست کی کہ میں آپ ﷺ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ غور سے سنیں،

ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو اُن میں سے کچھ اچھی لگیں اور آپ مان لیں، اس پر رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: "ابوالولید! تمہیں جو کچھ کہنا ہے کہو، میں سنوں گا" عقبہ کو جو کچھ کہنا تھا اُس نے وہ دل کھول کر کہا، جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَفَرَغْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟» "ابوالولید تمہیں جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے ہو؟" اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «فَاسْمَعْ مِنِّي»[1] "تو اب میری بات سنو!" اُس نے کہا: ضرور سنوں گا، رسولِ اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿حٰمٓ ۚ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ﴾[2] "ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصّل فرمائی گئیں، عربی قرآن عقل والوں کے لیے"، تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی ہم سے بات کرے تو اس کی بات توجہ سے سننا چاہیے، پھر اپنی بات کہنی چاہیے۔

جانِ برادر! دوسرے کی بات کو صبر و تحمل سے سننا چاہیے، اگر غلط بات ہو تو اسے نرمی و حُسنِ اَخلاق کے ساتھ سمجھانا چاہیے، حضور پُر نور شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ایک نوجوان حاضر ہو کر زِنا کی اجازت مانگتا ہے، محسنِ اِنس وجاں ﷺ نے نوجوان کو اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا:

---

(١) "كنز العمال" كتاب الفضائل، ر: ٣٥٤٢٧، ١٢/ ١٧٩، ١٨٠.

(٢) پ ٢٤، حم السجدة: ١-٣.

اے نوجوان! «أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟» "کیا تمہیں پسند ہے کہ کوئی تمہاری ماں سے ایسا فعل کرے؟" اس نے عرض کی: میں اسے رَوا نہیں رکھتا، رَحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر دوسرے لوگ تمہارے بارے میں اسے کیسے رَوا رکھ سکتے ہیں؟! پھر دریافت فرمایا: «أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟» "تمہاری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تم اسے پسند کرو گے؟" عرض کی: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: «أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟» "اگر تمہاری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟" اور اگر تیری خالہ سے ایسا کرے؟ اسی طرح سرورِ کونین ﷺ ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرماتے رہے اور وہ جواب میں یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے، تب آقائے دوجہاں ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دُعا کی: «اللهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ»[1] "الٰہی! اس کا گناہ بخش دے، اس کا دل پاک صاف کر دے اور اس کی شرمگاہ کو گناہ سے بچا لے، اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زِنا سے بیزار رہا"۔

مندرجہ بالا واقعات سے پتا چلا کہ حضورِ اکرم ﷺ پہلے مخاطب کی بات بھرپور توجہ سے سن رہے ہیں، اور وہ جو کہنا چاہتا ہے اُسے پوری آزادی سے اور بغیر کسی مُداخلت یا روک ٹوک کے کہنے دے رہے ہیں، جب وہ اپنی بات مکمل کر لیتا

---

(١) "مسند الإمام أحمد" تتمة مسند الأنصار، ر: ٢٢٢٧٤، ٨/ ٢٨٥.

ہے، تب آپ ﷺ اپنی بات ارشاد فرماتے ہیں۔ یہی طریقۂ کار کامیابی کا راز ہے، لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، اپنے مدِمقابل کی بات کو بغور سنیں، پھر نرمی کے ساتھ اس تک اپنی بات پہنچائیں، اور لوگوں کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کا مُظاہرہ کریں؛ کہ یہی اچھے اَخلاق وکردار کے حامل اَفراد کی علامت ہے۔

برادرانِ محترم! توجہ وغور سے سننے کی برکتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جو جمعۃ المبارک کے دن مسجد جاکر امام صاحب کا بیان توجہ سے سنے، اسے بھی کثیر اَجر وثواب عطا کیا جاتا ہے، حضرت سیّدنا اَوس ثَقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ؛ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا»[1] "جو شخص جمعہ کے دن خوب اہتمام کے ساتھ اچھی طرح غسل کرے، پھر جلد تر مسجد کو پیدل چل کر جائے، اور امام کے قریب ہوکر غور سے خطبہ سنے، اور لَغو باتوں سے بچے، تو اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور رات جاگ کر عبادت کا ثواب ملے گا"۔

---

(١) "سنن أبي داود" باب في الغسل يوم الجمعة، ر: ٣٤٥، صـ٦٢.

دعا

اے اللہ! ہمیں دوسرے کی بات توجہ وانہماک سے سننے کی ہمّت و توفیق عطا فرما، دوسروں سے نرمی سے بات کرنے، انہیں اچھے انداز سے سمجھانے کی سعادت نصیب فرمائے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت،

اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

معراج النبی ﷺ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

واقعۂ معراج ایک عظیم الشان معجزہ ہے

عزیزانِ محترم! معراج حضور سیّدِ عالم ﷺ کے معجزاتِ جلیلہ میں سے ایک عظیم الشان اور انسانی ذہن کو انتہائی حیران کردینے والا معجزہ، اور آپ ﷺ کے فضائل وکمالات میں سے ایک ہے، اللہ تعالی نے تمام انبیاء ومرسَلین علیہم السلام کے معجزات وکمالات حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات میں جمع فرما کر آپ ﷺ کو تمام مخلوقات میں سب سے ممتاز فرمادیا، فضیلتِ اِسراء ومعراج سے اپنے پیارے حبیبِ کریم، نبیٔ آخر الزمان ﷺ کو وہ خصوصیت وشرف عطا فرمایا جو کسی اور نبی ورسول کو نہیں ملا، اور جہاں اپنے محبوبِ کریم ﷺ کو پہنچایا، کسی اور کو وہاں تک رَسائی نہیں بخشی، خالقِ کائنات جَلّ جلالہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى

بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾[1] "پاکی ہے اُسے جو اپنے بندۂ خاص کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ، جس کے اِرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے؛ تاکہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، یقیناً اللہ سنتا دیکھتا ہے"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اِس آیتِ مبارکہ میں مصطفی جانِ رَحمت ﷺ کی جسمانی معراج کا ذکر ہے، جو نبوّت کے گیارہویں سال بمطابق ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب، پیر کی رات کے آخری حصے میں، بیداری کی حالت میں ہوئی"[2]۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ آسمانوں کی بلند وبالا حدوں سے گزرتے ہوئے عرشِ بریں پر جلوہ گر ہوئے، حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تو سدرۃُ المنتہٰی پر رُک گئے، مگر حضور نبیٔ رَحمت، شفیعِ امّت ﷺ آگے بڑھے، اور نورِ الٰہی سے قریب ہوئے، اس کے علاوہ خواب کی معراجیں اِس جسمانی معراج سے پہلے بھی اور بعد میں بھی کئی بار ہوئیں، اور اِس جسمانی معراج میں نمازِ پنجگانہ بھی فرض کی گئی۔

نبی کے دعویٔ نبوّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہوا کرتی ہے کہ نبی اپنی سچائی کا اعلانیہ دعویٰ فرما کر ایسے کام ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا ہے جو عام طَور پر ناممکن ہوں، اور انکار کرنے والوں کو دعوت دیتا ہے، اگر ان کا ان کا ردّ درست ہے تو وہ بھی ایسا ہی کر

---

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۱.

(۲) "مقالاتِ کاظمی" رسالہ "معراج النبی" ۱/۲۱۰، ۲۱۱۔

دکھائیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے دعویٰ کے مطابق ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے، اور نبی کی نبوّت کا انکار کرنے والے ایسا کر دکھانے سے عاجز رہتے ہیں، اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔

معراج نبیٔ کریم ﷺ کی تکریم و تسلیٔ قلب کے لیے ہوئی

میرے بزرگو و دوستو! کفّارِ مکّہ سرکارِ ابد قرار ﷺ کی سیرت و کردار سے اچھی طرح واقف تھے، مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ کا بچپن اور عہدِ شباب ان کے سامنے گزرا، سماجی، قومی اور ملکی مسائل وغیرہ میں سرورِ کونَین ﷺ کے فہم و فراست کے وہ چشم دید گواہ تھے، ان کے سامنے کتابِ حیاتِ رسول ﷺ کا ہر باب اور ہر وَرق کھلا تھا، ان کی ساری زندگی شبنم کی طرح پاکیزہ، پھول کی طرح شگفتہ اور آفتاب کی طرح تابندہ و رَوشن تھی، اس کے باوجود جب نبیٔ رَحمت ﷺ نے توحید کی دعوت کا آغاز فرمایا، اہلِ مکّہ کو کفر و شرک سے باز رہنے کی دعوت دی، تو اہلِ مکّہ نے آپ ﷺ کو طرح طرح سے ستانا شروع کر دیا، جس سے رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر کو بہت رنج پہنچا، خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے محبوبِ کریم ﷺ کو معراج کرا کر ان کے دل کو تسلی بخشی، اور لوگوں پر بھی آپ ﷺ کی عزّت و مرتبے کا خوب اظہار فرما دیا۔

واقعۂ معراج آقائے دو جہاں ﷺ کے آزمائشوں اور تکلیفوں سے گزرنے کے بعد رُونما ہوا ہے، اللہ ربّ العالمین نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو آسمان اور لامکاں میں بُلا کر وہ نشانیاں دکھائیں جو دیگر انبیاء و رُسُل نے صرف سُن رکھی تھیں، جیسے رب کی ذات، عرش و کُرسی، لَوح و قلم، جنّت و دوزخ وغیرہ؛ تاکہ دیگر تمام انبیائے کِرام کی گواہی سُن کر ہو، اور حضورِ اکرم ﷺ کی گواہی دیکھ کر ہو جائے۔

میرے عزیز دوستو! وَیسے تو تمام سفر مبارک مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں اور لامکاں تشریف لے جانے کو معراج کہا جاتا ہے، لیکن محدثین ومفسّرین کی اصطلاح میں ہم سب کے آقا ومولا، جناب احمدِ مجتبیٰ ﷺ کا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جانا اِسراء کہلاتا ہے، اور وہاں سے آسمانوں اور لامکاں تشریف لے جانے کو معراج کہتے ہیں، معراج کا مطلب یہ ہے کہ مصطفی جانِ رَحمت ﷺ رات کے ایک مختصر حصّے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، اور وہاں سے آسمانوں کی سَیر فرماتے ہوئے سِدرۃ المنتہٰی سے اوپر جہاں تک ربِ ذوالجلال نے چاہا تشریف لے گئے، عرش وکرسی، لَوح وقلم، جنّت ودوزخ وغیرہ بڑی بڑی نشانیوں کا مُشاہدہ فرمایا، رب العرش کے دیدار اور اُس کی بے انتہاء نوازشوں، لاتعداد عنایتوں سے سرفراز ہوکر واپس تشریف لائے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۞ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾[1] "آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی، یقیناً اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں"، یہ حضورِ اکرم ﷺ کی شان اور اللہ تعالی کی دی ہوئی طاقت تھی کہ آپ ﷺ نے رب تعالی کا دیدار کیا، سِدرۃ المنتہی دیکھا، وہاں انوار وتجلیات کے نظارے کیے، جنّت ودوزخ کو ملاحظہ فرمایا، انبیاء وملائکہ سے ملاقاتیں کی، لیکن نہ تو آپ کی آنکھ مبارک جھپکی، نہ دل گھبرایا۔

---

(۱) پ۲۷، النجم: ۱۷، ۱۸.

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلیل

عزیزانِ محترم! جب مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعۂ معراج بیان فرمایا تو کفّارِ مکّہ نے آپ کا مذاق اُڑایا، اور ابو جہل نے ہر طرف لوگ دَوڑائے اور زیادہ سے زیادہ آدمی جمع کرکے جھٹلانے کی غرض سے واقعۂ معراج مذاقاً سنایا، حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بلا کر کہا کہ تمہارے صاحب فرماتے ہیں کہ میں راتوں رات مکّہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر پہنچا، اور تمام آسمانوں کی سیر کرکے واپس آگیا، کیا ان کی اس بات کی بھی آپ تصدیق کرتے ہیں؟ حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں تو اس سے بھی زیادہ بعید چیزوں میں ان کی تصدیق کرتا ہوں، اگر اُنہوں نے ایسا فرمایا ہے تو اس کے حق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں"[1]۔

برادرانِ اسلام! حضرت سیّدنا ابراہیم خلیلُ اللہ علیہ السلام سے ملاقات کے وقت جو مُعاملہ ہوا اُسے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا: «لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلاَمَ وَأَخْبِرْهُمْ: أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ»[2] "شبِ معراج میں نے حضرت سیّدنا ابراہیم

---

(١) "التفسيرات الأحمدية" الإسراء، تحت الآية: ١، صـ٥٠٦ ملخّصاً.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٤٦٢، صـ٧٩١.

علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا: اپنی اُمّت کو میرا اسلام کہیے، اور انہیں بتائیے کہ جنّت کی مٹّی پاکیزہ اور اُس کا پانی میٹھا ہے، وہ ہموار زمین ہے، اُس کی کاشت "سبحان اللہ، والحمد للہ، ولَا إله إلّا اللہ، واللہُ أکبر" ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا إلهَ إلَّا اللہُ، واللہ أکبر، یہ کلمات جنّت کی کاشت وزراعت ہیں، اور ان کلمات کے پڑھنے سے بہت ثواب عطا کیا جاتا ہے، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہمیں ان کلمات کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی کے ذکر کی کثرت کریں، اُس کی تسبیح بیان کریں، اُس کے پیارے نبیٔ محترم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر کثرت سے درودِ پاک کا نذرانہ پیش کریں، کہ جنہیں اُن کے رب عزوجل نے معجزاتِ جلیلہ عطا فرمائے ہیں۔

شبِ معراج ہی حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی ہماری مدد فرمائی؛ کہ ہم پر فرض کی گئی پچاس ۵۰ نمازوں میں کمی کروائی، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفرِ معراج سے واپسی پر راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: «خَمْسِينَ صَلَاةً» "روزانہ پچاس ۵۰ نمازوں کا تحفہ دیا ہے"، فرمایا: میں بنی اِسرائیل کو آزما چُکا ہوں، آپ کی اُمّت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، آپ واپس جائیے اور اللہ تعالی سے تخفیف ورعایت

طلب کیجیے، سرکارِ دوعالم ﷺ بار بار رب کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تخفیف کرواتے رہے، یہاں تک کہ پچاس ۵۰ میں سے پانچ ۵ نمازیں باقی رہ گئیں[1]۔

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ اللہ کے نبی ﷺ نے شبِ معراج کا قصہ یوں بیان فرمایا: «بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ مُضْطَجِعاً، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ إِيمَاناً، فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ، ثُمَّ أُعِيْدَ ثُمَّ أُوتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَض، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتَّى أَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا»[2].

"میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا، اُس نے یہاں سے یہاں تک میرا سینہ چیرا اور دل نکال لیا، پھر میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا، جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، میرا دل دھویا گیا، پھر دل کو ایمان سے بھر دیا گیا، اس کے بعد دل کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا، پھر سواری کے لیے میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا، جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، مجھے اس پر سوار کیا گیا، اس کے بعد مجھے جبریل آسمان کی طرف لے کر چلے"۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٤١١، صـ٨٣.

(٢) "صحيح البخاري" باب المعراج، ر: ٣٨٨٧، صـ٦٥٢.

سرکارِ ابد قرار ﷺ مختلف طبقاتِ آسمانی پر مختلف انبیائے کِرام سے ملاقاتیں فرما کر قربِ الٰہی سے فیضیاب ہوئے، سب سے اَولیٰ واعلیٰ ہمارے نبی ﷺ سفرِ معراج میں جب سِدرۃ المنتہٰی واُفقِ اعلیٰ پر جلوہ فرما ہوئے، جو اَنوارِ ربّانی کی تجلّی گاہ ہے، اس کی کیفیت الفاظ کے پیمانوں میں نہیں سما سکتی، خالقِ کائنات جلّ جلالہ کے قربِ خاص میں تجلیات واَنوار کا جو مشاہدہ بے تاب نگاہوں نے کیا، خلوَت میں راز ونیاز کے جو پیغامات عطا ہوئے، وہ مخلوق کی عقل سے بالاتر ہیں، اِسی کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾[1] "پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اُتر آیا، تواُس جلوے اور اِس محبوب میں دو ۲ ہاتھ کا فاصلہ رہا، بلکہ اس سے بھی کم، اَب وَحی فرمائی اپنے بندۂ خاص پر، جو چاہا وَحی فرمائی"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! معراج کی رات اِس قربِ خاص میں بِلاواسطہ اللہ تعالی نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ پر جو کرم فرمایا، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ خود اُسے یوں بیان فرماتے ہیں: «فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ المَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ»[2] "اللہ تعالی نے اپنا

---

(۱) پ۲۷، النّجم: ۸-۱۰.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب التفسير [باب ومن] ر: ۳۲۳٤، صـ۷۳۵.

دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی، تب جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے وہ سب میں نے جان لیا"۔

واقعۂ معراج کی حقانیت

میرے بزرگو ودوستو! جب رسول اللہ ﷺ اپنے سفرِ معراج سے واپس تشریف لائے تو کفّارِ قریش نے اس معجزے کا انکار کیا، مذاق اڑایا، اس واقعہ کو جھوٹ سمجھ کر اِدھر اُدھر لوگوں میں غلط انداز سے پھیلانا شروع کر دیا، لوگ اس میں مزید بڑھا چڑھا کر دلائل وبراہین کا مطالبہ کرنے لگے، اللہ کے سچے اور پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْـمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ، فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ»(۱).

"میں حطیمِ کعبہ میں کھڑا تھا کہ قریش مجھ سے واقعۂ معراج کے بارے میں سوال کر رہے تھے، انہوں نے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں مجھ سے پوچھیں، جنہیں میں نے اپنے ذہن میں محفوظ نہیں رکھا تھا، اس کے باعث میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا، تب اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اٹھا کر

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الإیمان، ر: ٤٣٠، صـ٨٩.

میرے سامنے رکھ دیا، کہ میں اسے دیکھ رہا تھا، وہ مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھتے رہے اور میں ان کو بیان کرتا رہا"۔

اُمّت کی معراج

حضراتِ محترم! رحمتِ عالمیان ﷺ کی معراج تو دیدارِ الٰہی سے مشرّف ہونا اور بے حجاب جمالِ خداوندی کا نظارہ کرنا ہے، آپ کے علاوہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو نہ ہوا نہ ہوسکتا ہے، لیکن ایک اُمّتی کی معراج یہ ہے کہ وہ اپنے آقا و مولا، امام الانبیاء ﷺ کے قدموں تک پہنچ جائے، کہ مؤمن اِس دنیا میں بیداری کی حالت میں اپنے نبی ﷺ کا جمالِ مبارک دیکھ لے، اِس مقصد کے حصول کے لیے تشہد میں: "السَّلامُ عليكَ أَيُّها النَّبيُّ وَرَحمَةُ الله وبركاتُه" کے الفاظ رکھے گئے ہیں، اگر اُمّتی اپنی پاکیزگی، طہارت اور محبّت واِخلاص کو اِس درجہ قوی ومضبوط کرلے کہ یہ الفاظ ادا کرتے وقت اُس کی بصیرت نورِ جمالِ محمدی کا دیدار کرلے، تو بس یہی اُس کی معراج ہے؛ حضور سیّدِ عالَم ﷺ تک پہنچنا اللہ تعالی تک پہنچنا ہے، اِسی لیے اِمام محمد غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نماز پڑھتے ہوئے اپنے دل میں نبیٔ کریم ﷺ کو حاضر کرو اور اسی حال میں "السَّلامُ عليكَ أَيُّها النَّبيُّ وَرَحمَةُ الله وبركاتُه" کہو"[1]۔

---

(١) "إحياء علوم الدّين" كتاب أسرار الصّلاة ومهمّاتها، ١/ ١٩٩.

نماز میں سُستی کا وَبال:

شبِ معراج سرورِ کونَین ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے سروں کو کُوٹا جارہا تھا، پھر وہ سر فوراً پہلے کی طرح درست ہوجاتے، یہ سلسلہ ان کے ساتھ لگاتار جاری تھا، سرکارِ دوعالم ﷺ نے پوچھا: «مَنْ هؤُلَاءِ؟»[1] "یہ کون لوگ ہیں؟" عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی میں سستی کرتے تھے۔

غیبت کا عذاب:

عزیز دوستو! شبِ معراج حضور اکرم ﷺ کا کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، نبئ رحمت محمد مصطفی ﷺ نے دریافت فرمایا: «مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟» "اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟" جواب دیا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں) پیٹھ پیچھے اُن کی عزّت خراب کرتے ہیں[2]"۔

لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ بدگمانی، دوسروں کی عیب جُوئی، غیبت اور چغلخوری سے بچتا رہے، ان بُرے کاموں سے اللہ تعالی نے ہمیں منع فرمایا ہے،

---

(١) "سُبل الهدى والرَّشاد" جماع أبواب معراجه ﷺ، ٣/ ٨١.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الغيبة، ر: ٤٨٧٨، صـ٦٨٨.

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾[1] "اے ایمان والو! کثرتِ گمان سے باز رہو؛ کہ بعض گمان گناہ ہوا کرتے ہیں، اور لوگوں کے عیب مت تلاش کرو، اور ایک دوسرے کی غیبت مت کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہیں ہو گا، اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے"۔

یعنی اپنے مسلمان بھائی پر بدگمانیاں مت کیا کرو، اگر اس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اسے خواہ مخواہ غلط پہلو پر مَت لے جاؤ، مسلمان کے پوشیدہ عیب مَت تلاش کرو، جنہیں رب تعالیٰ نے چُھپا رکھا ہے؛ کیونکہ تم میں بھی بہت سے عیب ہیں، تم لوگوں کا پردہ رکھو، اللہ تعالیٰ تمہارا پردہ رکھے گا، کسی کے پیٹھ پیچھے اس میں موجود عیب بیان کرنا غیبت ہے، اور غیبت حرام وگناہ ہے؛ کہ قرآنِ کریم میں غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے، اور یہ نہایت ہی گھناؤنا اور گندہ جُرم ہے، جسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔

---

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۱۲.

بدکاری کا وَبال:

عزیزانِ گرامی! حضور نبیٔ کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ایک قوم دیکھی جن کے پاس ایک ہانڈی میں پکا ہوا لذیذ گوشت ہے، اور دوسری ہانڈی میں بدبودار گوشت ہے، وہ لوگ پاک اور لذیذ کھانا چھوڑ کر بدبودار کھانے پر ٹوٹے پڑتے ہیں، اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: «مَا هَذَا يَا جِبْرِيْل؟»[1] "اے جبریل یہ کیا ہے؟" عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں کے پاس جاتے تھے، اور یہی حال اُن عورتوں کا ہے جو حرام کاری کا ارتکاب کرتی ہیں۔

میرے محترم بھائیو! واقعۂ معراج سے حضور نبیٔ رحمت ﷺ کے اعلیٰ مقام ومرتبے کا اندازہ ہوتا ہے، کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو قربِ خاص کی منزلت عطا فرمائی، انہیں اپنے دیدار سے نوازا، معراج کرائی، جس سے شفیعِ امّت ﷺ کی شان ومنزلت، اور اللہ تعالی کی اپنے حبیب ﷺ سے محبت واُلفت کا پتا چلتا ہے، یہ چیز ہم سے اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ہم بھی ان کے مقام کو پہچانیں، مانیں، ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، آپ ﷺ نے جس چیز کا حکم فرمایا اسے بجالائیں، ان کی اتّباع، ان سے محبت، اور ان کی توقیر کریں، جب ان کا نامِ نامی اسمِ گرامی لیا جائے، یا سنا جائے تو ان پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(١) "سُبل الهدى والرَّشاد" جماع أبواب معراجه ﷺ، ٣/ ٨١، ٨٢.

بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "وہ جو ہمارے اس نبیٔ رَحمت پر ایمان لائیں، ان کی تعظیم کریں، ان کی مدد کریں اور اُس نور کی پیروی کریں جو اِن کے ساتھ اُترا ہے، وہی لوگ بامُراد ہوئے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں واقعۂ معراج کو یاد رکھنے، اسے دوسروں تک پہنچانے، اور اس سے حاصل ہونے والے دَرس، نمازوں کی پابندی، دیگر گناہوں کے ساتھ ساتھ غیبت، چغلی، بے جا تنقید، دل آزاری، زِنا وبدکاری، بدنگاہی اور فحش قَول وفعل سے بھی ہمیشہ بچ کر، مسلمان سے محبت واُلفت، اُس کی حَوصلہ اَفزائی، دل جُوئی، پردہ پوشی، اور سچی تَوبہ کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

---

(۱) پ۹، الأعراف: ۱۵۷.

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما،اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا،اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اِیفائے عہد

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

تکمیلِ وعدہ کا مفہوم اور اس کے فضائل

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی نے وفاداری کو مؤمن کی عادتِ کریمہ بنایا، اور وفاداروں کو پسند فرمایا، اور اپنے انبیائے کرام علیہم السلام، خصوصاً نبئ آخر الزمان ﷺ کو وفاداری ودیگر عمدہ عاداتِ کریمانہ سے متّصف فرمایا، جنہوں نے اپنے جانثار اصحابِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو وفاداری کا پیکر بنا دیا، جو راہِ ہدایت کے ستارے ہیں، صحابۂ کرام نے بھی صالحین، مقرّبین، اولیائے کاملین، علمائے ذی وقار، اور تمام مسلمانوں کو اسی وفاشعاری کا درس دیا، جو بہت ہی ارفع واعلیٰ صفت ہے، جو دنیا میں عزت ووقار، لوگوں کے اعتبار وبھروسے کے ساتھ ساتھ جان ومال میں برکت وحفاظت، اور دنیا وآخرت میں ہلاکت وبربادی سے نجات کا ذریعہ وسبب بھی ہے؛

کیونکہ اَحکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہونے سے گناہ دُھل جاتے ہیں، اور وفاشعاری غضبِ الٰہی کو دُور کرتی ہے، قیامت کی ہولناکیوں سے بچاتی ہے، اس کی بدولت آپس میں محبت واحترام کی فضا قائم ہوتی ہے، اور آخرت میں ثواب وعظیم فوائد سے نوازا جاتا ہے، وعدے سے متعلق بروزِ قیامت سوال ہوگا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا﴾[1] "عہد پورا کرو یقیناً عہد سے متعلق سوال ہونا ہے"، خواہ یہ عہد اللہ تعالی سے کیا ہو، یا رسول اللہ سے، یا شیخ واستاذ سے، یا کسی قرابتدار عزیز سے، یا اجنبی سے، اس میں ہر جائز عہد داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا حق صحیح طور پر وہی ادا کر سکتا ہے جس میں اِیفائے عہد کی خصلت موجود ہو، وہ جب بھی کسی سے کوئی عہد کرتا ہے تو اسے پورا کرنا لازمی سمجھتا ہے، ربِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے مسلمانوں کو تمام جائز وعدے پورے کرنے کا حکم فرمایا، لہٰذا احرام وناجائز سے بچنا لازمی ہے، اللہ تعالی کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾[2] "اے ایمان والو! اپنے معاہدے پورے کرو"،

---

(۱) پ۱۵، بني إسرائيل: ٣٤.

(۲) پ٦، المائدة: ١.

مفسرینِ کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "وہ پکّے عہد جو تم نے اپنے اور رب تعالی کے درمیان، یا لوگوں کے درمیان کر رکھے ہیں"[1]۔

محترم حضرات! پروردگارِ عالم نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے وعدوں کو پورا کرنے، اور ان کی وفاشعاری واطاعت شعاری کی مثال بیان فرمائی؛ تاکہ یہ رہتی دنیا تک اسلام کے راستے پر گامزن لوگوں کے لیے مشعلِ راہ بن جائے، ارشادِ ربّانی ہے: ﴿وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی﴾[2] "وہ ابراہیم جو پورے اَحکام بجالایا"، وعدے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا حکم دیتے ہوئے اللہ ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْاؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾[3] "اللہ تعالی کا عہد پورا کرو، یہ تمہیں تاکید فرمائی؛ تاکہ کہیں تم نصیحت مانو"، اللہ تعالیٰ کا عہد پورا کرنا اس طرح ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے، اس کے اَحکام کی بجاآوری کی جائے، اس کی حرام کردہ باتوں سے بچا جائے، اس کی بارگاہ میں خلوصِ دل کے ساتھ دعا کی جائے، اور اس کے پیارے وآخری رسول سیّدِ اِنس وجاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاری جائے، خالقِ کائنات جل جلالہ نے اپنے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور ان کے نائبین

---

(١) "تفسير الجلالين" پ٦، المائدة: تحت الآية:١، صـ٩٤.

(٢) پ٢٧، النَّجم: ٣٧.

(٣) پ٨، الأنعام: ١٥٢.

علمائے ربّانیّین کے ذریعہ لوگوں کو تاکیدی حکم اور بار بار وصیت کی تھی کہ شیطانی افعال واعمال سے بچ کر رہنا، شیطان کی پیروی نہ کرنا؛ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں کہیں میرے عذاب میں گرفتار نہ کرا دے، بلکہ تم میری بندگی، میرے اَحکام کی پیروی، اور میری اِطاعت کرنا، یہی سیدھا، ہدایت اور کامیابی والا راستہ ہے، اسی عہد کو یاد دلاتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌۙ۝ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾[1] "اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور میری بندگی کرنا، یہ سیدھی راہ ہے"۔

میرے عزیز دوستو! وعدہ پورا کرنے والوں کو اللہ تعالی کثیر اجر عطا فرماتا ہے؛ کیونکہ بھلائی کا بدلہ بھلائی اور نیکی ہی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾[2] "نیکی کا بدلہ نیکی کے سِوا کیا ہے!"۔

محترم بھائیو! وہ اچھے انسانی خصائل جن کے سبب مُعاشرے میں بھائی چارگی کی فضاء قائم ہوتی ہے، ان میں سے اِیفائے عہد یعنی اپنے وعدہ کا پورا کرنا بھی ایک اَہم خصلت ہے، جب انسان کسی سے وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کی نیّت

---

(١) پ٢٣، یس: ٦٠، ٦١.

(٢) پ٢٧، الرّحمن: ٦٠.

کرے، مثلاً کسی سے قرض یا کوئی اَور چیز لی، اور وعدہ کرلیا کہ میں فلاں تاریخ کو واپس کردوں گا، لیکن مقرّرہ تاریخ آنے پر کوشش کے باوجود وہ ادائیگی نہ کرسکا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں؛ کیونکہ وہ اپنی نیّت میں سچا تھا، حضرت سیّدنا زید بن اَرقم رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَيَنْوِي أَنْ يَفِيَ بِهِ فَلَمْ يَفِ بِهِ، فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ»[1] "جب کوئی شخص وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کی سچی نیّت ہو اور پورا نہ کرسکے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں"۔

عزیز دوستو! اللہ تعالی پر قیامت، فرشتوں، آسمانی کتابوں، پیغمبروں پر ایمان لانے، اللہ تعالی کی محبت میں اپنا عزیز مال خرچ کرنے، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور راہگیروں، اور سائلوں سے حسنِ سُلوک اور ان کی مدد کرنے، نماز قائم رکھنے، زکاۃ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ وعدہ پورا کرنے کو بھی متقی وپرہیزگاروں کی صفت قرار دیا گیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا﴾[2] "اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں"، یعنی مسلمان کی یہ شان ہے کہ جب وہ کوئی عہد کر بیٹھتے ہیں تو اسے پورا کرنے کے لیے ساری کوششیں بروئے کار لاتے ہیں، جب اپنے عام وعدوں

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الإيمان، ر: ٢٦٣٣، صـ٥٩٨.

(٢) پ٢، البقرة: ١٧٧.

کے مُعاملے میں جن کا کردار یہ ہوگا، تو وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے کیے ہوئے عہد کے مُعاملے میں کسی کمزوری کو گوارا نہیں کرسکتے۔

اِیفائے عہد اور نبئ کریم ﷺ کا عمل

میرے محترم بھائیو! سرکارِ ابد قرار ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہمارے لیے بہترین نمونہ، اور رہنمائے ہدایت ہے، آقائے دوجہاں ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں اِیفائے عہد کی عظیم مثالیں ملتی ہیں، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعہ اِیفائے عہد کی ایسی مثال قائم فرمائی جس کی نظیر ملنی ناممکن ہے، آپ مسلمانوں بلکہ دشمنوں سے بھی کیے وعدے پورے فرماتے، صلحِ حدَیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مکّہ سے جو مدینہ چلا جائے گا وہ اہلِ مکّہ کو واپس کردیا جائے گا، عین اس وقت جب مُعاہدہ کی شرطیں طے پاچکی تھیں کہ حضرت سیّدنا ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیڑیوں کے ساتھ اہلِ مکّہ کی قید سے بھاگ کر آئے، اور رسول اللہ ﷺ سے فریادی ہوئے، تمام مسلمان اس دردناک منظر کو دیکھ کر تڑپ اٹھے اور حضور نبئ رحمت ﷺ نے ابو جندل کو صبر کی تلقین فرمائی، اور فرمایا: «إِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ، وَهْوَ نَاصِرِيْ»[1] "میں اللہ کا رسول ہوں، میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا، وہ میرا

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الشُّروط، ر: ٢٧٣١، صـ٤٤٩.

مدد گار ہے"، یعنی اے ابو جندل! صبر کرو، اور ثواب کی امید رکھو، ہم عہد شکنی نہیں کر سکتے، اللہ تعالی عنقریب تمہارے لیے خلاصی کی کوئی سبیل نکالے گا۔

عزیزانِ گرامی! وعدہ پورا کرنے کے لیے جہاں ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہیے، وہیں اس کے لیے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں وعدہ پورا کرنے توفیق عطا فرما، اور عہد شکنی سے ہمیشہ محفوظ فرما، رَحمت عالمیان ﷺ تعلیمِ امّت کے لیے اپنی دعا میں بھی اِیفائے عہد کی التجاء کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ»[1] "اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں نے تجھ سے جو عہد ووعدہ کیا اس پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں"۔

وطن سے وفاداری

میرے بزرگو ودوستو! اپنے ملک سے بھی بندے کو وفادار رہنا چاہیے، کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ملک کو نقصان پہنچے، اپنے وطن کے اصول وقوانین کی پاسداری کرے، اس کے امن واستحکام کے لیے کوشاں رہے، کہ وطن ہے تو ہم ہیں، لہٰذا اس کی بقا کے لیے ہم سب کو متحد ہو کر جد وجہد کرنا ہوگی، ہمیں اسلام اور اپنے

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الدعوات، ر: ٦٣٠٦، صـ١٠٩٧.

ملک سے وفاداری کا عہد کرنا، اور اسے پورا کرنا ہے، اس مملکتِ خداداد کی سلامتی، امن وسکون اور استحکام کے لیے، باہمی اتحاد واتّفاق، پیار ومحبت اور مُساوات کی ضرورت ہے، اپنے ملک ووطن سے محبت وپیار بھی ایمان کی علامت ہے: «حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمانِ»[1] "وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے"۔

مالک سے وفاداری

برادرانِ اسلام! یہ بھی یاد رہے کہ وعدہ خلافی صرف مالی مُعاملات ہی میں نہیں، بلکہ دیگر اُمور کی ادائیگی میں کوتاہی، غفلت وسستی بھی بے وفائی ووعدہ خلافی کہلاتی ہے، اگر کوئی اپنی اولاد، ماتحتوں، ملازموں، مزدوروں وغیرہ، اور اولاد والدین کے، اور کام کاج کرنے والے اپنے سرپرست وسربراہ کے، بادشاہ رعایا کے اور رعایا بادشاہ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے، تو یہ بھی وعدہ خلافی کے مرتکب ہیں؛ کیونکہ اللہ ورسول نے ہمیں ان کاموں کا حکم دیا جس پر عمل ہر مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے، اللہ تعالی کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾[2] "اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو، اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں"، مطلب یہ کہ خواہ وہ دینی

---

(١) "المقاصد الحسنة" الباب ٢ في ترتيب ...إلخ، كتاب الإيمان، صـ٤٨٩.

(٢) پ٥، النسآء: ٥٩.

حکومت والے ہوں، جیسے عالم، فقیہ اور مجتہد، یا دنیاوی حکومت والے ہوں، جیسے سلطانِ اسلام اور حُکّام وغیرہ، لیکن دینی حکّام کی اطاعت دنیاوی حکّام پر بھی واجب ہوگی، ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ ان کا حکم قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو؛ کیونکہ جس کام میں اللہ ورسول کی ناراضگی ہو اس میں کسی کی اطاعت نہیں۔

کام کی ادائیگی میں وفاداری

عزیزانِ محترم! جو شخص جہاں کام کاج کر رہا ہے، اسے چاہیے کہ اپنا کام بڑی دیانتداری سے پورا کرے، اور ہرگز اس میں سستی وغفلت نہ برتے، اسی طرح عبادتِ الٰہی، فرائض وواجبات کی ادائیگی خشوع وخضوع سے بجا لائے، تو یہ بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ اور اپنے کام سے وفاداری ہے، جبکہ اس کے برخلاف کرنا بے وفائی وبدعہدی ہے۔

وعدہ خلافی کے اَحکام

عزیزانِ محترم! وعدہ خلافی سے آدمی کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے، وعدہ کرکے توڑ دینا دینِ اسلام میں بڑا معیوب ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے وعدہ خلافی کی سخت مذمّت فرمائی ہے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ»[1] "جس کے پاس وعدہ وعہد کا پاس ولحاظ نہیں، اُس کا دین کامل نہیں"۔

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك ...إلخ، ر: ۱۲۳۸٦، ٤/ ۲۷۱.

وعدہ خلافی کو رَحمتِ عالمیان ﷺ نے نفاق کی علامت قرار دیا ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وعدہ خلافی کس قدر مذموم چیز ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذِبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»(۱) "منافق کی تین ۳ نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے"۔

برادرانِ اسلام! منافقت بہت بُری خصلت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے وعدہ خلافی کو منافقت کی علامت قرار دیا، اور منافق وہ ہے جس کے قول وفعل اور نیّت میں تضاد ہو، لہذا مسلمانوں کو اس برائی سے بچنا بھی بے حد ضروری ہے، اس حدیثِ پاک کے تحت علمائے کرام نے فرمایا: "اس حدیث میں منافق کی تین ۳ ایسی علامتیں بیان فرمائیں جن کا تعلق قول، عمل اور نیّت میں سے ہر ایک کے ساتھ ہے، جھوٹ فسادِ قول ہے، خیانت فسادِ عمل ہے اور وعدہ خلافی فسادِ نیّت ہے"(۲)، لہٰذا ہم سب کو وعدہ خلافی سے بچتے رہنا چاہیے، اور جب کسی سے وعدہ کریں، تو اسے ضرور ضرور پورا کریں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے وعدے پورے کرنے، اور وعدہ خلافی سے بچنے کی

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، ر: ۳۳، صـ۹.

(۲) "نزہۃ القاری" کتاب الایمان، زیرِ حدیث: ۳۱، ۱/۲۹۳۔

سعادت وہمت نصیب فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت

فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

ماہِ شعبان اور اس کی پندرہویں رات

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ماہِ شعبان کے فضائل

عزیزانِ محترم! قمری مہینوں میں سال کی تقسیم خود خالقِ کائنات جَلّ جلالہ نے قائم فرمائی ہے، ان بارہ مہینوں میں بعض حُرمت والے مہینے ہیں، اللہ جَلّ جلالہ نے ان مہینوں میں بعض کو خاص فضلیت دی ہے، فرمانِ خداوندی ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ

﴿اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۬ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ﴾[۱] "یقیناً اللہ تعالی کی کتاب میں مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے، جب سے اُس نے آسمان اور زمین بنائے، ان میں سے چار حُرمت والے ہیں، یہ سیدھا دِین ہے، تو اِن مہینوں میں اپنی جان پر ظلم (گناہ) مت کرو"۔

عزیزانِ گرامی! اَحکامِ شریعت سے رُوگردانی تو ہر وقت ہی بُری ہے، لیکن ان بابرکت مہینوں میں اللہ ورسول کی نافرمانی سے خصوصی طَور پر باز رہنے کی تاکید فرمائی، اُنہی فضیلت والے مہینوں میں سے شعبان کا مبارک مہینہ بھی ہے، جس میں ربّ العالمین کی طرف سے عطاؤں برکتوں کی بارش ہوتی ہے۔

ماہِ شعبان میں نبئ کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے اعمال

میرے عزیزو! ماہِ شعبان میں مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ اور آپ کے صحابہ اعمالِ صالحہ اور روزوں کی کثرت کرتے تھے؛ کیونکہ دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ اس مہینہ کے روزوں کی بھی فضیلت زیادہ ہے، حضرت سیّدنا اُسامہ بن زَید رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور پُرنور شافعِ یوم النشور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ! میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھتے دیکھتا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا: «ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ،

---

(۱) پ ۱۰، التوبۃ: ۳٦.

وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلىٰ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ»[1] "یہ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان وہ مقدّس مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں، یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ جب میرا عمل اُٹھایا جائے تو میں حالتِ روزہ میں ہوں"۔

محترم بھائیو! شعبان کا مہینہ اللہ تعالی کی طرف سے مؤمن بندے کے لیے ایک عظیم عطیّہ اور بھلائیوں وعطاؤں والا مہینہ ہے، آقا کریم ﷺ نے اسے بہت پسند فرمایا، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصُوْمُ فَلَا يُفْطِرُ حَتَّى نَقُوْلَ: مَا فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنْ يُفْطِرَ الْعَامَ، ثُمَّ يُفْطِرُ فَلَا يَصُوْمُ حَتَّى نَقُوْلَ: مَا فِيْ نَفْسِه أَنْ يَصُوْمَ الْعَامَ، وَكَانَ أَحَبُّ الصَّوْمِ إِلَيْهِ فِيْ شَعْبَان»[2] "سرورِ کائنات ﷺ مسلسل روزے رکھا کرتے، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوتا، کہ رسول اللہ ﷺ اس سال روزے نہ چھوڑیں گے، پھر آپ کبھی روزے چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوتا کہ آپ ﷺ اس سال روزہ نہیں رکھیں گے، نیز حضور کو سب سے زیادہ شعبان کے روزے پسند تھے"۔

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الصيام، ر: ٢٣٥٣، الجزء ٤، صـ٢٠٧.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك، ر: ١٣٤٠٢، ٤/ ٤٥٨.

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: «كَانَ أَحَبَّ الشُّهُوْرِ إِلَى رَسُوْلِ الله ﷺ أَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانُ، ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ»[1]
"رحمتِ عالمیان ﷺ کو تمام مہینوں میں شعبان کے روزے زیادہ پسند تھے، یہاں تک کہ اسے رمضان سے ملا دیا کرتے"، لہٰذا ہمیں بھی محبتِ رسول ﷺ کے تقاضہ کے پیشِ نظر ماہِ شعبان میں اپنی استطاعت وآسانی کے مطابق اعمالِ صالحہ اور روزوں کی کثرت کرنی چاہیے۔

پندرہ شعبان کی رات

عزیز دوستو! اسی شعبان کے مہینہ میں پندرہویں شب بھی ہے، جسے شبِ براءت یعنی نَجات والی رات کہا جاتا ہے، یہ اَیسی مبارک رات ہے کہ جس میں اللہ تعالی اَہلِ ایمان کی مغفرت فرماتا، اور ان پر خصوصی اِنعام واِکرام فرتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، حضور نبیٔ مختار ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ يَطْلُعُ عَلَى عِبَادِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَيُمْلِي الْكَافِرِيْنَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتَّى يَدْعُوْهُ»[2] "یقینًا اللہ تعالی شعبان کی پندرہویں شب اپنے بندوں پر خاص تجلّی فرماتا ہے، تو مؤمن کو

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الصيام، ر: ۲٤۳۱، صـ۳۵۳.

(۲) "المعجم الكبير" ما أسند أبو ثعلبة، ر: ۵۹۳، ۲۲/ ۲۲٤.

بخش دیتا ہے، اور کافر کو ڈھیل دیتا ہے، اور آپس میں عداوت رکھنے والوں کو چھوڑے رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے دل سے عداوت نکال دیں"۔

حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِـمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ»[1] "اللہ تعالی شعبان کی پندرہویں شب خاص تجلّی فرماتا ہے، اور مشرک وچغلخور کے علاوہ سب کی بخشش فرمادیتا ہے"، لہذا ہمیں ہر اُس فعل سے بچنا لازم وضروری ہے جو ہماری بخشش ومغفرت میں رکاوٹ بنے اور رب تعالی کی ناراضگی کا سبب بنے۔

پندرہویں شب میں زیارتِ قبور سنّت ہے

جانِ برادر! اس رات قبرستان جانا بھی سنّت ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو نہ پایا، تو میں آپ کی تلاش میں نکلی، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ مدینۂ منوّرہ کے قبرستان بقیع میں ہیں، آپ نے فرمایا: «أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ؟!» "کیا تمہیں ڈر ہوا کہ اللہ اور اُس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟" میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زَوجہ کے ہاں تشریف لے گئے

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتاب إقامة الصلاة والسنّة فيه، ر: ١٣٩٠، صـ٢٣٤.

ہوں، آپ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ ﷻ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ»[1] "اللہ تعالی شعبان کی پندرہویں شب آسمانِ دنیا پر تجلّی فرماتا ہے (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے) اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے"، ہمیں بھی چاہیے اس رات قبرستان جائیں، اپنی آخرت کی فکر کریں؛ کہ یہ لوگ ہم سے پہلے دنیا سے چلے گئے اور گناہوں سے سچی توبہ کریں۔

پندرہویں شعبان کا روزہ

برادران اسلام! جہاں دیگر مہینوں اور مقدّس ایام میں روزہ رکھنے کی فضیلت ہے، وہیں ماہِ شعبان کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا بھی افضل ہیں، حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا؛ فَإِنَّ اللهَ ﷻ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: أَلَا مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ! أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ! أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ! أَلَا كَذَا...، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ»[2].

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الصوم، ر: ٧٣٩، صـ١٨٧.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب إقامة الصّلاة والسنة فيها، ر: ١٣٨٨، صـ٢٣٤.

"جب پندرہ شعبان کی رات آئے تو اس میں قیام یعنی عبادت کرو، اور دن میں روزہ رکھو، یقیناً اللہ تعالی سورج غروب ہونے سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے، اور کہتا ہے: ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ اسے بخش دوں !، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں ! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت عطا کروں ! ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا ...، اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے"۔

دعا

اے اللہ ! ہمیں ماہِ شعبان میں عبادت کرنے، اس کے آداب کا خیال رکھنے، اور گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے

حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

حسنِ اَخلاق کامیابی کا بہترین ذریعہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! یقیناً اچھے اَخلاق انبیائے کرام علیہم السلام وصدّیقین اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کی صفات میں سے ایک عمدہ خوبی اور انبیائے کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا ایک عظیم مقصد بھی ہے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا ہے: «إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ»[1] "میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ اَخلاقی اچھائیوں کو کامل ومکمل کردوں"۔

عزیز دوستو! اللہ تعالی نے اپنے نبئ برحق جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ کو قرآنِ کریم میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ

---

(۱) "السنن الكبرى" كتاب الشهادات، ۱۰/ ۱۹۲.

عَظِيۡمٍ﴾[1] "یقیناً آپ کا اَخلاق بڑی شان وعظمت والا ہے"، مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ نے حسنِ اَخلاق کو اپنانے کی ترغیب دی، تقوی و پرہیزگاری اور حسنِ اَخلاق کو جمع فرمایا، جب رسولِ کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی باتیں اکثر لوگوں کے جنّت میں جانے کا سبب بنتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «تَقْوَى الله وَحُسْنُ الْخُلُقِ»[2] "خوفِ خدا اور اچھے اَخلاق"۔

ایک اور مقام پر مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ نے فرمایا: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى خَيْرِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: أَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ»[3] "کیا میں تمہیں دنیا وآخرت والوں میں سے سب سے اچھے اَخلاق نہ بتادُوں؟! جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم کرے تم اُسے عطا کرو، اور جو تم پر ظلم کرے تم اُسے بھی مُعاف کر دو"۔

حسنِ اَخلاق کے فوائد

عزیزانِ گرامی! حسنِ اَخلاق کے فوائد کثیر ہیں، اچھے اَخلاق پر کاربند شخص سے لوگ محبت کرتے ہیں، اور ایسا شخص روزہ داروں کا مقام حاصل کرلیتا ہے،

---

(١) پ٢٩، القلم: ٤.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصِلة، ر: ٢٠٠٤، صـ٤٦٣.

(٣) "شعب الإيمان" باب في حسن الخلق، ر: ٨٣٠٠، ٦/ ٢٨١١.

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ، دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ»[1] "یقیناً آدمی اپنے اچھے اَخلاق کی بدَولت عبادت گزار روزہ دار کا مقام حاصل کرلیتا ہے"۔

میرے بزرگو! کل بروزِ قیامت میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی عمل اچھے اَخلاق ہوں گے، حضرت سیّدنا ابودَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِيْ مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ؛ فَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ»[2] "قیامت کے دن مؤمن کے ترازوئے اعمال میں اچھے اَخلاق سے زیادہ وزن دار کوئی چیز نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ تعالی بے حیائی وبدگوئی کرنے والے سے نفرت کرتا ہے"۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَوْحَى اللهُ إِلىٰ إِبْرَاهِيمَ: يَا خَلِيلِيْ! حَسِّنْ خُلُقَكَ وَلَوْ مَعَ الْكُفَّارِ، تَدْخُلْ مَدْخَلَ الْأَبْرَارِ؛ فَإِنَّ كَلِمَتِيْ سَبَقَتْ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ أَنْ أُظِلَّهُ تَحْتَ عَرْشِيْ، وَأَنْ أَسْقِيَهُ مِنْ حَظِيْرَةِ قُدْسِيْ، وَأَنْ أُدْنِيَهُ مِنْ

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٢٥٥٩٤، ٩/ ٥٥٥.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ٢٠٠٢، صـ٤٦٢.

جِوَارِيْ»[1] "اللہ تعالی نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے میرے خلیل! اگرچہ مُعاملہ کفّار کے ساتھ ہو، تم پھر بھی اپنے اَخلاق اچھے ہی رکھو؛ یہ چیز تم کو اَبرار کے زُمرے میں داخل کردے گی؛ کیونکہ جس کے اَخلاق اچھے ہوں، میں اس کے لیے پہلے ہی فرما چکا ہوں کہ اُسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا، اسے اپنی جنّت سے سَیراب کروں گا، اور اسے اپنے جوارِ رَحمت میں جگہ دوں گا"۔

میرے محترم بھائیو! جس کے اَخلاق اچھے نہیں باوجود نیک ہونے کے اُسے اچھا نہیں سمجھا جاتا، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ! فلانی عورت نماز، روزے اور صدقہ وخیرات کی کثرت کرتی ہے، لیکن وہ زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «هِيَ فِي النَّارِ» "وہ جہنمی ہے"، اُس شخص نے دوبارہ عرض کی: یا رسول اللہ! فلانی عورت کے روزے، صدقات اور نفل نمازوں میں تو کمی ہے، مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی، اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «هِيَ فِي الْجَنَّةِ»[2] "وہ جنّتی ہے"۔

---

(١) "المعجم الأوسط" باب الميم، ر: ٦٥٠٦، ٥/ ٣٧.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة، ر: ٩٦٨١، ٣/ ٤٤٢.

ایک اَور مقام پر رَحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، أَحْسَنكُمْ أَخْلَاقاً»[1] "یقیناً تم میں سے میرا زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہے"، ایک اَور مقام پر سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكم إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِساً يَوْمَ القِيَامَةِ، أَحَاسِنُكُم أخلَاقاً»[2] "یقیناً تم میں سے میرا زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے دن میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہوں"۔

میرے محترم بھائیو! ہم سب پر لازم ہے کہ اپنے پیارے نبئ اکرم ﷺ کی اس جامع ترین وصیت کو ذہن نشین کرلیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ»[3] "تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اور گناہ کے بعد فوراً کوئی نیکی کرلیا کرو؛ کہ وہ اُس گناہ کو مٹادے گی، اور لوگوں سے اچھے اَخلاق سے پیش آیا کرو!"۔

مصطفی کریم ﷺ نے حسنِ اَخلاق کو کمالِ ایمان میں سے شمار فرمایا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب ...إلخ، ر: ٣٧٥٩، صـ٦٣٢.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ٢٠١٨، صـ٤٦٥.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ١٩٨٧، صـ٤٦٠.

«أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِم»[1]

"تمام مسلمانوں میں سے ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہے، اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں"۔

عزیزانِ محترم! اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ تمام اَخلاقی کمالات وفضائل کو حاصل کرلیں، تو چاہیے کہ اپنے پیارے آقا و مولا ﷺ کی تواضُع وانکساری، آپ ﷺ کی بُردباری اور اُمہات المؤمنین کے ساتھ آپ ﷺ کے مُعاملات کا مُطالعہ کریں، سیرتِ طیّبہ کے اِن رَوشن پہلوؤں سے سبق حاصل کریں، اور اپنی عملی زندگی میں اس کو نافذ کرنے کی بھرپور کوشش کریں؛ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾[2] "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی سب سے بہتر ہے، یہ اُس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو، اور اللہ کو بہت یاد کرے"۔

حسنِ اَخلاق اللہ تعالی کی محبت کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے

جانِ برادر! حسنِ اَخلاق لوگوں اور سرکارِ دوعالَم ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کی محبت کا بھی ذریعہ ہے، سرکارِ اَبد قرار ﷺ سے جب

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الرضاع، ر: ١١٦٢، صـ٢٨٢.

(٢) پ٢١، الاحزاب: ٢١.

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اُس کا پسندیدہ ترین کون ہے ؟فرمایا: «أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً»[1] "جو اُن میں سب سے زیادہ اچھے اَخلاق والا ہے"۔

بندوں کے اچھے اَعمال میں سے حسنِ اَخلاق بھی ہے

حسنِ اَخلاق اَعمالِ صالحہ میں سے ایک اعلیٰ ترین صفت ہے، حضرت سیّدنا اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! بندے کو کونسی چیز سب سے اچھی عطا کی گئ؟ نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «خُلُقٌ حَسَنٌ»[2] "اچھے اَخلاق"۔

اچھے اَخلاق والا اچھا ہی سمجھا جاتا ہے

برادرانِ اسلام! جس کے اَخلاق اچھے ہوتے ہیں لوگ اس سے محبت کرتے اور اسے اچھا سمجھتے ہیں، نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقاً»[3] "یقیناً تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں"۔

---

(١) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه محمّد، ر: ٦٣٨٠، ٤/ ٣٩٩.

(٢) "سنن ابن ماجة" كتاب الطب، ر: ٣٤٣٦، صـ٥٨٥.

(٣) "صحيح البخاري" باب صفة النّبي ﷺ، ر: ٣٥٥٩، صـ٥٩٧.

حسنِ اَخلاق عمر میں برکت کا بھی بہترین سبب ہے

عزیزانِ گرامی! حسنِ اَخلاق کی برکت سے گھروں میں سکون رہتا ہے، اور عمر میں بھی برکت ہوتی ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «صِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرانِ الدِّيَارِ وَيَزِيدانِ فِي الأَعْمَارِ»[1] "صِلہ رِحمی، اچھے اخلاق اور اچھے پڑوس، اچھی آبادی اور عمر میں برکت کا سبب ہیں"۔

اچھے اَخلاق کی بدولت دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں

عزیز دوستو! اچھے اَخلاق کی بدولت دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾[2] "نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتے، اے سننے والے! بُرائی کو بھلائی سے ٹال، تبھی تجھ میں اور دشمن میں جو عداوت تھی، وہ ایسا ہوجائے گا جیسے گہرا دوست"۔ یعنی اپنے ذاتی مُعاملات میں بُرائی کو بھلائی سے ٹال دو، غصہ کو صبر سے، جَہالت کو علم سے، کسی کی بدسُلوکی کو مُعاف کر کے، بداَخلاقی کو خوش اَخلاقی کے ذریعے دُور کردو، اور ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، ر: ٢٥٣١٤، ٩/ ٥٠٤.

(٢) پ ٢٤، حم السجدة: ٣٤.

کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کے ہر گوشہ سے اپنی سیرت وکردار کو سنوارے، اور ہر ایک یہ جان لے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اپنے اَہل وعیال کے ساتھ کس طرح کا سُلوک فرمایا، اپنے صحابہ کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا، اور غیر مسلموں کے ساتھ آپ ﷺ کیسے پیش آتے تھے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبئ کریم ﷺ کے عظیم اَخلاق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: «كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ»[1] "اُن کے اَخلاقِ کریمہ تو گویا قرآنِ مجید کا سَراپا ہیں"۔ یعنی قرآنِ مجید ہی کے بتائے ہوئے آداب کو آپ ﷺ نے اختیار فرمایا، قرآنِ مجید کے اَحکام پر مکمل عمل پیرا رہے، قرآنِ مجید کی منع کردہ چیزوں سے ہمیشہ دُور رہے۔

اچھے اَخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ والدین سے بھلائی اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کیا جائے؛ کیونکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو اپنے ساتھ ہونے والے اچھے سلوک کے بدلے میں دوسروں سے اچھا برتاؤ کرے، بلکہ حقیقت میں حسنِ سُلوک کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تب بھی وہ اس رشتے کو قائم رکھے، پڑوسیوں سے بھلائی کرنا اور انہیں فائدہ پہنچانا بھی حسنِ اَخلاق میں سے

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، ر: ٢٤٦٥٥، ٩/ ٣٨٠.

ہے، ہر خاص وعام کو سلام اور اچھی گفتگو کرنا، کھانا کھلانا اور رات میں اس وقت بھی عبادت کرنا جب لوگ آرام کررہے ہوں، یہ سب باتیں حسنِ اَخلاق میں سے ہیں؛ کہ نبئ کریم ﷺ نے ایسے کام کرنے والے کو، سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخلے کی بِشارت دی ہے، اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا بھی حسنِ اَخلاق اور سنّتِ مبارکہ ہے، لیکن آج بہت سے لوگ اس سنّت کو بھی ترک کیے ہوئے ہیں، حالانکہ اس سے مسلمان اور اس کے گھر والوں پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

حسنِ اَخلاق یہ بھی ہے کہ اپنی بیوی سے احترام واِکرام کے ساتھ، مسکراتے چہرے اور اچھی گفتگو کے ساتھ پیش آیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِه، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي»[1] "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے، اور میں اپنے اَہل وعِیال کے لیے تم سب سے اچھا سُلوک کرنے والا ہوں"۔ اللہ تعالی ہم سب کو حسنِ اَخلاق کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا

اے اللہ! ہم تجھ سے مُعافی وعافیت اور تیری دائمی رضامندی کا سوال کرتے ہیں، ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما،

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٩٥، صـ٨٧٨.

ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطافرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

زکاۃ کی اَہمیّت اور فضلیت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بار گاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

زکاۃ کا معنیٰ ومفہوم

حضراتِ محترم! لغت میں زکاۃ کا معنیٰ ہے پاک کرنا، درست کرنا اور بڑھنا، اور شریعت میں زکاۃ کا معنیٰ، مال کا جو حصّہ شریعت نے مقرّر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی مسلمان شرعی فقیر کو اس کا مالک بنادینا۔

زکاۃ اسلام کا تیسرا رُکن ہے جو ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوا، زکاۃ کی فرضیت قرآن وسنّت اور اِجماع سے ثابت ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور جو فرضیت کو ماننے کے باوجود نہ دے وہ مستحقِ سزا ہے، اور جو اس کے دینے میں تاخیر کرے وہ گنہگار ہے، اگر کوئی قوم یا فَرد زکاۃ نہ دے تو سلطانِ اسلام ان سے زبردستی لے سکتا ہے۔

زکاۃ کس پر فرض ہے؟

زکاۃ ہر اُس عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہو، نصاب کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس ضروری حاجات سے زائد کم از کم ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی، یا اس کے برابر نقد رقم، یا اتنا مالِ تجارت ہو، اور اُس پر پورا سال بھی گزرے۔ سونا، چاندی میں زیورات بھی شامل ہیں۔

مَصارفِ زکاۃ

عزیزانِ محترم! زکاۃ کے مَصارف کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:
﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾[1] "زکاۃ تو انہی لوگوں کے لیے ہے جو محتاج اور نِرے نادار ہوں، اور جو اُسے لوگوں سے وصول کرکے لائیں، اور جن کے دلوں کو اسلام سے اُلفت دی جائے، اور گردنیں چھوڑانے (غلام آزاد کرانے) میں، اور قرضداروں کو، اور اللہ کی راہ میں، اور مسافر کو، یہ فرض کیا ہوا ہے اللہ تعالی کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

زکاۃ کے آٹھ ۸ مَصارف ہیں، جو اس آیتِ مبارکہ میں بیان ہوئے:
(۱) فقراء، (۲) مساکین، (۳) عاملینِ زکاۃ (وصولی پر مامور)، (۴) مؤلَّفۃ

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ٦٠.

القلوب (غیر مسلم جو مائل باسلام ہو)، (۵) رِقاب (غلام)، (۶) مقروض، (۷) فی سبیل اللہ، (۸) ابنِ سبیل (مسافر)۔

(۱) **فقیر:** وہ جس کے پاس کچھ ہو، مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے، یا نصاب کی قدر ہو لیکن اس کی حاجتِ اصلیہ میں شامل ہو۔

(۲) **مسکین:** وہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کا بھی محتاج ہو۔

(۳) **عاملِ زکاۃ:** وہ جسے حاکمِ اسلام کی طرف سے زکاۃ وصدَقات وصول کرنے کے لیے مقرّر کیا گیا ہو۔

(۴) **مؤلَّفۃ القلوب:** وہ غیر مسلمین جو اسلام کی طرف مائل ہوں۔

لیکن جُمہور علماء کے نزدیک اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے اسلام کو عزّت وغلبہ عطا فرمایا، لہذا اب ان غیر مسلمین کی دِلجوئی کی ضرورت نہیں رہی۔

(۵) **رقاب:** مُکاتَب غلام کو آزاد کرانے کے لیے زکاۃ دینا۔ / وہ مُکاتَب غلام جسے آزاد ہونے کے لیے بدلِ کتابت ادا کرنا ہو۔

(۶) **مقروض:** وہ جس کے پاس قرض ادا کرنے کی قدرت نہیں۔

(۷) **فی سبیل اللہ:** راہِ خدا میں مال خرچ کرنا، مثلاً وہ مجاہدین جو حاکمِ وقت کی اجازت سے جہاد کریں، اور ان کے پاس زادِ راہ نہ ہو، اِفلاس کے سبب ان کے پاس جنگی ساز وسامان بھی نہ ہو، یا وہ جو حج پہ جانا چاہے پر زادِ راہ نہ ہو۔ فی سبیل اللہ سے مراد صِرف یہی دو ۲ قسم کے لوگ نہیں، بلکہ ہر وہ کام جس میں عامّۃ المسلمین کا

فائدہ ہو، وہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے، چنانچہ وہ دینی مدارس جن میں قرآن وسنّت کی صحیح تعلیم دی جاتی ہو، دین کے سچے مبلّغ ومحقّق تیار کیے جاتے ہوں، یہ سب بھی اس میں داخل ہیں۔

(۸) ابنِ سبیل: وہ مسافر جس کا زادِ راہ ختم ہو چکا ہو، اگرچہ وہ اپنے وطن میں دَولتمند ہی کیوں نہ ہو، زکاۃ سے اُس کی مدد کی جاسکتی ہے"[1]۔

فرضیتِ زکاۃ اور قرآنِ کریم

برادرانِ اسلام! یقیناً زکاۃ کا اسلام میں بہت اعلیٰ مقام ہے، اور یہ اسلام کے فرائضِ عظیمہ میں سے ایک فرض ہے، اللہ تعالی نے زکاۃ کی اَہمیت اُجاگر کرنے کے لیے اسے نماز کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، زکاۃ کی فرضیت قرآنِ مجید کی کثیر آیات اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے خالقِ کائنات جلّ جلالہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾[2] "نماز قائم رکھو، اور زکاۃ دو"۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے فرمایا: ﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَ صَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ

---

(۱) "بہارِ شریعت" زکاۃ کا بیان، حصہ ۵، ۱/۹۲۳-۹۲۶ ملتقطاً بتصرف۔

(۲) پ ۱، البقرۃ: ٤٣.

عَلِيۡمٌ ﴾[1] "اے حبیب! اُن کے مال میں سے زکاۃ لے کر انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دیجیے، اور اُن کے حق میں دعائے خیر کیجیے، یقیناً آپ کی دعا اُن کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے"۔

ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ﴾[2] "ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں خالص اللہ ہی پر عقیدہ رکھتے ہوئے، ایک طرف کے ہو کر، اور نماز قائم کریں، اور زکاۃ ادا کریں، اور یہ سیدھا دِین ہے"۔

فرضیتِ زکاۃ اور احادیثِ نبویّہ

حضراتِ گرامی قدر! مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «اتَّقُوْا اللهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ»[3] "اپنے رب تعالی سے ڈرتے رہو، پنج وقتہ نماز ادا کیا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، اپنے مال کی زکاۃ ادا کیا کرو، اور تمہیں جو حکم ملے اس پر عمل کیا کرو، اپنے رب کی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے"۔ اُمّ المؤمنین

---

(۱) پ۱۱، التوبة: ۱۰۳.

(۲) پ۳۰، البينة: ٥.

(۳) "سنن الترمذي" أبواب الجمعة، ر: ٦١٦، صـ١٥٨.

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ»[1]

"زکاۃ دے کر اپنے اَموال محفوظ کرلو، اور صدقات دے کر اپنے بیماروں کا علاج کیا کرو"۔ یعنی زکاۃ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ مال محفوظ ہوجاتا ہے، نقصان سے بچ جاتا ہے اور مال میں مزید ترقّی ہوتی ہے، اور صدقہ دینے سے مصیبت، بیماری، دُکھ درد دور ہوتے ہیں، اور زکاۃ نہ دینے میں نقصان ہی نقصان ہے۔

زکاۃ ادا کرنے والوں کی شان میں قرآنی آیات

محترم دوستو! زکوۃ دینے والے نیک مسلمانوں کو نہ کچھ خوف ہوگا نہ کوئی رنج وغم، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾[2] "یقیناً وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی، اُن کا انعام اُن کے رب تعالی کے پاس ہے، اور نہ اُنہیں کچھ خوف ہوگا نہ کچھ غم"۔

ایک اور مقام پر زکاۃ دینے والے مؤمنوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:
﴿وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ

---

(١) "المعجم الأوسط" باب الألف، من اسمه أحمد، ر: ١٩٦٣، ١/ ٥٣٢.

(٢) پ٣، البقرة: ٢٧٧.

﴿هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ﴾[1] "میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، تو عنقریب میں نعمتوں کو اُن کے لیے لکھ دُوں گا جو مجھ سے ڈرتے اور زکاۃ دیتے ہیں، اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں"۔

حضراتِ گرامی قدر! ایک شخص نے مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنّت سے قریب اور دوزخ سے دُور کر دے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِه شَيْئاً، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ»[2] "اللہ تعالی کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکاۃ ادا کر، اور رشتہ داروں سے صلہ رِحمی کر"۔ تو معلوم ہوا کہ زکاۃ ادا کرنا بھی جنّت میں لے جانے والا کام ہے، اور اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا، یا بالکل نہ دینا عذابِ الٰہی کا باعث بن سکتا ہے۔

زکاۃ نہ دینے کے نقصانات

ایک مقام پر اللہ تعالی نے زکاۃ نہ دینے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ

---

(١) پ٩، الأعراف: ١٥٦.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ١٠٦، صـ٢٨.

﴿وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾[1]

"وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی، جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں، پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا! اب چکھو مزا اس جمع کر رکھنے کا!"۔ "یہ آیت مبارکہ زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی، جو لوگ بخل کرتے ہیں، مال کا حق ادا نہیں کرتے، زکاۃ نہیں دیتے"[2]۔

حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَا تلِفَ مَالٌ فِيْ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا بِحَبْسِ الزَّكَاةِ»[3] "خشکی اور تری میں جو بھی مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاۃ نہ دینے کے سبب ہی ہوتا ہے"۔

زکاۃ ادا نہ کرنے کا عذاب

میرے بزرگو و دوستو! زکاۃ غریب و نادار لوگوں کا حق ہے، جو لوگ اپنے مال کی زکاۃ نہیں دیتے بروزِ قیامت اُن کو سخت ندامت ہوگی، وہ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے، اور اُن کا مال سانپ کی شکل اختیار کرکے اُنہیں ڈستا رہے گا، حضرت سیّدنا

---

(١) پ١٠، التوبة: ٣٤، ٣٥.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ١٠، سورۂ توبہ، زیرِ آیت: ٣٤، ٣٤٦ ملخصاً۔

(٣) "مجمع الزوائد" كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة، ر: ٤٣٣٥، ٣/ ١٥٠.

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوِّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ! أَنَا كَنْزُكَ!».

"جسے اللہ تعالی نے مال دیا اور اُس نے مال کی زکاۃ نہیں دی، اُس کا وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنادیا جائے گا، جس کے سر پر دو کالے نشان ہوں گے، وہ سانپ قیامت کے دن اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر وہ سانپ اُس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں! میں تیرا خزانہ ہوں!"۔

اس کے بعد تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾[1]،[2] "جو بخل کرتے ہیں اُس چیز میں جو اللہ تعالی نے اُنہیں اپنے فضل سے دی ہے، وہ ہرگز اُسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے؛ کہ جس چیز میں انہوں نے بخل کیا عنقریب وہ قیامت کے دن اُن کے گلے کا طوق ہوگی"۔

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٨٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الزكاة، ر: ١٤٠٣، صـ٢٢٦.

اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے

یاد رہے کہ زکاۃ صرف پاکیزہ مال سے ہی ادا کی جاسکتی ہے، حرام مال سے دی گئی زکاۃ قابلِ قبول نہیں، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ»[1] "یقیناً اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے"۔ تو جو شخص جُوئے، شَراب، ناچ گانے، سُود و رِشوت، دھوکہ دہی، ظُلم وزیادتی کرکے، یا کسی کا حق مار کر، وغیرہ وغیرہ ناجائز وحرام طریقے اختیار کرکے مال حاصل کرے، اور پھر اس مال سے زکاۃ ادا کرے، یا دیگر کارِ خیر میں اُس مال کو لگائے، تو اس پر اُس کے لیے کوئی اجر وثواب نہیں، بلکہ حرام وناجائز کا وبال اُس کے سر رہے گا، لہٰذا اللہ تعالی کی راہ میں مال دیا جائے تو پاک وحلال مال ہی دیا جائے۔

دعا

اے اللہ! ہم سب مسلمانوں کو زکاۃ ادا کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر

---

(١) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب صلاة الاستسقاء، ٣/ ٣٤٦.

پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

آمدِ رمضان ہے

الحمد للہ ربّ العالمین، والصّلاۃُ وَالسّلامُ عَلی خَاتمِ الأنبیاءِ وَالمرسَلین وعَلی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِیْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلی یَوْمِ الدِّین، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِاللہ مِنَ الشّیطانِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰھُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَی سیِّدِنَا ومولانا وحبیبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِہِ وصَحبِہِ أجمعین.

ماہِ رمضان کی اَہمیت

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی کا کرم بالائے کرم کہ ایک بار پھر جیتے جی ہمیں رمضان المبارک کی برکتیں حاصل کرنے کا موقع عنایت فرمایا، عنقریب رمضان شریف کا مہینہ جلوہ فرما ہونے والا ہے، جس کا مسلمانوں کو سارا سال انتظار رہتا ہے، اس ایک مہینے میں مسلمان اگلے گیارہ ۱۱ ماہ کی زندگی کو شریعت کے راستے پر گزارنے کی تربیت اور اعمالِ صالحہ کی جدّوجہد کرتے ہیں، اس مبارک مہینے کو آخرت کی تیاری میں گزارتے ہیں؛ تاکہ آئندہ زندگی میں بھی رمضان شریف کی برکتوں سے مستفید ہوسکیں، یہ مبارک مہینہ نیکیوں اور بھلائیوں کا مَوسم ہے، اس ماہِ مبارک میں ہم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

﴿عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض ہوئے؛ تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے"۔

عزیزانِ گرامی قدر! روزہ تمام عبادات میں اس قدر عظیم عبادت ہے، جس کے اجر کی کوئی مثال نہیں، حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: مجھے کسی عمل کا حکم دیجیے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ»[2] "تم پر روزہ رکھنا فرض ہے کہ روزے جیسی عبادت کی کوئی مثال نہیں"۔

روزہ اِفطار کرانے کی فضیلت

حضراتِ محترم! کسی روزہ دار کو اِفطار کرانا بھی بہت عمدہ وبڑی نیکی ہے، حضرت سیّدنا زَید بن خالد جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ فَطَّرَ صَائِماً كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئاً»[3] "جو کسی روزہ دار کو اِفطار کرائے، اُسے بھی روزہ دار کی طرح

(۱) پ۲، البقرة: ۱۸۳.

(۲) "سنن النَّسائي" كتاب الصيام، ر: ۲۲۱٦، الجزء ٤، صـ۱٦۸.

(۳) "سنن الترمذي" أبواب الصوم، ر: ۸۰۷، صـ۲۰۱، ۲۰۲.

اجر وثواب دیا جاتا ہے، اور روزہ دار کے اجر وثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آتی"، لہٰذا ہمیں بھی رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی کوشش کرنی ہے۔

قیام اللیل کی فضیلت

عزیزانِ محترم! رمضان المبارک، تلاوتِ قرآن، تراویح اور قیام اللیل، یعنی راتوں میں بھی رب تعالی کی بارگاہ میں سَر بسجود ہونے کا مہینہ ہے، آقائے کائنات ﷺ نے رمضان المبارک میں تراویح وقیام اللیل کو مغفرت کے حصول، اور کثیر اجر وثواب کا ذریعہ قرار دیا، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»(۱) "جس نے ماہِ رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید سے قیام کیا، اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں"، یعنی جو مسلمان روزہ دار، فرائض وواجبات اور نمازِ تراویح، نوافل، تلاوتِ قرآن اور دیگر نیک اعمال میں وقت گزارتا ہے، اسے بخش دیا جاتا ہے۔

راتوں کی عبادت مؤمنوں کا شرف، صالحین کا طریقہ اور قربِ الٰہی کا اَہم وبہترین ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونَین ﷺ نے فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ؛ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ۳۷، صـ۹.

قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ»[1] "رات کی عبادت کو لازم پکڑ لو؛ کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی سنّت اور تمہارے رب تعالی کے قرب کا ذریعہ ہے، برائیوں کا کفّارہ اور گناہوں سے رکاوٹ کا باعث ہے"، خود رَحمتِ عالَمیان ﷺ قیام اللیل کو انتہائی پسند فرماتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: «إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ، صَلَّى قَاعِداً»[2] "رسول اللہ ﷺ رات کی عبادت کبھی ترک نہ فرماتے، یہاں تک کہ اگر بیمار یا تھکے ہوتے، تب بھی رات کا کچھ حصہ بیٹھ کر ضرور نماز پڑھا کرتے تھے"۔

ماہِ رمضان میں راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! رمضان کریم سَخاوت وراہِ خدا میں خرچ کر کے خیر وبھلائی حاصل کرنے کا بہترین مَوسم ہے، دینِ اسلام نے خاص طَور پر ہمیں رمضان المبارک میں اللہ تعالی کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے؛ کیونکہ اس ماہِ مبارک میں صدقات وخیرات کا اجر وثواب بھی زیادہ کر دیا جاتا ہے، ربِّ کریم کے خزانوں سے رَحمتوں کی خاص برسات ہوتی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٥٤٩، صـ٨٠٩.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب التطوّع، باب قيام اللّيل، ر: ١٣٠٧، صـ١٩٦.

فرماتے ہیں: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاس، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَة»[1] "رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ جَواد وسخی ہیں، آپ ﷺ کی سَخاوت سب سے زیادہ رمضان میں ہوا کرتی، جب حضرتِ سیّدنا جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی، اور وہ رمضان کی ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرکے قرآنِ کریم کا دَور کیا کرتے تھے، تواُس وقت آپ ﷺ تیز ہَوا سے بھی زیادہ خیرات فرمایا کرتے"۔

روزہ کے اَحکام وآداب

میرے بزرگو ودوستو! حضرتِ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِراً مَا عَجَّلَ النَّاسُ الفِطرَ؛ لِأَنَّ اليَهُودَ وَالنَّصارى يُؤَخِّرُوْن»[2] "جب تک لوگ اِفطار میں جلدی کرتے رہیں گے، دِین ہمیشہ غالب رہے گا؛ کیونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر سے اِفطار کرتے ہیں"۔ روزہ اِفطار کرنے میں جلدی سے مراد وقت سے پہلے اِفطار کرنا ہرگز

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ٦، صـ٢.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب الصيام، ر: ٢٣٥٣، صـ٣٤٢.

نہیں، بلکہ وقت ہوجانے پر جلدی کرنا مقصود ہے، یعنی سورج غروب ہوجانے کے بعد اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ آسمان پر ستارے ظاہر ہوجائیں۔

محترم بھائیو! حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُفطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبلَ أَن يُصَلِّيَ، فَإِن لَم تَكُن رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمرَاتٍ، فَإِن لَم تَكُن حَسَا حَسَوَاتٍ مِن مَاء»[1] "رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نمازِ مغرب ادا کرنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ اِفطار فرماتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چُھواروں یا کھجوروں سے روزہ اِفطار فرماتے، اگر وہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے تھے"۔

روزہ اِفطار کے بعد کی دعا

روزہ اِفطار کرنے کے بعد یہ دعا کریں؛ کہ سروَرِ کونین ﷺ یہ دعائیہ کلمات کہا کرتے: «اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفطَرتُ»[2] "اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، اور تیرے ہی رِزق سے اِفطار کیا"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الصيام، باب مَا يفطر عليه، ر: ٢٣٥٦، صـ٣٤٣.

(۲) "سنن أبي داود" باب القول عند الإفطار، ر: ٢٣٥٨، صـ٣٤٣.

چند اہم وضروری مسائل

رفیقانِ گرامی قدر! غسل کرنے، تیل، سُرمہ، خوشبو لگانے، کنگھی اور مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، یہ اعمال جیسے عام دنوں میں جائز ہیں، ویسے ہی روزے کی حالت میں بھی جائز ہیں، البتہ حالتِ روزہ میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال نہ کیا جائے؛ کیونکہ نا چاہتے ہوئے بھی، اس کے باریک اجزاء بسا اوقات حلق میں اُتر کر روزہ توڑ دیتے ہیں، جس طرح پانی یا دیگر چیزوں کے حلق میں اُتر جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا روزے کی حالت میں غرغرہ نہ کیا جائے، اگر خود بخود قَے آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ جان بُوجھ کر قَے نہ کی ہو، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ ذَرَعَهُ القَيءُ فَلَيسَ عَلَيهِ قَضَاء، وَمَنِ استَقَاءَ عَمَداً فَلْيَقْضِ»[1] "جسے روزے کی حالت میں بے اختیار قَے آجائے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا، لہذا اس پر قضا نہیں، اور جو جان بُوجھ کر قَے کرے اُس پر قضا لازم ہے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں رمضان شریف کی قدر کرنے، تعلیماتِ اسلامیہ کے مطابق روزہ رکھنے، تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرنے، اس ماہِ مقدّس کے

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الصيام، ر: ۷۲۰، صـ۱۸۲.

فیوض و برکات سے اچھی طرح مستفیض ہونے، اور نیک اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کی توفیق، ہمت اور جذبہ عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کواُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کواپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کواندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور

اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

رمضان المبارک اور قرآنِ کریم

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ماہِ رمضان کی برکات

عزیزانِ محترم! رمضان المبارک کا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے، یہ مبارک مہینہ نیکیوں اور بھلائیوں کا موسم ہے، اس ماہِ مبارک میں مَولی تعالی ہمارے گناہوں اور خطاؤں کی بخشش کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، اس میں ہم پر روزے فرض کیے گئے ہیں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! تم پر

(۱) پ۲، البقرة: ۱۸۳.

روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض ہوئے؛ تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے!"۔ اس ماہِ مبارک کو اللہ تعالی نے اعمالِ صالحہ، عبادات اور ثواب کی صورت میں فضائل، اور درَجات کی بلندی سے انفرادی حیثیت دی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «أَتاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللهُ ﷻ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، لله فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ»[1] "تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آگیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، اس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، تو جو اِس کی بھلائی سے محروم رہا وہ یقیناً محروم ہے"۔

ماہِ رمضان کے روزوں کی فضیلت

محترم بھائیو! روزہ ایک افضل ترین عبادت، اور اعمالِ صالحہ میں سے ایک عظیم عمل ہے، اس کی برکت سے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الصيام، ر: ٢١٠٢، الجزء ٤، صـ١٣١، ١٣٢.

فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»[1] "جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیّت سے رمضان کے روزے رکھے، اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں"۔

عزیزانِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے روزے کو اپنی طرف منسوب کرکے اسے ایک خاص اَہمیت عطا فرمائی ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: «قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ؛ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي»[2] "اللہ تعالی نے فرمایا کہ روزے کے سِوا انسان کا ہر عمل اس کے اپنے لیے ہے؛ مگر روزہ میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کی جزا دُوں گا؛ اس لیے کہ میرا بندہ اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو، صِرف میری خاطر چھوڑ تا ہے"۔ لہذا ہمیں روزوں کی برکتوں رَحمتوں سے مستفیض ہونے کی بھرپور کوشش کرنی ہے"۔

نزولِ قرآنِ کریم

محترم بھائیو! قرآنِ کریم ماہِ رمضان میں نازل ہوا، نزولِ قرآن سے متعلق ارشادِ خداوندی ہے: ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ﴾[3] "یقیناً ہم نے اسے

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ۳۸، صـ۹.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الصوم، ر: ۱۹۰٤، صـ۳۰٦.

(۳) پ۳۰، القَدر: ۱.

شبِ قدر میں اُتارا" یعنی شبِ قدر میں لَوحِ محفوظ سے آسمانِ اوّل کے بیتُ العزّت کی طرف قرآنِ کریم کا نزول ہوا۔

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ﴾[1] "یقیناً ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں اُتارا، یقیناً ہم ڈر سنانے والے ہیں"، "اس برکت والی رات سے مراد شبِ قدر ہے، اس رات میں پورا قرآن لَوحِ محفوظ سے یکبارگی آسمانِ دنیا کی طرف اُتارا گیا، پھر وہاں سے تیئیں ۲۳ برس کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضورِ اکرم ﷺ کے قلبِ اَطہر پر اُترا۔ اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جس رات قرآنِ کریم اُترا وہ رات بھی مُبارک ہے"[2]۔

حضراتِ گرامی قدر! رمضان المبارک نیکیوں اور بھلائیوں کے ساتھ ساتھ، نُزولِ قرآن پاک کا بھی مہینہ ہے، اس ماہِ مبارک میں قرآنِ پاک لَوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر لایا گیا، پھر وہاں سے رفتہ رفتہ تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں سرورِ کونَین ﷺ کے قلبِ اَطہر پر نازل کیا گیا۔ قرآنِ مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے، جسے رمضان کے مہینے میں نازل کیا گیا، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کا فرمان ہے: ﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ

---

(۱) پ ۲۵، الدُّخان: ۳.

(۲) "تفسیر نورالعرفان" پ۲۵، سورۂ دخان، زیرِ آیت: ۳، ص۷۹۰ ملتقطاً۔

﴿الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ﴾[1] "رمضان کے مہینے میں لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے قرآنِ کریم اُترا، اور فیصلے کی روشن باتیں"۔ لہٰذا اس ماہِ مبارک میں دیگر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ کثرت سے تلاوتِ قرآن بھی کرنی چاہیے۔

جانِ برادر! قرآن لوگوں کے لیے ہدایت ہے، اور اہلِ ایمان واہلِ تقویٰ کے لیے برکت ورحمت اور درجات کی بلندی کا سبب ہے، اللہ عزوجل کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۛۚ فِیۡهِ ۚۛ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ﴾[2] "وہ بلند رتبہ کتاب قرآن جس میں کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے خوفِ خدا والوں کے لیے"۔

قرآن پاک شِفا اور رحمت سامان

برادرانِ اسلام! ماہِ رمضان میں کثرت سے تلاوت وعبادت کرنی چاہیے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر عبادت فرماتے کہ پاؤں مبارک پر وَرم آجاتا، تمام رات نماز پڑھا کرتے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿طٰهٰ ۚ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی﴾[3] "اے حبیب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس

---

(١) پ٢، البقرة: ١٨٥.

(٢) پ١، البقرة : ٢.

(٣) پ١٦، طه: ١، ٢.

لیے نہیں اُتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ"۔ تلاوتِ قرآن سے دلوں کو سکون ملتا ہے، رحمتیں نازل ہوتی ہیں، قرآن سے شفاء نصیب ہوتی ہے، دُکھ درد اور غم دُور ہوتے ہیں، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾[1] "ہم قرآن میں اُتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شِفا ورحمت ہے"۔ لہٰذا ہمیں اس مبارک مہینے میں قرآنِ کریم سے لَو لگائے رکھنا ہے، اور اپنا تعلق ہمیشہ کے لیے قرآن سے مظبوط کرنا ہے۔

روزہ اور قرآن کریم کا باہمی تعلّق

سامعینِ ذی وقار! روزہ اور قرآن کریم کا آپس میں بہترین اور نرالہ تعلق یہ ہے، کہ جس طرح روزہ بروزِ قیامت بندۂ مؤمن کی شَفاعت کرے گا، اسی طرح قرآن پاک بھی اپنے پڑھنے والے کی شَفاعت کرے گا، جیسا کہ اللہ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَة، يَقُولُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ! مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَار، فَشَفِّعْنِي فِيه، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفِّعْنِي فِيه» "روزہ اور قرآنِ کریم بروزِ قیامت بندے کی شَفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا: اے ربِ کریم! میں نے تیرے بندے کو دن میں کھانے اور خواہشات کی پیروی سے روکے رکھا، اس کے حق میں میری

---

(۱) پ۱۵، بني اسرآءيل: ۸۲.

سفارش قبول فرما! قرآنِ کریم کہے گا کہ میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، اس کے حق میں میری شَفاعت قبول فرما"۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «فَيُشَفَّعَانِ»[1] "دونوں کی شَفاعت قبول کی جائے گی"۔

عزیزانِ محترم! روزہ اور قرآنِ کریم کا ایک خوبصورت تعلق یہ بھی ہے، کہ روزہ انسان کی جان وصحت کا ایک بہترین ذریعہ ہے، جبکہ قرآنِ کریم دل کو تازگی بخشتا اور فکر کو نکھارتا ہے، قرآنِ کریم تلاوت کرنے والے کو اس کے عظیم مَعانی اور معرفت تک رَسائی حاصل کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے، اس کے مَعانی سمجھنے، اور اس میں غور وفکر کرکے اس سے قیمتی موتی چننے کا حکم فرمایا ہے؛ تاکہ ہم اس عظمت والی کتاب کے نزول کا مقصد حاصل کر سکیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[2] "یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری برکت والی؛ تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں"۔

جس مسلمان نے ماہِ رمضان کے روزے تقوی وپرہیزگاری کے ساتھ پورے کیے، قرآنِ کریم سمجھ کر پڑھا، اس میں غور وفکر کیا، اور زندگی اسلامی تعلیمات

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عمرو، ر: ٦٦٣٧، ٢/ ٥٨٦.

(٢) پ٢٣، ص: ٢٩.

کے مطابق گزاری، تو یقیناً دنیا و آخرت کی کامیابی اس کا مقدّر ہے، جب اس دارِ فانی سے کوچ کرے گا تو خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ اسے انعام و اِکرام سے نوازے گا، جس کا ذکر اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا: ﴿ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴾[1] "یقیناً پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب تعالی کے پاس چین وآرام کے باغ ہیں"۔ اس ماہِ مبارک میں تلاوتِ قرآن، صدقہ وخیرات اور قیامُ اللیل کے لیے دل مائل ہوجاتا ہے، اس ماہِ مبارک میں مَولیٰ تعالیٰ ہمارے گناہوں اور خطاؤں کی بخشش کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، لہٰذا جتنا زیادہ ہوسکے تلاوتِ قرآن کی کثرت کرکے برکتوں کو سمیٹنا ہے، پروردگارِ عالَم جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴾[2] "قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اُتنا پڑھو"۔

تلاوتِ قرآن پاک کی فضیلت

عزیزانِ گرامی! قرآنِ کریم وہ یکتا وعالی شان کتاب ہے جس کے ایک حرف پڑھنے پر دس ۱۰ نیکیاں ملتی ہیں، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ الله فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرَةِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ

---

(۱) پ۲۹، القلم: ٣٤.

(۲) پ۲۹، المزمل: ۲۰.

حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ»[1] "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے اس کے عوض ایک نیکی ہے، اور ایک نیکی کا ثواب دس ۱۰ گنا ہوتا ہے، میں نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں قرآن وسنّت کے مطابق روزہ رکھنے، اور اس ماہِ مقدّس کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، کثرت سے تلاوتِ قرآن کی توفیق عطا فرما، ہمیں عملِ صالح کی توفیق اور شکر کی دَولت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب فضائل القرآن، ر: ٢٩١٠.

کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!

رمضان شریف اور فلاحِ آخرت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

تقویٰ وپرہیزگاری کامیابی کا بہترین ذریعہ

عزیزانِ محترم! رمضان المبارک کا مہینہ برکتوں، رَحمتوں اور کامیابیوں کے حصول کا مہینہ ہے، اس ماہِ مبارک میں ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ بجالائیں، گناہوں سے بچتے رہیں؛ کہ یہ کامیابی کا ایک اہم ذریعہ ہے، دنیاوالوں کی نظر میں کامیاب انسان وہ ہے جس کے پاس کثیر مال ودَولت اور دنیاوی نعمتوں کی فراوانی ہو، لیکن اللہ تعالی کے نزدیک کامیاب وہ ہے جو تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرے، اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے تقویٰ وپرہیزگاری کو فضیلت وشرف اور کامیابی وکامرانی کا مِعیار قرار دیا ہے،

اللہ ربّ العالمین کافرمان ہے: ﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ﴾[1] "یقیناً اللہ تعالی کے ہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے"، ربِّ کریم نے کثیر آیاتِ مبارکہ میں تقوی کی فضیلت کو بیان فرمایا، تقوی کی بدَولت انسان اعلیٰ مرتبہ پر فائز اور معزّز و مکرّم ہو جاتا ہے، اللہ تعالی اور سلطانِ دوعالَم ﷺ کا محبوب بن جاتا ہے۔

عزیز دوستو! جس طرح مسافر راستے کی پریشانیوں و تکالیف سے بچنے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لیے اپنے ساتھ ضرورت کا سامان رکھتا ہے، اسی طرح انسان کو چاہیے کہ آخرت کے سفر کے لیے تقویٰ و پرہیزگاری کا توشہ و سامان اپنائے؛ تاکہ دنیا وآخرت میں کامیابی مقدّر ہو، اَیسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالی کی مدد ہوتی ہے، پروَردِگارِ عالَم جَلّ جلالُہ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾[2] "یقیناً اللہ تعالی اُن کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں"، لہٰذا کامیاب و کامران وہی ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرے، یہی چیز دارَین کی سعادتمندی کا سبب اور بہترین زادِ راہ ہے، فرمانِ خداوندی ہے: ﴿ وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْأَلْبَابِ ﴾[3] "توشہ (سامان)

---

(١) پ٢٦، الحجرات: ١٣.

(٢) پ١٤، النحل: ١٢٨.

(٣) پ٢، البقرة: ١٩٧.

ساتھ لے لو؛ کہ سب سے بہتر توشہ پرہیز گاری ہے، اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو"، یعنی مسافر کو چاہیے کہ تقویٰ پرہیز گاری کا توشہ و سامان بھی ساتھ لے، تو دنیاوی زندگی بھی کامیابی و کامرانی اور خیر وعافیت سے گزرے گی۔

رمضان المبارک کے روزے فرض کرنے کا سبب بھی تقویٰ و پرہیز گاری کا حصول ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾[1] "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض ہوئے تھے؛ تاکہ تمہیں پرہیز گاری ملے"۔ لہٰذا ہر ایک پر دیگر اعمالِ صالحہ، تلاوتِ قرآن اور فرائض ونوافل کی کثرت کے ساتھ ساتھ، روزوں کی پابندی بھی ضروری ولازمی ہے۔

ماہِ رمضان حسنِ سُلوک کا مہینہ ہے

برادرانِ اسلام! رمضان کریم کا مہینہ اپنے اَہل وعیال، رشتہ دار، عزیز واَقارب، پڑوسیوں اور دیگر تمام مسلمانوں سے اچھا سلوک کرنے کا مہینہ ہے، اس مہینے میں نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، نوافل کی کثرت اور دیگر اَعمالِ صالحہ کی زیادتی کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا سے اچھا سلوک وبرتاؤ کرنا بھی ضروری ہے، جن لوگوں کے دل زیورِ تقویٰ وپرہیز گاری کی آراستگی کے ساتھ ساتھ، خلقِ خدا سے اِحسان وخیر خواہی

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۸۳.

کے جذبات سے معمور ہوتے ہیں، وہ اللہ ورسول کے محبوب وپیارے ہوتے ہیں، فرمانِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے: ﴿وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾[1] "نیکی وبھلائی کرنے والے ہوجاؤ! یقیناً بھلائی کرنے والے اللہ تعالی کے محبوب ہیں"۔ لوگوں سے اچھے اَخلاق سے پیش آنا، اچھی گفتگو کرنا، بہترین عمل اور حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا﴾[2] "لوگوں سے اچھی بات کہو" یعنی جب تمہیں کوئی سلام کرے، تم سے گفتگو کرے، تو اسے اچھا جواب دو، اور اگر کوئی برائی سے پیش آتا ہے تو اس مہینے میں اس سے بھی حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آؤ، درگزر کرو، بُرائی کو بھلائی سے ٹال دو، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ﴾[3] "سب سے اچھی بھلائی سے بُرائی کو دُور کردو"، یعنی بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ وہ خصوصًا رمضان کی ان مبارک ساعتوں میں توحید سے شرک کو دور کرے، تقویٰ وطہارت سے گناہوں کو دور کرے، بھلائی سے برائی کو دور کرے، دلائل سے اعتراض کو دور کرے، رحم وکرم سے لوگوں کی سختی کو دور کرے، اپنے علم وعمل سے جہالت کے اندھیرے کو دور کرے اور اپنے اخلاقِ حسنہ سے دوسروں کی بداَخلاقی کو دور کرے۔

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۹۵.

(۲) پ۱، البقرة: ۸۳.

(۳) پ۱۸، المؤمنون: ۹٦.

رمضان المبارک نیکی اور صلہ رحمی کا مہینہ ہے

رفیقانِ مَن! رمضان المبارک نیکی وبھلائی کا بہت ہی اچھا موقع ہے، اس میں سخاوت اور اللہ تعالی کی راہ میں مال خرچ کرکے خیر ورِضائے الٰہی حاصل کی جائے، دینِ اسلام نے ہمیں رمضان کریم کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے، اس ماہِ مبارک میں صدقات وخیرات کا اجر وثواب زیادہ اور برکات کثیر ہوتی ہیں، ربّ تعالی کے خزانوں سے رَحمتوں کی چھماچھم بارش برستی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: «كَانَ رَسُولُ الله ﷺ أَجْوَدَ النَّاس، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِيْ رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ الله ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ»[1] "رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ جواد وسخی ہیں، اور آپ کی سَخاوت سب سے زیادہ رمضان شریف میں ہوا کرتی، جب حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام سے بار بار ملاقات ہوتی، اور وہ رمضان کی ہر رات آپ سے ملاقات کرکے قرآنِ کریم کا دَور کیا کرتے تھے، اُس وقت آپ ﷺ تیز ہَوا سے بھی زیادہ خیرات فرمایا کرتے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ٦، صـ٢.

رمضان شریف زیادہ عبادت کرنے کا مہینہ ہے

محترم روزہ دار بھائیو! ماہِ رمضان المبارک تراویح وقیام اللیل، یعنی راتوں میں بھی ربّ تعالی کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ سَر بَسجود ہونے کا مہینہ ہے، آقا کریم ﷺ نے ماہِ رمضان میں تراویح وقیام اللیل کو مغفرت کے حصول اور اجر وثواب کی زیادتی کا سبب قرار دیا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»[1] "جس نے ماہِ رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیّت سے قیام کیا، اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں"، یعنی جو مسلمان روزہ دار نمازِ تراویح، نوافل وتہجد، تلاوتِ قرآن، اور دیگر نیک اعمال میں وقت گزارتا ہے، اُسے بخشش کا پروانہ عطا کر دیا جاتا ہے، رمضان کی راتوں کو غفلت وسستی اور فضولیات کی نذر کرنے کے بجائے عبادت میں گزاریں؛ کہ رات کی عبادت مؤمنوں کا شرف، صالحین کا طریقہ اور قربِ الٰہی کا اَہم ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ؛ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ،

---

(١) "صحيح البخاري" باب تطوّع قيام رمضان من الإيمان، ر: ٣٧، صـ٩.

وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ»[1] "تمہیں چاہیے کہ قیام اللیل ضرور کیا کرو؛ کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ اور قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، برائیوں کا کفّارہ اور گناہوں سے رُکاوٹ کا باعث ہے"۔

خود رَحمتِ عالَمیان ﷺ قیام اللیل کو انتہائی پسند فرماتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: «إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ، أَوْ كَسِلَ، صَلَّى قَاعِداً»[2] "رسول اللہ ﷺ کبھی تہجد ترک نہ فرماتے، یہاں تک کہ جب بیمار یا تھکے ہوتے، تب بھی بیٹھ کر پڑھا کرتے"۔ لہٰذا ہمیں بھی اس مبارک مہینے کے مختصر وقت میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی ہے؛ کہ یہ مہینہ زیادہ عبادت کرنے کا ہے۔

عزیزانِ گرامی! اس مبارک مہینے میں مستحقین کی مدد کرکے، ان کی ضروریات پوری کرکے، ان کے رنج وغم دُور کرنے کی کوشش کی جائے، رمضان میں روزے، عبادات، تلاوت اور دیگر نیک اعمال، صِلہ رِحمی، صدقہ وخیرات کرکے فقیروں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کی حاجت رَوائی کی جائے؛ کہ سخاوت نہایت ہی

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٥٤٩، صـ٨٠٩.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب التطوّع، باب قيام اللّيل، ر: ١٣٠٧، صـ١٩٦.

بہترین عمل ہے، لہٰذا مستحق وحاجتمند عزیزواَقارب کی اِعانت کا بطورِ خاص اہتمام ہونا چاہیے، اس کا اَجروثواب بھی زیادہ ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں رمضان المبارک جو نزولِ قرآن، رَحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے، اس میں ہمیں زیادہ سے زیادہ حسنِ سلوک، نیکی وصلہ رِحمی کا مُظاہرہ کرنے، تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرنے، اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق، ہمت اور جذبہ عطا فرما، ہمیں رمضان کی برکتیں نصیب فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

رمضان دعا کا مہینہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

دعا عبادت کا مغز ہے

عزیزانِ محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل ہے، کہ ماہِ رمضان کے پُر کیف لمحات ومبارک ساعتیں ہمارے درمیان موجود ہیں، یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس کی ہر ہر ساعت میں اللہ عزّوجلّ دعائیں قبول فرماتا ہے، ہمیں اس مبارک مہینے کو غنیمت جانتے ہوئے خالقِ کائنات جلّ جلالہ کی حمد وثنا اور نبئ کریم ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجتے رہنا چاہیے، اور اپنی بخشش ومغفرت کی دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔ دعا کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے، کہ قرآن وحدیث میں متعدّد مقامات پر اس کی اَہمیّت اُجاگر کی گئی ہے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ اپنے بندۂ مؤمن کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے، پکارنے پر جواب دیتا ہے، مانگنے پر عطا کرتا ہے، دعا ہمیشہ کرتے رہنا

چاہیے، بارگاہِ الٰہی میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے، دعا کی قبولیّت کا ظہور دنیا میں بھی ہوتا ہے، کبھی آخرت میں اس کا اَجر و ثواب دیا جاتا ہے، یا پھر دعا کی برکت سے بندے کے گناہ مُعاف کر دیے جاتے ہیں۔ دعا کا حکم دیتے ہوئے ربِّ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[1] "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا!"۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی بندوں کی دعائیں اپنی رَحمت سے قبول فرماتا ہے، اور قبولیّت کے لیے چند شرطیں ہیں: دعا میں اِخلاص ہو، دل اللہ تعالی کے سِوا کسی اَور طرف مشغول نہ ہو، دعا کسی ناجائز چیز پر مشتمل نہ ہو، اللہ تعالی کی رَحمت پر یقین ہو، اور شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا کی پَر قبول نہیں ہوئی، جب اِن شرائط کے ساتھ دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے"[2]۔

سامعینِ ذی وقار! حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «لَيْسَ شَيءٌ أَكْرَم عَلَى الله تَعَالى مِنَ الدُّعَاءِ»[3] "اللہ تعالی کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ تر نہیں"۔

---

(١) پ٢٤، المؤمن: ٦٠.

(٢) "خزائن العرفان" پ٢٤، سورۃ المؤمن، زیرِ آیت: ٦٠، ص٨٥٤۔

(٣) "سنن الترمذي" كتاب الدعوات، ر: ٣٣٧٠، صـ٧٧٠.

اگر بندہ چاہتا ہے کہ رب تعالی اس کی دعائیں قبول فرمائے، تو چاہیے کہ اللہ ورسول کا حکم مانے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾[1] "اے حبیب! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں، تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے، تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں؛ تاکہ راہِ راست پائیں!"۔

دعا ہر وقت کارآمد اور نفع بخش ہے، لہٰذا اکثر اوقات دعا کرتے رہنا چاہیے، کہ دعا کو عبادت کا مغز و نچوڑ بھی کہا گیا ہے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَة»[2] "دعا عبادت کا مغز ہے"، یعنی دعا عبادت کا نچوڑ ہے۔ حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «إنَّ الدُّعاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ»[3] "یقیناً دعا عبادت ہی ہے"، لہذا دعا کرتے رہنا چاہیے، اس میں سستی وغفلت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

---

(١) پ٢، البقرة: ١٨٦.

(٢) "سنن الترمذي" كتاب الدَّعوات عن رسول الله ﷺ، ر: ٣٣٧١، صـ٧٧٠.

(٣) "سنن ابن ماجه" كتاب الدُّعاء، باب فضل الدُّعاء، ر: ٣٨٢٨، صـ٦٤٥.

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

محترم بھائیو! اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا کی تاثیر سے تقدیر بدل سکتی ہے، دعا انسان کی تقدیر بدل دیتی ہے، دعا سے بڑی بڑی مشکلیں ٹل جاتی ہیں، رَحمتِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ»[1] "دعا قضا کو ٹالتی، اور نیکی عمر میں اِضافہ کرتی ہے"۔ تقدیر کا بعض صورتوں میں رَدّ وبدل ممکن ہے، والدَین کی خدمت، صدقہ وخیرات، دیگر نیک اعمال اور دعاؤں سے اللہ تعالی تقدیر بدل دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾[2] "اللہ تعالی جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے، اور اصل لکھا ہوا تو اُسی کے پاس ہے"۔ لہٰذا ہمیں کثرت سے دعا کرتے رہنا ہے، اور دعا میں غفلت وسستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

قبولیتِ دعا کے بعض خصوصی اَوقات

حضراتِ گرامی قدر! دعا اللہ تعالی اور بندے کے درمیان ایک خاص تعلق ہے، اس میں بندہ اپنے معبود سے براہِ راست اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے، اپنی مشکل کا اِظہار کرتا ہے، اپنے گناہوں کی مُعافی مانگتا ہے، بخشش کی درخواست کرتا ہے، جو کچھ

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب القَدر، ر: ٢١٣٩، صـ٤٩٢.

(٢) پ١٣، الرعد: ٣٩.

دل میں ہوتا ہے وہ سب اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے، یا پھر دل ہی دل میں عرض وگزارش جاری رہتی ہے، وَیسے تو کسی بھی وقت دعا کی جا سکتی ہے، لیکن بعض اَوقات ومقامات اَیسے ہیں جن میں دعا جلد اور ضرور قبول ہوتی ہے، ان مخصوص اَوقات ومقامات میں اللہ تعالی کی رَحمت وعنایت کی خاص امید کی جاتی ہے، دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت رات کا آخری حصہ ہے، اللہ تعالی نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو عشاء کی نماز پڑھ کر سوتے، پھر تہجد پڑھتے اور تَوبہ واِستغفار کرتے ہیں: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾[1] "وہ رات میں کم سویا کرتے، اور انتہائے شب میں استغفار کرتے تھے"، نیک لوگ رات کے تھوڑے حصہ میں سوتے ہیں، بقیہ رات تہجد وشب بیداری میں گزارتے، توبہ واستغفار اور دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وقتِ سحر استغفار ودعا کے لیے بہت مَوزُوں، مصیبت کا دَفیعہ، اور رِزق میں برکت کا ذریعہ ہے، اسی طرح وقتِ اِفطار، فرض نماز کے بعد، اذان واِقامت کے درمیان، دَورانِ بارش، مبارک راتوں میں، اور عیدَین وجمعہ میں خصوصیّت کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

---

(١) پ٢٦، الذّٰريٰت: ١٧، ١٨.

قبولیتِ دعا میں رُکاوٹ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! انسان جب بھی اپنے رب تعالی سے دعا کرے، وہ ضرور سنتا ہے، لیکن بعض اُمور اَیسے ہیں جن کے سبب دعا قبول نہیں ہوتی، جن میں سے ایک سبب غفلت ولاپرواہی بھی ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ»[1] "جان لو! اللہ تعالی غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا"۔ دعا کے ذریعے انسان اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اُس سے ہم کلام ہوتا ہے، لہٰذا دَورانِ دُعا غفلت، سُستی اور لاپرواہی سے گریز کرے۔

اس کے علاوہ گناہ وحرام اور ناجائز کام، قطع رِحمی، نااُمیدی ومایوسی بھی قبولیّتِ دعا کی راہ میں رُکاوٹ ہیں، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزَالُ يُستَجابُ لِلعَبْد، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ» "جب تک بندہ گناہ کی، یا قطعِ رِحم کی دعا نہ کرے، اور قبولیّت میں جلد بازی نہ کرے، اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے"، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ والئ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ، وَيَدَعُ

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٤٧٩، صـ٧٩٤.

الدُّعَاءَ»[1] "بندہ کہے کہ میں نے بہت دعا کی، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی، پھر بالآخر ناامید ہوکر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے"۔

اس کے علاوہ بے توجّہی، رِیاکاری، خورد ونوش ودیگر ضروریاتِ زندگی میں حرام کا استعمال، یا ذریعۂ آمدنی کا حرام کاموں پر مشتمل ہونا بھی قبولیّتِ دعا میں بہت بڑی رُکاوٹ ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ وَلَا يُقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ» "اے لوگو! اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے، اور اللہ تعالی نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا جو اپنے رسولوں کو دیا"، فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾[2] "اے میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو، میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں"، مزید فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾[3][4] "اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں،

---

(۱) "صحيح مسلم" كتابُ الذكر والدعاء، ر: ٦٩٣٦، صـ١١٨٦.

(۲) پ١٨، المؤمنون: ٥١.

(۳) پ٢، البقرة: ١٧٢.

(٤) "سنن الترمذي" أبوابُ تفسير القرآن، ر: ٢٩٨٩، صـ٦٧٢.

اور اللہ کا اِحسان مانو اگر تم اُسی کے بندے ہو!"۔ تو معلوم ہوا کہ جو چیزیں دعا کی قبولیّت میں رُکاوٹ بنتی ہیں، اُن سے بچتے رہنا بھی ہر ایک پر لازم وضروری ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں رمضان المبارک کے مہینے میں عبادات وبھلائی والے کاموں کی کثرت کرنے، اور رمضان کے شب وروز عبادات کے ذریعے زندہ رکھ کر تیری رَحمتیں سمیٹنے کی سعادت عطا فرما، تقوی وپرہیز گاری اختیار کرنے، اس مہینے کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے اور اَعمالِ صالحہ پر ہمیشگی اختیار کرنے کی توفیق، ہمت اور جذبہ عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بھلائی، عافیت اور دنیا وآخرت کی خیر وبرکت نصیب فرما، دعا کی توفیق وہمت عطا فرما، ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری دنیا وآخرت آسان وبہترین بنا۔

دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

ماہِ رمضان اور نیکیوں پر دَوام

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

محترم روزے دار بھائیو! آج رمضان کے مہینہ کا آخری جمعہ ہے، اب یہ نیکیوں بھرا مہینہ عنقریب ہم سے رخصت ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے جسے اس مبارک مہینے میں اپنی اطاعت وبندگی کی توفیق دی، اس نے دن میں روزہ رکھا، رات میں قیام کیا، قرآنِ کریم کی تلاوت میں مشغول رہا، اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کی اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کی، تقوی اختیار کیا اور ایمان کی تجدید کی، تو اسے مبارک ہو کہ اس نے مغفرت وقبولیت کو پالیا۔

ماہِ رمضان کی برکات

اس مبارک مہینے کی برکات میں سے یہ بھی ہے کہ بندے کو نیک عمل پر ہمیشگی ملے، اور رمضان کے بعد اس پر استقامت کی توفیق مل جائے، اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ﴾[1] "یقیناً وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں؛ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اس جنّت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا"۔

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی کو رب ماننے کے معنی یہ ہیں، کہ اس کے تمام نبیوں کو بھی برحق مانے، نیز رب تعالی کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کرے، اس کی طرف سے راحتوں پر شکر ادا کرے، مرتے دم تک اس کے اَحکام پر اِخلاص کے ساتھ عمل کرتا رہے، رنج و خوشی، راحت و تکلیف میں اس کے دروازے سے نہ ہٹے، دنیا میں ہر مصیبت کے وقت ایسے لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں، جو اُن کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں، جنہیں سکینہ کہا جاتا ہے۔ ربِّ کریم فرماتا ہے: ﴿ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ﴾[2] "پھر اللہ تعالی نے اپنی طرف سے تسکین اُتاری اپنے رسول پر"، مَوت کے وقت، جس سے جاں کنی کی سختی محسوس نہیں ہوتی، اور قبر میں حشر میں بِشارت دیتے ہیں کہ نہ آئندہ سے ڈرو، نہ گزشتہ پر غم کرو! تمہاری دنیا بھی اچھی آخرت بھی اچھی، تمہیں جنّت عطا ہوگی، یہ بشارت مؤمن کو

---

(١) پ٢٤، حم السجدة: ٣٠.

(٢) پ١٠، التوبة: ٢٦.

مرتے وقت ہی دے دی جاتی ہے، جس سے اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے! بعض کو دنیا میں ہی یہ بشارت مل جاتی ہے"[1]۔

نیک عمل پر استقامت مقرّبین کی عمدہ صفت ہے

عزیزانِ گرامی! نیکی پر ہمیشگی نیک لوگوں کا طریقہ، پرہیزگاروں کی خصوصیت اور مقرّبین کی عمدہ صفت ہے، یہ مسلمان کے لیے لغزشوں سے حفاظت اور اس کے عیبوں کے لیے بچاؤ ہے، حضرت سیّدنا سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑے رکھوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «قُلْ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ»[2] "کہو کہ میرا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہو!"۔

عزیزانِ محترم! سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک عمل پر ہمیشگی اختیار فرماتے تھے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا عَمِلَ عَمَلاً، أَثْبَتَهُ»[3] کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی کام کرتے تو اس پر ہمیشگی اختیار کرتے"، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: «أَحَبُّ

---

(۱) "نور العرفان" پ۲۴، سورہ حم السّجدہ، زیرِ آیت: ۳۰، ص۷۶۵، بتصرف وملتقطاً۔

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الزهد، ر: ۲٤۱۰، صـ٥٤٩.

(۳) "صحيح مسلم" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ر: ۱۷٤٤، صـ۳۰۳.

الْعَمَلِ إِلَى اللهِ، مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، وَإِنْ قَلَّ»[1] "اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے، خواہ وہ مقدار میں کم ہو"۔ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کے فضل واحسان کا اعتراف ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ رات کو قیام فرماتے، تو سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتیں: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس قدر عبادت کرتے ہیں، حالانکہ آپ کے سبب آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخشے گیے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: «يَا عَائِشَةُ! أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْداً شَكُوْراً؟»[2] "اے عائشہ! کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنو؟!"۔

محترم بھائیو! جس نے بھلے کام پر ہمیشگی اختیار کی وہ نَجات پا گیا، وہ دنیا میں بھی سعادتمند ہوا، آخرت میں بھی جنّت اس کا مقدّر ہوگی، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[3] "جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان، تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جِلائیں گے، اور ضرور انہیں ان کا اجر دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں"۔ یعنی مرد ہو یا عورت،

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصيام، ر: ٢٧٢٣، صـ٤٧٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، ر: ٧١٢٦، صـ١٢٢٧.

(٣) پ١٤، النحل: ٩٧.

جو قناعت اختیار کرے اور رب تعالیٰ کی عطا پر ہمیشہ راضی رہے وہ کامیاب ہے، مؤمن غریب بھی ہو تو آرام سے ہے، کافر مالدار بھی تکلیف میں ہے؛ کہ وہ ہوَس کا مارا ہے، جبکہ مؤمن قناعت پسند ہوتا ہے، اس آیتِ مبارکہ سے پتا چلا کہ نیک لوگوں کا انجام بھی اچھا ہوتا ہے، جو دنیا میں بھی ملتا ہے، اور آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکیزہ زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک اعلیٰ نعمت ہے۔

میرے بزرگو ودستو! انسان کو چاہیے کہ ایسی راہ پر چلے اور ایسے اعمال بجا لائے؛ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو وہ اس سے راضی ہو، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق فرائض، سنتیں اور نوافل کی ادائیگی پر ہمیشگی اختیار کریں، امّ المؤمنین حضرت سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ انہوں نے تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لله كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ»[1] "جو مسلمان بندہ روزانہ اللہ تعالیٰ کے لیے بارہ ۱۲ رکعت ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا"۔ اس سے مراد پانچ ۵ نمازوں کی سننِ مؤکّدہ ہیں۔

برادرانِ اسلام! نوافل میں افضل ترین نماز تہجد ہے، اگرچہ روزانہ صرف دو ۲ رکعت ہی تہجد ادا کرلی جائے، رمضان کے بعد بھی عبادت کا سلسلہ جاری رہنا

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب صلاة المسافرين وقصرها، ر: ١٦٩٦، صـ٢٩٥.

چاہیے، ہر ماہ اپنی طاقت کے مطابق تین ۳ یا اس سے زیادہ روزے رکھے جائیں، سرکارِ دوعالم ﷺ نے رمضان کے بعد شوّال کے چھ ٦ روزوں کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»[١] "جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوّال کے چھ ٦ روزے رکھے، وہ ایسا ہے جیسے ہمیشہ روزے رکھنے والا"۔

ہمیں چاہیے کہ عبادات، اعمالِ صالحہ اور ذکر واذکار پر ہمیشگی اختیار کریں؛ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ ملأِ اعلیٰ میں ذکر فرماتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾[٢] "تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا"، اور اللہ تعالیٰ حدیثِ قدسی میں ارشاد فرماتا ہے: «فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِه ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي»[٣] "اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں"، یعنی مجھے زبان سے، دل سے اور اپنے اعضاء سے یاد کرو۔

"مجھے یاد کرو" میں سب عبادتیں آگئیں، یعنی تم مجھے اپنی زندگی میں یاد کرو، میں تمہیں تمہاری مَوت کے بعد بھی یاد کروں گا، تم مجھے توبہ کرکے یاد کرو، میں

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصيام، ر: ٢٧٥٨، صـ٤٧٩.

(٢) پ٢، البقرة: ١٥٢.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ٧٤٠٥، صـ١٢٧٤.

تمھیں تمھاری مغفرت کر کے یاد کروں گا، تم مجھے خلوَت میں یاد کرو، میں تمھیں جلوَت میں یاد کروں گا، رات ودن کے اوقات میں ہر حال میں تسبیح واستغفار، قرآنِ کریم کی تلاوت مسلمان کے لیے دنیا میں نور اور ذخیرۂ آخرت ہے، والدین سے حسنِ سلوک، رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ، پڑوسیوں سے بھلائی، نیکی کا حکم، محتاجوں کی مدد، لوگوں کی حاجت روائی، اور انہیں خوشی پہنچانا، یہ سب نیکی وبھلائی کے کام ہیں، جو قربِ الٰہی کا سبب ہیں۔

حضراتِ گرامی! خالقِ کائنات جَلّ جلالہ نے رمضان المبارک کے بعد عید الفطر کا تحفہ عطا فرمایا، جس میں صدقہ وخیرات اور بطورِ خاص صدقۂ فطر کی تاکید فرمائی ہے، جو روزہ دار کے گناہوں کی طہارت کا ذریعہ اور فقراء ومساکین کی مدد ہے، صدقۂ فطر کی مقدار رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مقرّر فرمادی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے: «فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثٰى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ»[1]

"رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صدقۂ فطر لازم فرمایا ہے کہ ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جَو ہر غلام اور آزاد، مرد اور عورت چھوٹے اور بڑے مسلمان کی طرف سے، اور حکم

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الزكاة، ر: ١٥٠٣، صـ٢٤٤، ٢٤٥.

فرمایا کہ اسے لوگوں کے نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے ہی ادا کر دیا جائے"۔
صدقۂ فطر شہر کی غالب اکثریت کی غذا کے اعتبار سے نکالا جاتا ہے، جس کی نقد قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

دعا

اے اللہ! آخری عشرے کی ان بقیہ ساعتوں میں عبادت پر ہماری مدد فرما، ہمیں رمضان کے بعد بھی اسی طرح ذَوق وشَوق کے ساتھ عبادت کی توفیق عطا فرما، ہمیں نیک اعمال کی توفیق اور اس پر ہمیشگی عطا فرما، ہمارے نیک اعمال کو درجۂ قبولیت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور

اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مؤمن کی عمدہ صفات

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! ایک اچھا مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت ہی اعلیٰ شان کا مالک ہوا کرتا ہے، انتہائی عمدہ صفات واَخلاق، ایمان، عبادت اور اپنے اچھے مُعاملات وکردار میں یکتا ہوتا ہے، اس کا راستہ نمایاں اور دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی والا راستہ ہوتا ہے، سچا مؤمن اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، تمام آسمانی کتابوں، تمام رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور اچھی وبُری تقدیر کے اللہ تعالی طرف سے ہونے پر مکمل ایمان رکھتا ہے، ہر حال میں اپنے ربِ کریم ہی کی بارگاہ میں پناہ لیتا ہے، اسی کی عبادت کرتا ہے، اسی کے حبیبِ کریم جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اقتداء وپیروی کرتا ہے، ان کی سنّت کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا ارشادِ پاک ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

﴿لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾[1] "یقیناً تمہیں رسولُ اللہ کی پیَروی بہتر ہے، اُس کے لیے جو اللہ وروزِ قیامت کی امید رکھتا ہو، اور اللہ کو بہت یاد کرے"۔ یعنی نبیٔ رحمت شفیعِ اُمّت ﷺ کی زندگی مبارکہ ساری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ ہے، جس سے زندگی کا کوئی شعبہ خارج نہیں، اللہ ربُّ العالمین نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی زندگی کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا، لہٰذا کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، جینا مرنا سب کچھ، سرکارِ دوعالم ﷺ کے نقشِ قدم پر ہوجائے، تو یہ سارے کام عبادت میں شمار ہو کر، باعثِ اجر وثواب ہوجایا کرتے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں آقائے دوجہاں ﷺ کی پیَروی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتا ہو، اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو، جس مؤمن میں مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی اتّباع، اللہ تعالیٰ سے امیدِ کامل، اور ربّ تعالیٰ کا ذکرِ کثیر، یہ تینوں صفات جمع ہوجائیں، اس کی دنیا وآخرت دونوں ہی رَوشن ومنوّر ہوجاتی ہیں۔

یہ پیَروی قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے، اس میں غور وفکر کرنے، اس کے اَحکام پر عمل پیَرا ہونے، اور قرآنِ کریم کو اپنی زندگی کا معیار بنانے سے حاصل ہوتی ہے، ہماری زندگی کا کوئی دن، بلکہ کوئی لمحہ بھی شریعت کے خلاف نہ گزرے، ہر ایمان

---

(۱) پ۲۱، الأحزاب: ۲۱.

والے پر لازم ہے کہ وہ عملِ صالح اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کے ذریعے، اس کا قرب پانے کی کوشش کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہے، اُس نے جسے جو دیا اس پر حسد، شکوہ وشکایت نہ کرے، ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہے، تکلیفوں، پریشانیوں، آفتوں، بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن تھامے رکھے، شکوہ وشکایت زبان پر نہ لائے، حضرت سیّدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: «عَجَباً لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ! إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْراً لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْراً لَهُ»[1] "مؤمن کا مُعاملہ بڑا عجیب ہے! اس کا کوئی کام خیر سے خالی نہیں، اور یہ چیز بندہ مؤمن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں، جب وہ نعمتوں کے ملنے پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرے تب بھی فائدے میں ہے؛ کہ اجر وثواب بھی ہے اور نعمتوں میں اِضافے کا سبب بھی، اور جب وہ مصیبتوں پر صبر کرے تو اس پر بھی اسے اجر وثواب دیا جاتا ہے، اور مصائب بھی دُور ہوتے ہیں"۔

نفلی عبادات پر استقامت بھی کامل مؤمن کی صفت ہے

میرے بزرگو ودوستو! اچھے مسلمان کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ نفلی عبادات میں بھی تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے، وہ اپنے تزکیۂ نفس کے

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الزهد [والرقائق]، ر: ۷۵۰۰، صـ۱۲۹۵.

لیے راتوں کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، اپنے پیارے آقا و مولا ﷺ کی پیروی میں نمازِ تہجد کا بھی اہتمام کرتا ہے، اِشراق وچاشت کی بھی پابندی کرتا ہے، خصوصًا دن بھر کی نمازوں میں سنّتِ مؤکّدہ کو ہرگز ضائع نہیں ہونے دیتا، اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ امِّ حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں، کہ سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ»[1] "جو اللہ تعالیٰ کے لیے روزانہ فرض نمازوں کے علاوہ بارہ ۱۲ رکعت سنّتِ مؤکّدہ ادا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا"۔

راہِ خدا میں خرچ کرنا

حضراتِ گرامی قدر! ایک اچھا مسلمان جس طرح عبادت کا اہتمام کرتا ہے، اسی طرح اپنے پاکیزہ وحلال مال کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے، یتیموں کی پرورش، غریبوں ضرورتمندوں کے لیے بھاگ دَوڑ، اور مریضوں کی غمگساری کرتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونَین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ -وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ- وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ر: ١٦٩٦، صـ٢٩٥.

أَحَدُكُمْ فَلُوَهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ»[1] "جو اپنی پاکیزہ کمائی سے کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے درجۂ قبولیّت عطا فرماتا ہے (اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ مال ہی قبول فرما کر اس کے اجر وثواب کو بڑھاتا ہے، جیسے تم لوگ اپنے بچھڑے کو پالتے ہو) حتی کہ وہ اجر وثواب پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے"۔

صبح وشام اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی سے تَر رکھنا

عزیزانِ محترم! اچھے مسلمان کی اچھی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی اتّباع کرتے ہوئے رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ وقتاً فوقتاً نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرتا ہے، صبح وشام کے اَوراد ووظائف کی بھی پابندی کرتا ہے، رب تعالیٰ کی حمد، تسبیح اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الّا اللہ کا بھی وِرد کرتا ہے، عظمت والے پروَردگار جَلّ جلالہ کی بڑائی وپاکی بیان کرتا رہتا ہے، اپنی زبان کو ہر وقت اللہ ورسول کے ذکر سے تَر رکھتا ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کسی نے رحمتِ عالَمیان ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! یوں تو دین کی باتیں بہت ہیں، آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے میں اپنا کر اس پر ثابت

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الزكاة، ر: ١٤١٠، صـ٢٢٧، ٢٢٨.

قدم رہوں، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْباً مِنْ ذِكْرِ الله»[1] "ہمیشہ اپنی زبان کو اللہ تعالی کے ذکر سے تر رکھا کرو!"۔

مسلمان کی کامیابی وکامرانی کا راز

عزیزانِ گرامی قدر! مسلمان کی کامیابی وکامرانی کا راز اسی میں ہے کہ وہ حضور نبئ کریم ﷺ کی پیروی اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتا رہے، اپنے شب وروز اس طرح گزارے جیسے زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا ہے، اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ مسلمان کی یہ شان ہونی چاہیے کہ وہ ایسے کاموں سے بھی بچتا رہے جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، بلکہ سچا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، شفیعِ اُمّت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِه وَيَدِه»[2] "سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔ محدثینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس حدیثِ پاک میں زبان کو ہاتھوں سے پہلے ذکر کیا گیا ہے؛ کیونکہ زبان کی اِیذا رَسانی ہاتھوں کی نسبت زیادہ ہے، ہاتھ سے تو صرف موجود لوگوں کو اِیذاء پہنچائی جاسکتی ہے، مگر زبان سے حاضر،

---

(١) "سنن الترمذي" كتاب الدعوات، ر: ٣٣٧٥، صـ٧٧١.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ١٠، صـ٥.

غائب، زندہ و مُردہ سبھی کو ایذاء دی جاسکتی ہے، نیز زبان سے کسی کو اِیذاء دینا ہاتھ کی نسبت زیادہ اَذیت ناک ہے، جیسے کسی شاعر نے کہا: ع

جِرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا التِئَامُ وَلا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ الِّلسَانُ[1]

"نیزے کے زخم تو ٹھیک ہوجاتے ہیں، مگر زبان سے لگایا گیا زخم کبھی ٹھیک نہیں ہوتا"[2]

دوسروں کو فائدہ پہنچانا بھی اچھا عمل اور عمدہ صفت ہے

محترم بھائیو! اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا بہت ہی اچھا عمل اور اعلیٰ صفت ہے، چاہے یہ نفع مال سے ہو یا کسی دوسرے طریقے سے، ایک اچھے مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر ایک سے خیر و بھلائی کا برتاؤ کرتا رہے، چاہے کوئی ہمیں نفع دے یا نقصان، ہر ایک کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا ہی اچھے مسلمان کا شیوا ہے، حضرت سیّدنا ابوموسی اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» "ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے"، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر وہ صدقہ نہ کرسکے تو؟ فرمایا: «يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ» "اپنے ہاتھ سے کمائے، اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور دوسروں پر بھی صدقہ کرے"، لوگوں نے عرض

---

(١) "فصل المقال في شرح كتاب الأمثال" باب المثل في حفظ اللسان، ١/ ٢٤.

(٢) "نزہۃ القاری" کتاب الایمان، زیرِ حدیث: ١٠، ١/٢٥٣ بتصرّف۔

کی: جو اس بات کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا: «يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوف» "کسی مجبور و پریشان حال کی مدد کر دے"، لوگوں نے عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: «فَلْيَعْمَلْ بِالمعْرُوفِ، وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ؛ فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ»[1] "اچھے کام کرتا رہے اور برائیوں سے بچتا رہے؛ کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے"۔

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ خلقِ خدا پر شفقت انسان کا کمال ہے، یہ شفقت مال دے کر ہو، یا کسی اَور طرح نفع پہنچا کر ہو، چاہے دینی نفع پہنچا کر ہو یا دنیاوی نفع پہنچا کر، یا لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کر کے ہو، ہمارے پیارے آقا و مولا حضور اکرم ﷺ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ بُردباری اور نرمی کے ساتھ پیش آیا کرتے، آپ ﷺ نے تمام تر مُعاملات میں اپنے اعلی کردار سے ایسی شاندار اور قابلِ رشک مثال قائم فرمائی، جو صبحِ قیامت تک آنے والوں کے لیے قابلِ اِتّباع نمونہ وآئیڈیل ہے، اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے تو وہ اس سے حاجتمندوں کی مدد کرے، اگر اس کی استطاعت نہیں تو خود کما کر اپنے آپ پر اور اپنے اہل وعِیال پر خرچ کرے، حسبِ استطاعت تھوڑا بہت صدقہ وخیرات بھی کرتا رہے، اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو پھر کسی پریشان حال کی حتَی الاِمکان پریشانی دُور کر دے، کسی طرح اس کے کام میں ہاتھ ہی بٹا دے، اور یہ بھی نہ کر سکے تو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر

---

(١) "صحيح البخاري" باب كلّ معروف صدَقة، ر: ٦٠٢٢، صـ١٠٥٢.

کاربند رہے، بُرائی سے بچ کر دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرتا رہے؛ کہ یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

ایک اچھے مسلمان کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ برائیوں سے بچتا رہے، اور ہر حال میں اپنے آپ پر کنٹرول رکھے، ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ نفسانی خواہشات کی پیروی سے بچتا رہے، عدل وانصاف کی پاسداری کرے، مَیانہ رَوی اختیار کرے، جھوٹ وفریب سے مکمل گریز کرے، نہ جھوٹوں سے دوستی رکھے، نہ ان کا ساتھ دے، ہمارے پیارے آقا ومَولا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں اسی بات کی تاکید فرمائی ہے، حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا تَكُوْنُوْا إِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ: إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا، وَإِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا، وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا أَنْفُسَكُمْ، إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوْا، وَإِنْ أَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا»[1] "تم دوسروں کی رائے پر مت چلو، یعنی یوں نہ کہو کہ اگر لوگ اچھا سُلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سُلوک کریں گے، اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کا مُعاملہ کریں گے؛ بلکہ اپنے آپ پر اعتماد واطمینان رکھو، اگر لوگ بھلائی کریں تب بھی بھلائی کرو، اور اگر وہ برائی سے پیش آئیں تب بھی ظلم سے کام مت لو!"۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ٢٠٠٧، صـ٤٦٣.

سچا مؤمن لوگوں سے محبت کرنے والا ہوتا ہے

عزیز دوستو! ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایک اچھے مسلمان کی جو جو صفات بیان کی گئی ہیں، ہمیں ان پر پختگی سے عمل پیرا ہونا ہے، انہیں اپنانے میں ہرگز کوتاہی نہیں کرنی، بلکہ کمال درجہ ادائیگی سے اسے پورا کرنا ہے، کسی کے منصب سے مرعوب نہ ہوا جائے، نہ کسی کو دھوکا و فراڈ دینے کی کوشش کرے، اپنے باہمی مُعاملات میں دوسروں کے ساتھ مسکرا کر خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے، ان کی شکایتوں سے پریشان نہ ہو، لوگوں کی ضرورتوں میں کام آتے ہوئے خوشی محسوس کرے، اپنی گفتگو میں نرمی اختیار کرے، کشادہ دلی و خندہ پیشانی کا مُظاہرہ کیا جائے، سامنے والے کے عیبوں پر پردہ رکھتے ہوئے ان سے درگزر کیا جائے، ان کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوا جائے، لوگوں سے اس طرح محبت و نرمی کا مُعاملہ رکھے جیسا خود اپنے لیے پسند کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ»[1] "مؤمن لوگوں سے محبت کرنے والا ہوا کرتا ہے، اور جو لوگوں سے محبت نہیں کرتا، نہ لوگ اس سے پیار کرتے ہیں، اس میں کوئی خیر نہیں!"۔

مسلمان کی یہی وہ امتیازی صفات ہیں، جس نے ان پر غور و فکر کیا اور انہیں اپنایا، اس نے حقیقی طور پر اسلام کو رُوشناس کرایا، یہ وہ عمدہ صفات ہیں جن سے لوگ

---

(١) "مستدرَك الحاكم" كتاب الإيمان، ر: ٥٩، ١/ ٣٠.

جِلا پاتے ہیں، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾[1] "اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے، اور کہے کہ میں مسلمان ہوں!"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنے فضل وکرم سے رزقِ حلال میں برکت وپاکیزگی عطا فرما، عملِ صالح کی توفیق اور شکر کی دَولت عطا فرما، شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، پاکیزہ رزق، علمِ نافع، بدن کی عافیت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

---

(١) پ ٢٤، حٰمٓ السَّجدة: ٣٣.

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

گھر اللہ تعالی کی ایک بڑی نعمت ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! گھر اللہ تعالی کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس نعمت سے انسان بے شمار فوائد حاصل کرتا ہے،اس سے جہاں راحت وآرام حاصل ہوتا ہے،وہیں یہ گھر دھوپ، گرمی، سردی اور بارش وغیرہ سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہے، گھر انسان کے کھانے، پینے اور سونے کی جگہ ہے، گھر میں وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہ کر راحتِ نفس حاصل کرتا ہے،اسی میں اپنی دیگر ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ تاہم بندہ مؤمن کے لیے گھر جہاں فطری ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ ہے، وہیں یہ گھر علم ومعرفت کا چراغ، حکمت ودانائی کا سرچشمہ اور عدل وانصاف کی جگہ اور ایک عظیم انسانی تربیت گاہ بھی ثابت ہوتا ہے، جہاں نسلیں تربیت پاتی ہیں، جہاں سے انسان

انسانوں کا رَہبر ورَہنما بن کر نکلتا ہے، جہاں سے نور وہدایت کی کرنیں پوری دنیا میں پھیلتی ہیں، اور ان کی رَوشنی میں دنیا کے انسان رَہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

قرآن وسنّت میں گھر کی نعمت کو مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے؛ تاکہ انسان اللہ تعالی کی اس نعمت کی قدر کرے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا﴾[1] "اللہ تعالی نے تمہیں آباد ہونے کو گھر دیئے!"۔ اس عظیم نعمت کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اِس نعمت سے محروم ہو، یا جس کا گھر اُجڑ گیا ہو، یا جو جیل کی سلاخوں کے پیچھے اپنی زندگی کے دن کاٹ رہا ہو، یا جو اپنا گھر بار چھوڑ کر تنِ تنہا دیارِ غیر میں کسبِ مُعاش کی فکر میں سرگرداں ہو۔ گھر کی نعمت کا احساس اس نعمت سے محروم شخص کو ہی ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس دعا کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بستر پر جاتے تو یہ دعا پڑھتے: «الْحَمْدُ لِله الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ»[2] "تمام تعریفیں اُس پروردگار کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت کی اور

---

(١) پ١٤، النّحل: ٨٠.

(٢) "صحيح مسلم" كتابُ الذّكر والدعاء، ر: ٦٨٩٤، صـ١١٧٩.

ہمیں ٹھکانا دیا؛ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے!"۔

انسان ہزار مشکلات وپریشانیوں کے باوجود اپنے گھر میں راحت، سکون، اور چین پاتا ہے، جبکہ اس کی دنیاوی کامیابی کی سب سے پہلی سیڑھی بھی اس کا گھر ہی ہے۔

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے گھر جیسی نعمت کا نگران ووالی والد کو بنایا ہے، لہذا گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس کی اوّلین ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کی بنیاد تقوی وپرہیز گاری، ایمان بالاسلام پر رکھے؛ چونکہ سعادتمند مؤمن گھرانہ وہ ہے جس میں قولاً اور فعلاً دینِ اسلام کے اصول وضوابط پر عمل ہو، ساتھ ہی اپنے اہل وعِیال کا ہر ممکن طرح سے خیال رکھے، خاص طَور پر اپنی اولاد کی بہتر تربیت کرے، ایسی تربیت جو ہمارے لیے، ہماری اولاد کے لیے، اور ہمارے ساتھ پورے مُعاشرے کے لیے دنیا وآخرت کی فلاح وکامرانی اور سُرخ رُوئی کا باعث ہو، نیز دینِ اسلام ہمیں اِس بات کی بھی تلقین فرماتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو محسنِ انسانیت ﷺ، اُن کے صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کی سیرتِ طیّبہ کا اچھی طرح مطالعہ کرائیں، گھر کے سرپرست وسربراہ پر لازم وضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً اسلامی اصول وضوابط کی پاسداری کا درس دیتا رہے؛ تاکہ اس کے اہل وعِیال گناہ وناجائز کام سے محفوظ رہیں، اور اللہ ورسول کی ناراضگی کا باعث نہ بنیں

رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَهُوَ مَسْؤولٌ

عَنْ رَعِيَّتِهِ»[1] "آدمی اپنے گھر کا سربراہ ہے، اور اُس سے اِس ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ لہذا گھر کے سربراہ کو چاہیے کہ اپنے گھربار پر نظر رکھے، اور ان کے لیے دعائے خیر بھی کرتا رہے، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے اہل وعِیال کے لیے دعا فرماتے ہوئے عرض کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾[2] "اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو، اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لے!"۔

عزیز دوستو! جس طرح مرد اپنے اہل وعِیال کا نگران ہے، اور کل بروزِ قیامت اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا، اسی طرح عورت بھی اپنے گھر کی نگہبان ہے، اس سے بھی سوال ہونا ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، وَمَسْؤولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا»[3] "عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے، اور اس سے بھی اپنی ذمہ داری سے متعلق پوچھا جائے گا"۔

عورت کو بھی چاہیے کہ اپنے اہل وعِیال کی دیکھ بھال اچھے انداز سے کرے؛ کیونکہ شوہر کا گھر عورت کے پاس امانت ہے، اعمالِ صالحہ بجالانے اور شیطانی کاموں

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجمعة، ر: ٨٩٣، صـ١٤٤.

(٢) پ ١٣، إبراهيم: ٤٠.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الجمعة، ر: ٨٩٣، صـ١٤٤.

سے بچنے کی بھی دعا کرتی رہے؛ کہ والدین کی دعا اولاد کو فائدہ دیتی ہے، حضرت سیّدہ مریم رضی اللہ تعالی عنہا کی والدہ نے اپنی اولاد کے لیے شیطان سے حفاظت کی دعا فرمائی، خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے اسے قرآنِ کریم میں بیان فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ﴿وَ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾[1] "میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے"۔ مفسّرینِ کرام اس آیتِ مبارکہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ "ربّ تعالی نے ان کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ حضرت سیّدہ مریم رضی اللہ تعالی عنہا اور حضرت سیّدنا عیسی علیہ السلام شیطان سے بالکل محفوظ رہے، کہ ان سے کبھی کوئی گناہ صادر نہیں ہوا"[2]۔

لہذا جب تک اولاد نیک اعمال بجا لاتی رہے گی، والدین کو بھی اس کا اجر وثواب ملتا رہے گا، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ»[3] "جو نیکی کا راستہ بتائے گا، اس کو بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر وثواب ہوگا"، لہذا ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی اولاد پر خصوصی توجہ دیں، انہیں دینِ اسلام پر عمل کی ترغیب دیتے رہیں؛ تاکہ وہ رب تعالی کی رضا حاصل کرکے

---

(١) پ٣، آل عمران: ٣٦.

(٢) "تفسیر نور العرفان" پ٣، سورہ آلِ عمران، زیرِ آیت: ٣٦، صـ٨٦۔

(٣) "صحيح مسلم" كتابُ الإمارة، ر: ٤٨٩٩، صـ٨٤٧.

اس کی ناراضگی سے بچیں، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ﴾[1] "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعِیال کو بچاؤ اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں!"۔

برادرانِ اسلام! گھر کے سربراہ کو چاہیے کہ اپنے اہل وعِیال سے اچھا برتاؤ رکھے؛ کیونکہ نیک وصالح اولاد ایک اچھے پُرسکون اور خوشحال گھر کی علامت ہیں، اسی طرح اپنی اولاد کو بڑوں کی عزّت کا بھی درس دیتے رہیں؛ کہ گھر میں بزرگوں کی موجودگی برکت کی علامت ہے، اور سعادتمندی یہ ہے کہ بزرگوں کی ضرورتوں کو پورا کرے، ان کے تجربے سے فائدہ اٹھائے، ان کی نصیحتوں پر عمل کرے، ایک صحابی نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں کس کے ساتھ بھلائی کروں، سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أُمَّكَ وَأَبَاكَ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ»[2] "اپنے ماں باپ سے، اپنے بہن بھائیوں سے، اور پھر جو تمہارے زیادہ قریب ہو"، لہذا ہمیں سرورِ کونین ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے نیکی وبھلائی کا آغاز اپنے گھر سے کرنا ہے۔

---

(١) پ٢٨، التحريم: ٦.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي رِمْثة رضي الله تعالى عنه، ر: ٧١٢٧، ٢/ ٦٩٧.

حضراتِ گرامی قدر! حاصلِ کلام یہ کہ مُعاشرے میں ہمارا گھر ہر اعتبار سے اعلیٰ نمونہ ثابت ہونا چاہیے، اور اقوامِ عالَم بھی ایسی ہی مثالوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں، بخدا! دنیا میں ایسے گھروں کی مثال اگر کسی قوم کے پاس ہے تو وہ صرف وصرف دینِ اسلام کے ماننے والوں کے پاس ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مسلمان سب سے پہلے اپنے گھر کو اسلام کا گھر بنانے کی فکر میں لگ جائے، ہمارا گھر پاکی وصفائی، علم وہنر اور امن وشانتی کا گہوارہ ہو، رحم وکرم، امانت ودیانتداری اور صبر وتحمل ہمارے گھروں کی نمایاں خوبیاں ہوں، اور نماز، ذکر اور تلاوتِ کلام پاک سے ہمارے گھر ہمہ وقت منوّر ہوں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں صحت وتندرستی اور عافیت والی زندگی عطا فرما، ہمیں اپنا شکر گزار بندہ بنا، ہمیں گھر کی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرما، ہمیشہ اپنی عبادت بجا لانے کی سعادت نصیب فرما، بے گھروں کو گھر عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات

سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

ثقافتِ اسلام اور باہمی احترام

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

احترامِ انسانیت

محترم بھائیو! کسی کا احترام یہ ہے کہ لوگوں سے خوش دلی کے ساتھ ملاقات کی جائے، ہر آنے والے کا اچھے انداز سے استقبال کیا جائے، اسی سے ایک باشعور مُعاشرہ پروان چڑھتا ہے؛ کہ مہذّب لوگ اور باشعور مُعاشرہ ایک دوسرے کا احترام کرنے کے سبب ترقی پاتے اور اَقوامِ عالَم میں پہچانے جاتے ہیں۔

عزیزانِ محترم! اسلام ایک ہمہ گیر وآفاقی دِین ہے، اس کی ہمہ گیریت ہی ایک ایسا وسیع تر باب ہے جہاں سے ہر عام وخاص کو داخلے کی اجازت ملتی ہے، یہ اسلام کا ایک خاص امتیازی وَصف ہے، اور اسی اِنفرادی وامتیازی وَصف کی بِناء پر اسلام اور اس کی ثقافت کو ایک منفرِد مقام حاصل ہے، جس میں نہ کسی علاقے کا حِصار

ہے، نہ کسی سلطنت کی تحدید، نہ کسی قومیت کی وَبا ہے، نہ کسی نسل پرستی کا مرض، نہ اس کی کوئی سرحد ہے، اور نہ کوئی مخصوص گھیرا بندی۔ دراصل دینِ اسلام اپنی ذات میں بے پناہ وسعت، گہرائی، گیرائی اور ہمہ جہتی رکھے ہوئے ہے، بلاشبہ دینِ اسلام امن وسلامتی، خیر خواہی، باہم حقوق کی ادائیگی، جو اپنے لیے پسند وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرنے، لوگوں کی جان ومال، عزّت وآبرو کی حفاظت، اور احترامِ انسانیت کا حکم دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ﴾[1] "یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو عزّت عطا کی ہے"۔

اسلامی ثقافت میں باہمی احترام کی بنیاد

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اِسلامی ثقافت میں سب سے زیادہ احترام کے لائق اللہ عزّوجلّ، اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے، اور احترام کی بنیاد ہی اسی پر ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے حبیب ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر زندگی بَسر ہو، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا﴾[2] "اے لوگو! اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ! رسول اللہ کی تعظیم وتوقیر کرو! اور صبح وشام اللہ تعالی کی پاکی بولو!"۔

---

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۷۰.

(۲) پ۲۶، الفتح: ۹.

برادرانِ اسلام! احترام کا معنی ومفہوم بہت وسیع ہے، جو مُعاشرہ اور مذہبی عُرف وعادت کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے، سیرتِ طیّبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ غیر مسلموں کا بھی احترام کیا کرتے تھے، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ "سہل بن حُنَیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے مقام پر بیٹھے تھے، کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں کھڑے ہوگئے، جب انہیں بتایا گیا کہ یہ کسی ذِمّی کافر کا جنازہ ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بار نبئ کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ (احتراماً) کھڑے ہوگئے، آپ کو بتایا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے، اس پر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: «أَلَيْسَتْ نَفْساً»[1] "کیا وہ انسان نہیں تھا"؟۔

احترامِ قوانین

عزیز دوستو! اسلامی ثقافت میں احترامِ قوانین کے حوالے سے اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ لاقانونیت اور اَنارکی کو سخت ناپسند کرتا ہے، اور اپنے ماننے والوں کو ایک اجتماعی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ دینِ اسلام ہمیں ایسے تمام اَحکام وقوانین میں حکومتِ وقت کی اِطاعت کی دعوت دیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اَحکام کے خلاف نہ ہوں۔ انہی میں سے سفری قوانین کا احترام بھی ہم پر لازم ہے؛ کہ راستہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جس سے ہر ایک آمدورفت کی ضرورت پوری

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجنائز، ر: ١٣١٢، صـ٢١٠.

کرتا ہے، لہٰذا ہم سب پر راستے کے حقوق کی ادائیگی بھی لازم ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «أَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا»[1] "راستے کا حق ادا کیا کرو"۔

تو معلوم ہوا کہ راستے کے بھی کچھ حقوق وآداب ہیں، جن کی ادائیگی بہت ضروری ہے، انہی حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ہم ٹریفک کے قوانین کو معلوم کریں، سیکھیں، اور ان کی مکمل پاسداری کریں، بالخصوص ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سفر کے آداب سیکھے اور اس پر عمل پیرا بھی ہو، سفر کی ابتداء میں بسم اللہ اور سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا پڑھے، سواری کی اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، دَورانِ سفر ملکی قوانین کی پاسداری کرے، قانون کی خلاف ورزی کرکے اپنے اور دوسروں کے لیے تکالیف وپریشانی کا باعث نہ بنے؛ تاکہ خود بھی سلامت رہے اور دیگر لوگ بھی سلامتی کے ساتھ اپنی منزلِ مقصود تک بآسانی پہنچ سکیں، سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے ہمیں اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا، ارشاد ہوتا ہے: «لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ!»[2] "نہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ، نہ کسی اَور کو"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب المظالم، ر: ٢٤٦٥، صـ٣٩٧.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب الأحكام، ر: ٢٣٤١، صـ٣٩٢.

بچوں، بڑوں اور بزرگوں کا احترام

میرے دوستو وبزرگو! اسلامی ثقافت میں مُعاشرتی احترام کا بھی درس دیا گیا ہے، اس میں چھوٹے بڑے اور ضعیف العمر تمام لوگ داخل ہیں۔ دینِ اسلام نے ان کی خدمت کا جو جامع حکم ارشاد فرمایا ہے، اس کی مثال دنیا بھر کے دیگر مذاہب واَدیان میں نہیں ملتی، بزرگوں کی خدمت، ان کے مصائب وآلام کو دُور کرنا، ان کے دُکھ دَرد بانٹنا، ان کے ساتھ ہمدردی، غمخواری اور شفقت سے پیش آنا، چھوٹوں کے ساتھ خوش اَخلاقی کا مُظاہرہ کرنا، ان کی اچھی تربیت کرنا، اور بڑوں کی عزّت وتعظیم کرنا بہت بڑی نیکی ہے، اور ہر نیکی کا صِلہ بہترین ہے، ایک نیکی کا اَجر ایک نہیں بلکہ دس ۱۰ گُنا بڑھا کر دیا جاتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾[1] "جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اُس جیسی دس ۱۰ ہیں"۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾[2] "جو کوئی نیکی لائے اُس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے۔ یہ مقدّس کام ایک اَہم فریضہ اور اللہ ورسول کی رِضا وخوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے، یقیناً اگر کوئی شخص اللہ تعالی کی رِضا کی خاطر ان حضرات کی خدمت کرے، تو دنیا وآخرت کی کامیابی اس کا مقدَّر بن جاتی ہے،

---

(١) پ٨، الأنعام: ١٦٠.

(٢) پ٢٠، القصص: ٨٤.

دینِ اسلام بزرگوں کی خدمت میں بھی دیگر مذاہب سے مقدَّم ہے، بڑی عمر کے لوگوں کی خدمت ان سے محبت وشفقت عظیم کام اور بڑی نیکی ہے، اور دینِ اسلام نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے پر بہت زور دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾[1] "نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلو!"۔

برادرانِ اسلام! اسلامی مُعاشرے میں عمر رسیدہ اَفراد خصوصی مقام رکھتے ہیں، یہ حضرات باعثِ برکت ورَحمت اور قابلِ عزّت وتکریم ہیں، رحمتِ کونَین ﷺ نے بزرگوں کی عزّت وتکریم کے لیے خُوب تلقین وتاکید فرمائی ہے، حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا!»[2] "جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں"۔

ایک اَور حدیثِ پاک میں فرمایا: «كَبِّرِ الكُبْرَ!»[3] "بڑے کے مرتبہ اور عزّت کا خیال رکھو!"۔ رحمتِ عالم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ

---

(١) پ٢، البقرة: ١٤٨.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب البر والصلة، ر: ١٩١٩، صـ٤٤٨.

(٣) "صحيح البخاري" كتابُ الأدب، ر: ٦١٤٣، صـ١٠٧١.

لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا!»[1] "جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا، وہ ہم میں سے نہیں"۔

احترامِ خواتین

برادرانِ اسلام! اسلامی ثقافت ہمیں خواتین کے احترام کا بھی درس دیتی ہے؛ کیونکہ خواتین کا احترام اصلاً تکریمِ انسانیت ہے، خواتین کو ان کے جائز حقوق کی فراہمی ہماری سیاسی، سماجی اور مُعاشرتی ذمہ داری بھی ہے، دنیا کا کوئی بھی مُعاشرہ خواتین کے حقوق سے پہلوتہی بَرَت کر مُعاشرتی ومُعاشی ترقی نہیں کر سکتا، خواتین انسانیت کا نصف حصہ ہیں، اور انسانی مُعاشرہ کا ناقابلِ فراموش جزء ہیں، یہ مختلف حیثیتوں سے مُعاشرہ میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے مُعاشرتی وسماجی اِرتقاء کا حصہ بنتی ہیں۔ دینِ اسلام نے اصلاً خواتین کے احترام اور عزّت وتکریم کے تصوّر کو رُوشناس کرایا ہے۔ لہذا ان کے حقوق کی ادائیگی بھی ہم پر لازم فرمائی، دینِ اسلام کے علاوہ موجودہ اور ماضی میں پائے جانے والے دیگر اَدیان کی طرف دیکھا جائے، تو یہ بات سورج سے زیادہ رَوشن نظر آتی ہے، کہ اسلام نے خواتین کے حقوق واحترام کا جس طرح درس دیا ہے، اُس کا عشرِ عشیر بھی کسی اَور دین ومذہب میں نہیں ملتا، دینِ اسلام نے خواتین کو گھر، خاندان، قبیلہ اور مُعاشرے میں کبھی ماں، کبھی بیٹی، کبھی بہن، کبھی بیوی اور کبھی بہو کی شکل میں انتہائی محترم مقام عطا کیا ہے، زندگی کے ہر پہلو وموڑ پر مَردوں کے ساتھ

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الرَّحمة، ر: ٤٩٤٣، صـ٦٩٦.

خواتین کو بھی حقوق میں نہایت محترم شراکت دی ہے، ظاہری و باطنی اعتبار سے انہیں احترام وعزّت کے لباس سے زینت بخشی ہے، مَردوں کو خواتین کا سرپرست بنا کر انہیں حکم دیا ہے، کہ خواتین کے حقوق کی پاسداری کریں! ان پر ظلم نہ کریں! ان کی ساتھ ہمدردی ورحمدلی سے پیش آئیں! ان کی عزّت واحترام کا خیال رکھیں! یہاں تک کہ وراثت میں بھی ان کا مُناسب حصہ مقرّر فرمایا ہے، جبکہ نبئ اسلام کی آمد سے پہلے خواتین کے حق میں ان تمام چیزوں کا کوئی تصوّر ہی نہیں تھا۔

حضراتِ گرامی! جس طرح خواتین پر مَردوں کے حقوق ہیں، اسی طرح مَردوں پر بھی خواتین کے حقوق ہیں، خواتین بعض اَحکام میں مَردوں ہی کی طرح ہیں، جیسا کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا کہ آقائے دوجہاں صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مَرد وخواتین کے بعض اَحکام سے متعلق پوچھا گیا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ»[1] "بعض اَحکام میں خواتین بھی مَردوں کی طرح ہیں"۔ مَردوں کی طرح ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ حقوق وواجبات، عمل ودعوت، حساب وکتاب اور جزاوسزا کے اعتبار سے بعض اَحکام میں خواتین کو مَردوں کی طرح برابری حاصل ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے خواتین ومَرد سب کی کچھ امتیازی خصوصیات بھی بیان فرمائی ہیں، مثلاً خواتین کو رحمدل، نازُک مزاج اور بے حد مہربان بنا کر اللہ تعالیٰ نے مزیّن کیا، جبکہ مَردوں کو روزی کمانے کے لیے عزم،

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الطهارة، ر: ٢٣٦، صـ٤٤.

استقلال و معقولیت، سختی اور چاق و چوبندی سے افضلیت دی ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾[1]

"شریعت کے مطابق خواتین کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا اُن پر مَردوں کا حق ہے، اور مَردوں کو اُن پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے"۔ علمائے کِرام فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان یہ فرقِ مرتبہ مَرد کی سرپرستی، رعایت اور نان ونفقہ کی بھاری ذمہ داری کے اعتبار سے ہے، نیز فرمایا کہ مَرد کو درجے کے اعتبار سے خواتین پر جو بَرتری حاصل ہے، وہ حسنِ مُعاشرت، خواتین کے ساتھ مال ومہربانی کے ذریعے اچھا برتاؤ کرنے کے سبب سے بھی ہے۔

عزیزانِ گرامی! ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آکر عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللہ! میری طرف سے سب سے زیادہ بھلائی کا حقدار کون ہے؟ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «أُمُّكَ» "تمہاری ماں"، اُس نے عرض کی: پھر کون؟ رسولِ محتشم ﷺ نے فرمایا: «ثُمَّ أُمُّكَ» "پھر بھی تمہاری ماں"، اُس نے کہا: پھر کون؟ رسولِ مکرّم ﷺ نے فرمایا: «ثُمَّ أُمُّكَ» "پھر بھی تمہاری ماں"، وہ عرض کرنے لگا: پھر کون؟ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: «ثُمَّ أَبُوكَ»[2] "پھر

---

(١) پ٢، البقرة: ٢٢٨.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٥٩٧١، صـ١٠٤٥.

تمہارے والد اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ تم اُن سے حُسنِ سُلوک کرو!"۔ اس حدیثِ پاک میں ماں جو ایک خاتون ہے، اس کی واضح فضیلت وترجیح کا بیان ہے۔

عزیزانِ گرامی! نبئ کریم ﷺ نے خواتین کے حقوق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «اتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ!؛ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ الله، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ الله... وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ!»[1] "خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں لیا ہے، اُن کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا ...، تم پر ان کا کھانا پینا اور کپڑے مہیا کرنا لازم ہے!"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں انسانیت کا احترام کرنے، باہم حقوق کی ادائیگی، مسلمانوں کی عزّت وآبرو، اور اپنی اور دوسروں کی جان ومال کی حفاظت کرنے کی توفیق وجذبہ نصیب فرما، باہمی اختلافات، ظلم وزیادتی، قتل وغارتگری، بدکاری، فحش کلامی، گمراہی وبے دینی اور بے راہ رَوی سے محفوظ ومامون فرماکر، پاکیزہ وسعادتمندی سے بھرپور زندگی عطا فرما، دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا

---

(١) "صحيح مسلم" باب حَجّة النبي، ر: ٥٩٧١، صـ١٠٤٥.

فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

بہترین لوگ

الحمد لله ربّ العالمین، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلی خَاتمِ الأنبیاءِ وَالمرسَلین وعَلی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِیْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلی یَوْمِ الدِّین، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّیطانِ الرَّجِیْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰھُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَی سیِّدِنَا ومولانا وحبیبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِهِ وصَحبِهِ أجمعین.

بہترین لوگوں کی صفات

عزیزانِ محترم! اسلام نے انسانیّت کا جو ہمہ گیر ووسیع پروگرام دیاہے، اس کی مثال دنیا کے دوسرے مذاہب واَدیان میں نہیں ملتی، مخلوقِ خدا کی خدمت، ان کے کام آنا، ان کے مَصائب وآلام دُور کرنا، ان کے دُکھ درد بانٹنا، ان کے ساتھ ہمدردی، غمخواری اور شفقت سے پیش آنا، خدمتِ خَلق ہے، بہت بڑی نیکی اور عظیم عبادت ہے، انسانیّت کی بے لَوث خدمت، ان کے دلوں کو فتح کرنا، اور ان سے محبت ووفا، ایک مقدّس فریضہ اور اللہ ورسول کی رِضا وخوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے، یقیناً اگر کوئی امیر وغریب کی تفریق کیے بغیر اللہ تعالی کی رِضا کی خاطر خدمتِ خَلق بجالائے، تو دنیاوآخرت کی کامیابی اس کا مقدّر بن جاتی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ جَآءَ

﴿بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾[1] "جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ۱۰ ہیں"، دوسری جگہ فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا﴾[2] "جو کوئی نیکی لائے اُس کے لیے اس سے بہتر (صلہ) ہے۔

اعمالِ صالحہ میں سبقت کیجیے!

عزیزانِ گرامی! دنیا ایک ایسا میدان ہے جس میں ہر شخص دوسرے سے سبقت لے جانے کی چاہ میں ہے، دینِ اسلام نے جہاں ہر شعبہ زندگی میں انسان کی رَہنمائی کی ہے، وہیں باہمی مُسابقت کی طرف بھی رہنمائی کی ہے، یعنی نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے پَر زور دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ﴾[3] "نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکل جاؤ"، اَخلاقی وسماجی مُعاملات، قَومی ومِلّی، اور گھریلو انسانی زندگی میں روزمرّہ واقع ہونے والے مسائل کے بارے میں دینِ اسلام کی ہدایات بالکل واضح ہیں۔

برادرانِ اسلام! بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا پرہیزگاروں کا شِعار ہے، یہ وہ نُفوسِ قُدسیہ ہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں، اور اللہ کی

---

(١) پ٨، الأنعام: ١٦٠.

(٢) پ٢٠، القصص: ٨٤.

(٣) پ٢، البقرة: ١٤٨.

مخلوق کا خیال بھی رکھتے ہیں، یہی لوگ دنیا کے ہر میدان میں کامیاب وکامران ہوتے ہیں، اور انہی لوگوں کے سروں پر اللہ ربّ العزت نے امامت کا تاج سجایا ہے، انہی کے لیے لوگوں کو دعا کی تعلیم فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾[1] "ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا"۔ مفسّرینِ کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "یعنی ہمیں ایسا پرہیز گار اور ایسا عابد وخدا پرست بنا، کہ ہم پرہیز گاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں، اور وہ دینی اُمور میں ہماری اِقتداء کریں"[2]۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک دن صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے فرمایا: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِكُمْ؟» "کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سے بہترین لوگ کون ہیں؟ "صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسولَ اللہ! ضرور بتائیے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «خِيَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَاراً، وَأَحْسَنُكُمْ أَعْمَالاً»[3] "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کی عمر طویل اور اعمال اچھے ہوں"۔

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ۷٤.

(۲) "خزائن العرفان" سورۂ فرقان، زیرِ آیت: ۷٤، ص۵۸٦۔

(۳) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ر: ۷۲۱٦.

حسنِ اَخلاق

برادرانِ اسلام! دینِ اسلام میں اَخلاقی اچھائیوں کا بڑا مقام ہے، اور لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کے مختلف ذرائع ہیں، ان میں سے ایک حسنِ اَخلاق بھی ہے، جس کی بدولت انسان کے درَجات بلند ہوتے ہیں، اس کے ذریعہ انسان لوگوں کے درمیان پسندیدہ اور محبوب شخصیت گردانا جاتا ہے۔ اچھے اَخلاق کی اَہمیّت اور قدردانی کو اللہ ورسول کی محبت کی سچی دلیل سمجھا جاتا ہے، اور یہی دلیل رسولُ اللہ ﷺ کی اتّباع اور پیروی کو ظاہر کرتی ہے، نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِساً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقاً»[1] "تم میں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں، جو سب سے زیادہ خوش اَخلاق ہیں"۔ ایک اور روایت میں حسنِ اَخلاق کی اَہمیّت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُكُمْ إِسْلَاماً أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقاً»[2] "اچھا مسلمان وہ ہے جس کے اَخلاق اچھے ہیں"۔

عزیز دوستو! حسنِ اَخلاق کا مطلب دل کی پاکیزگی اور صفائی ہے، جو آدمی ان صفات کو اپنالیتا ہے وہ دیگر لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے، حضور نبئ کریم ﷺ سے

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ۲۰۱۸، صـ٤٦٥.

(۲) "الأدب المفرَد" باب حسن الخلق إذا فقهوا، ر: ۲۸٦، صـ٦٨.

پوچھا گیا کہ لوگوں میں افضل کون؟ ارشاد فرمایا: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ» "صاف دل اور زبان کا سچا"، صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! زبان کا سچا کون ہے، یہ تو ہم جانتے ہیں، لیکن صاف دل سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: «هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ»[1] "وہ پاکباز اور پرہیز گار جس کا دل اتنا صاف اور پاک ہو، جس میں نہ گناہ کا خیال ہو، نہ عداوت کا، نہ کینہ کا، نہ حسد کا"۔

قرآنِ کریم کی تعلیم کا حصول بھی بہترین لوگوں کی نشانی ہے

برادرانِ مَن! بھلائی کے کاموں میں سے قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرنا، اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا بھی ہے؛ کیونکہ قرآن دلوں کے لیے شفاء ہے، نفس کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے، حتی کہ انسان قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل کرکے لوگوں میں افضل ہوجاتا ہے، جیسا کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»[2] "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"؛ کیونکہ قرآن کریم کلامُ اللہ ہے، اور اس پر عمل کرنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں، اور اس کی تعلیم کے سبب لوگوں میں افضل مقام حاصل کرلیتا ہے،

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتاب الزهد، ر: ٤٢١٦، صـ٧٢٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب فضائل القرآن، ر: ٥٠٢٧، صـ٩٠١.

اسی طرح لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے میں پیش پیش رہنا، اور تعلیماتِ قرآنیہ کو لوگوں میں پھیلانا، اور قرآن کی چھپائی میں مالی تعاوُن کرنا بھی بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے، یہ بھی بھلائی کے کاموں میں سبقت کرنا ہے۔

اہل وعِیال سے اچھا برتاؤ بھی بھلائی کی علامت ہے

عزیزانِ گرامی! بھلائی کے کاموں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے اہل وعِیال کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے، اپنے گھر والوں کو نماز اور ہر نیک کام کی تلقین کرتا رہے، اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے؛ کہ گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا طاعات پر مدد گار ثابت ہوتا ہے، اور یہ چیز انسان کو جنّت سے قریب کر دیتی ہے، آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً، أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ»[1] "سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں، جن کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں، اور وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں"۔ گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے میں اُن کی رائے کا احترام بھی ہے، کہ اس سے خیر وبرکت ہوتی ہے، اور یہ بہترین لوگوں کی صفات میں سے ایک ہے۔

اسی طرح بہترین بیوی وہ ہے جو اپنے شَوہر کے لیے زیب وزینت اختیار کرے، اور گھر میں سکون واطمینان کی فضاء قائم رکھے، بچوں کی بہترین پرورش

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الإيمان، ر: ٢٦١٢، صـ٥٩٤.

کرے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: عورتوں میں کون بھلی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ»[1] "وہ عورت جسے شوہر دیکھے تو خوش ہو، جب وہ حکم دے تو اس کا کہا مانے، شوہر کے مال اور اپنے آپ میں شوہر کی خلاف ورزی نہ کرے"۔

بہترین پڑوسی

برادرانِ اسلام! دنیا میں آدمی کی سعادتمندی کے اَسباب میں سے ایک سبب ہمسائے سے بھلائی کرنا بھی ہے، کہ انسان اچھے پڑوسی کے سبب راحت وسکون میں رہتا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الجِيرَانِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ»[2] "اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے حق میں بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ہے"۔

پڑوسیوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھیں، باہمی حقوق کی حفاظت کریں، خیر کے کاموں میں ایک دوسرے کے مدد گار ثابت ہونا، اور

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ر: ٩٦٦٤، ٣/ ٤٣٩.

(٢) "سنن الترمذي" باب ما جاء في حقّ الجوار، ر: ١٩٤٤، صـ٤٥٢.

حسنِ سُلوک سے پیش آنا، یہ اعلیٰ اَخلاق کی علامت ہے، رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ، وَيُؤْمَنُ شَرُّه»[1] "تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی امید رکھیں، اور اس کے شَر سے محفوظ ومامون ہوں"۔

اَفضلیت کا دار ومدار

عزیزانِ محترم! خیر کے وہ کام جس پر اَفضلیت کا دار ومدار ہے، ان میں سے حسنِ مُعاملہ، اہل وعِیال سے اچھا برتاؤ، ان کی بہترین دیکھ بھال، دیگر متعلقین کے حقوق کو کما حقّہ پورا کرنا، اور قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا بھی ہے، جیسا کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا فرمان ہے: «خَيْرُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً»[2] "تم میں بہترین وہ ہے جو اچھی طرح قرض ادا کردے"۔

اسی طرح حاجتمندوں کی حاجت رَوائی کرنے والا، نادار لوگوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنے والا، سلام کو عام کرنے والا شخص بھی لوگوں کے درمیان بہترین شخص مانا جاتا ہے، لہذا ہر مسلمان کو بھلائی کے کاموں میں سبقت کرتے رہنا چاہیے؛ تاکہ اس کا شمار بہترین لوگوں کی صف میں ہو۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الفِتن، ر: ٢٢٦٣، صـ٥٢٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الوكالة، ر: ٢٣٠٦، صـ٣٦٩.

دعا

اے اللہ! ہمیں ذَوق وشَوق سے عبادت، نیک اعمال، خدمتِ خلق، اور بھلائی کے کاموں کی توفیق وہمت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا

فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مثالی مائیں

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

بہترین مائیں

عزیزانِ محترم! ایک ماں اپنے خاندان کی بنیاد ہوا کرتی ہے، اسی کے وجود سے گھر کا تمام نظام قائم رہتا ہے، اگر ماں باپ نے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی ہو تو اس خاندان کی ساکھ، بھرم اور نظم وضبط قائم رہتے ہیں، ایسے خاندان کا ہر فَرد بُرا وقت آنے پر تندہی سے جم کر صورتحال کا سامنا کرتا ہے، اور خاندان خصوصًا "ماں" کی بلند ہمتی کو ہر قیمت پر برقرار رکھتا ہے۔ ممتا کی شفقت مثالی ہے، ماں تو کہتے ہی اسے ہیں جس میں ہمدردی، خیر خواہی، اِیثار، نصیحت وبرداشت اور محبت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہو۔ ماں کو عظمت اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نے دی ہے، کہ اس کے قدموں تلے جنّت رکھی، وہ عظمت اسے انہی قربانیوں کے پیشِ نظر دی گئی ہے۔

ماں اپنے اندر باپ سے کئی گنا زیادہ دلسوزی، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات رکھتی ہے، تلخ کلامی اور سخت بیانی سے کوسوں دُور رہتی ہے، ماں اپنی منزل، کہکشاں سے ہو کر نہیں، کانٹوں اور پتھروں سے گزر کر حاصل کرتی ہے۔

سیّدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال

عزیزانِ گرامی! اللہ ربُّ العزت نے قرآنِ کریم میں مثالی ماؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیّدنا عیسی علیہ السلام کی والدہ محترمہ سیّدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ﴾[1] "ان کی ماں صدّیقہ ہے"۔ مفسّرینِ کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس لیے کہ انہوں نے اپنے ربّ تعالی کی نشانیوں اور اس کی کتابوں کی خوب تصدیق کی"[2]۔

وہ ایک سچی خاتون تھیں، اور ان کو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین تھا، یہی وہ عمدہ صفات ہیں جس کا اثر اُن میں اور ان کی تربیت میں رہا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی دیگر صفات مثلاً پاکدامنی، پاکیزگی اور صبر و شکر کو کئی مقامات پر ذکر فرمایا، جو اَقوامِ عالَم کی خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہیں، کہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر مثالی ماں کا کردار ادا کر سکتی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ

---

(١) پ٦، المائدة: ٧٥.

(٢) "الجامع لأحكام القرآن" المائدة، تحت الآية: ٧٥، الجزء ٦، صـ٢٣٥.

﴿وَ اصۡطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾[1] "اے مریم! یقیناً اللہ تعالی نے تمہیں چُن لیا، اور خوب ستھرا کیا، اور آج سارے جہاں کی عورتوں میں سے تمہیں پسند کر لیا"۔

حضرت سیّدنا موسی علیہ السلام کی والدۂ ماجدہ

عزیزانِ گرامی! اللہ عزّوجلّ نے قرآنِ کریم میں جن مثالی ماؤں اور خواتین کا ذکر فرمایا ہے، انہی میں سے ایک حضرت سیّدنا موسی علیہ السلام کی والدہ محترمہ بھی ہیں، کہ ان کا ایمان اور خدا پر اعتماد اس بات کا سبب بنا کہ انہوں نے اِلہامِ ربّانی کے بعد کسی پس و پیش سے کام نہیں لیا، بلکہ ماں کی محبت و مامتا اور احساس و جذبات کے باوجود رب تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی، اور اپنے بیٹے کو لکڑی کے صندوق میں رکھ کر دریائے نیل کی موجوں کے حوالے کر دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا﴾[2] "صبح کو موسٰی کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا"، یعنی سیّدنا موسی علیہ السلام کی والدہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے انہیں خود سے جُدا کر دیا، جب ایک رات گزر گئی تو ان کے دل میں اولاد کی تڑپ بڑھ گئی، اور ان کے دل میں حضرت سیّدنا موسی علیہ السلام سے ملنے کی آرزو شدّت اختیار کر گئی، لہذا اللہ رحیم و کریم نے حضرت سیّدنا موسی علیہ السلام کو ایک تدبیر سے ان کی ماں کی طرف واپس لَوٹا دیا، ارشادِ ربُّ العزت

---

(۱) پ۳، آل عمران: ٤٢.

(۲) پ۲۰، القصص: ۱۰.

ہے: ﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا﴾[1] "تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا؛ تاکہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو"۔ کہ ایک ماں جب اپنے نَو مولود بچے کو اپنی آنکھوں کے سامنے بڑا ہوتے دیکھتی ہے، اس کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے، اس کی بہتر سے بہتر پرورش، دیکھ بھال اور کھانے پینے کے انتظام واِنصرام میں لگی رہتی ہے، تب جاکر قلبی اطمنان وسکون پاتی ہے۔

بہترین ماں کی صفات

برادرانِ اسلام! ایک اچھی، بہترین اور مثالی ماں کی صفات میں سے یہ بھی ہے، کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرے، انہیں اچھے اخلاق سکھائے، نماز، روزہ اور نیکیوں کی ترغیب دے، انہیں آدابِ مُعاشرت سکھائے، ان کی بہتر تعلیم کا اہتمام کرے، اور خود بھی ان باتوں پر عمل پیرا ہو؛ کیونکہ ایک اچھی عورت مہمانوں کا احترام کرنے والی، لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے والی، خوش اخلاق، صلہ رِحمی کرنے والی، شیریں زباں، شفقت ومہربانی کا پیکر، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مستقل مزاج ہوتی ہے؛ کہ اولاد اپنی ماں میں ان عمدہ صفات کو دیکھ کر خود بخود اِن باتوں پر عمل کرکے خاندان اور مُعاشرے کے بہترین اَفراد میں شمار ہوگی۔

حضرت سیّدنا امام مالک رحمہ اللہ تعالی علیہ کی والدہ محترمہ ایک مثالی اور سمجھدار خاتون تھیں، انہوں نے امام مالک کی تعلیم سے پہلے ان کو آداب واَخلاقِ حسَنہ سکھانا ضروری

---

(١) پ ٢٠، القصص: ١٣.

سمجھا، اور اپنے بیٹے امام مالک کو حکم دیا کہ "حضرت سیّدہ ربیعہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس جاؤ! اور ان سے علم حاصل کرنے سے پہلے آداب واخلاقیات سیکھو!" [1]۔

بہترین ماں شفقت کا نمونہ

برادرانِ اسلام! ایک مثالی ماں کی بہترین نشانی اس کا اپنی اولاد کے مُعاملہ میں شفیق ہونا ہے، کہ اولاد چاہے لڑکی ہو یا لڑکا، ماں اپنی محبت وشفقت دونوں کے لیے یکساں رکھتی ہے، جب اولاد اپنی ماں سے شفقت ومہربانی پائے گی، تو وہ بھی اپنی اولاد کے ساتھ یہی سُلوک اپنائے گی؛ کیونکہ یہی شفقت ومہربانی انہیں بھی اپنی ماں سے ملی ہوگی، یہی سلسلہ دُور تک چلتا چلا جائے گا، جس کے نتیجہ میں ایک پُر اَمن، پُر وقار اور سلامتی والا مُعاشرہ پروان چڑھے گا۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: "میرے پاس ایک مسکین عورت آئی، جس نے اپنی دو ۲ بیٹیاں اُٹھا رکھی تھیں، میں نے اسے تین ۳ کھجوریں دیں، اس نے ان میں سے ہر بچی کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جس کھجور کو وہ خود کھانا چاہتی تھی، اس کے دو ۲ ٹکڑے کرکے وہ بھی دونوں بچیوں کو کھلا دی، مجھے یہ بات بہت پسند آئی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عورت کا اِیثار بیان کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا

---

(١) "ترتيب المدارك" ١/ ٣١.

بِهَا مِنَ النَّارِ»(۱) "اللہ تعالیٰ نے اس ایثار کے سبب اس عورت کے لیے جنّت واجب کردی، (یا فرمایا کہ) اسے دوزخ سے آزاد کردیا"۔

مثالی ماں کا اپنی اولاد کی بہترین پرورش کرنا

عزیز دوستو! ایک مثالی ماں کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اولاد کی بہترین پرورش کرے، خاص طور پر لڑکیوں کو حیاء اور پاکدامنی کا خوب درس دے، اور اس طرح تربیت کرے کہ وہ بھلائی کے کاموں میں خوب راغب ہوجائیں، اطاعت وفرمانبرداری بجالائیں، اُمورِ خانہ داری اور ایسے ہنر سکھائے جس کے ذریعے ضرورت پڑنے پر وہ اپنے گھروں میں ہی ذریعۂ مُعاش بھی اختیار کرسکیں، انہیں باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے؛ کہ اس قسم کی تربیت ایک تعلیم یافتہ اور اچھے گھرانہ کی تشکیل میں خوب مُعاون ومددگار ثابت ہوگی، رحمتِ عالَمیان ﷺ نے ایسی ماؤں کی تعریف بیان فرماتے ہوئے حضرت سیّدہ فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: «إِنَّ خَيْرَ النِّسَاءِ، الَّتِي نَفَعَتْ أَهْلَهَا»(۲) "بہترین عورت وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کو فائدہ پہنچائے"۔ اور اپنے اہلِ خانہ کے فائدہ میں سب سے بڑھ کر نفع بخش بات یہ ہے، کہ

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصلة والآداب، ر: ٦٦٩٤، صـ١١٤٦.

(٢) "الدعاء" للطَبَراني، باب القول عند أخذ المضاجع، ر: ٢٢٢، صـ٩٠.

اولاد کی نفسیات کو سمجھے، اُن میں ایسے مثبت خیالات پروان دے، جن کے سبب بچے احساسِ کمتری سے دور رہیں، نیز مُعاشرے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکیں۔

برادرانِ مَن! مثالی ماں کی بنیادی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ حقوق اللہ کی پاسداری کرتے ہوئے، اولاد جیسی نعمت کے حق کا خیال رکھے؛ کیونکہ وہ ان پر نگہبان اور ان کی پہلی تربیت گاہ ہے، جیساکہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: «وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِه»[1] "عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے، لہٰذا اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

ماں کی عظمت

عزیزانِ گرامی! اسلام میں ماں کا مرتبہ بہت ارفع واعلی، اور اس کی تعظیم وتوقیر پر بہت زور دیا گیا، ایمان والوں کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی ماں کی عزّت واحترام کرتے ہیں، ان سے حسنِ سُلوک اور اچھے اَخلاق کا برتاؤ کرتے ہیں، مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً، أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِه»[2] "سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں، جن کے

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب النكاح، ر: ٥٢٠٠، صـ٩٣٠.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الإيمان، ر: ٢٦١٢، صـ٥٩٤.

اَخلاق سب سے اچھے ہیں، اور وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں"۔ اور گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے میں اُن کی رائے کا احترام بھی ہے، کہ اس سے خیر وبرکت ہوتی ہے، اور یہ چیز بہترین لوگوں کی صفات میں سے ہے۔ اور یاد رہے کہ کامیاب مُعاشرے کا راز ایک مثالی ماں ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں ان نیک سیرت، ستھرے اخلاق، حسنِ خلق، اور پاک دامن خواتین کی سیرتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنے بچوں کی بہتر تربیت کرنے، اپنی ماں اور خواتین کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما، اور ان میں سستی وکاہلی سے بچا۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں

قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مسکراہٹ اور حسنِ خُلق

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خاتم الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بار گاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حسنِ اَخلاق

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کا ہم پر کرم بالائے کرم، کہ اُس نے ہمیں مسلمان بنایا، اپنے حبیبِ کریم نبیٔ آخرُ الزّماں جناب محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی اُمّت میں کیا، اِس نعمت کا ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی ذاتِ والا صفات اللہ تعالی کی اعلیٰ وافضل ترین نعمت ہے، تخلیقِ انسان کا مقصد حکمِ الٰہی اور سُنّتِ رسالت پناہی کے مطابق اپنی زندگی گزارنا، اہل وعِیال، پڑوسیوں، خُدّام، مزدُور وملازمین، اہلِ مَراتب حضرات اور غلطی ومخالفت کرنے والوں کے ساتھ بھی حسنِ سُلوک سے پیش آنا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی پیروی زندگی کے لیے بہترین ذریعہ ومشعلِ راہ ہے، ربِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمانِ عالی شان

ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1] "یقیناً تمہارے لیے رسولُ اللہ کی پیروی سب سے بہتر ہے"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی زندگی سارے انسانوں کے لیے نمونہ ہے، جس سے زندگی کا کوئی شعبہ باہر نہیں، کامیاب زندگی وہی ہے جو اِن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا سونا جاگنا حضورِ اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جاتے ہیں"[2]، اور اِسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔

مسکراہٹ سنّتِ رسول ہے

عزیزانِ گرامی! اُنہی اَخلاقِ کریمہ میں سے ایک مسکراہٹ اور چہرے کی ہشاشت و بشاشت ہے، مسکراہٹ اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے، مسکراہٹ انسانی چہرے پر نمودار ہونے والا سب سے خوبصورت جذبہ ہے، یہ انسان کی خوبصورتی اور مجموعی شخصیت کو چار چاند لگادیتی ہے، یہ ایسا حلال جادُو ہے جو دل کی گہرائی سے نکل کر ہونٹوں پر رونماں ہوتا ہے، بعد ازاں پیار کی خوشبو بکھیرتا ہے، اور نسیمِ محبت کے جھونکے چلاتا ہے۔ حسد، نفرت اور بغض کی گرہیں کھول کر، دلوں میں اُلفت و محبت جاگزیں کرتا ہے، مسکراہٹ ایک ایسا انمول تحفہ ہے جو غریب سے غریب آدمی بھی کسی کو پیش کرسکتا ہے، بڑے عظیم ہوتے ہیں وہ لوگ، جو غم اور دُکھ اپنے سینے

---

(١) پ٢١، الأحزاب: ٢١.

(٢) "تفسیر نور العرفان" پ٢١، سورۂ احزاب، زیرِ آیت: ٢١، ص٦٧٦ ملتقطاً۔

میں چھپاکر دوسروں کو مسکراہٹ کا تحفہ پیش کرتے ہیں، اور یہ سنّتِ مطہّرہ بھی ہے۔ تاجدارِ رسالت ﷺ نے اپنے عمل اور سیرتِ معطّرہ کے ذریعے یہ لطیف اور آفاقی زبان بنی نَوع انسان کو سکھائی۔ آپ ﷺ کا چہرہ سدا ہشاش بشّاش اور چمکتا دمکتا رہتا ہے۔ ایک ہی نظر میں آدمی آپ سے محبت کرنے لگتا، اور اپنے جان ومال اور اہل وعِیال کے ساتھ آپ پر فِدا ہوجاتا۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «مَا رَأَيْتُ أَحداً أَكْثَرَ تَبَسُّماً مِنْ رَسُولِ الله ﷺ»[1] "میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو تبسّم فرماتے نہیں دیکھا"۔

مسکراہٹ صدقہ ہے

میرے بزرگو ودوستو! مسلمان سے مسکرا کر ملنا ایسا بہترین صدقہ ہے جس پر غریب ومالدار سب قادر ہیں، ابتسام ومسکراہٹ کا ہدیہ جو اللہ کے رسول ﷺ سے حضرت سیّدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا، اسے انہوں نے ہمیشہ اپنے دل سے چمٹائے رکھا، فرماتے ہیں: «مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي»[2] "جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے مجھے کبھی اپنے پاس آنے سے نہیں روکا، اور میں نے جب بھی آپ ﷺ کو دیکھا

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٦٤١، صـ٨٣٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٨٩، صـ١٠٦٣.

توچہرۂ انور کو تبسم ریز ہی دیکھا"۔ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نزدیک وہ منوّر مسکراہٹ جس سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چہرہ مبارک کِھل اٹھتا، تمام یادگاروں سے افضل، اور تمام تمناؤں سے بلند وبرتر تھا۔ جب کبھی لوگ آپ کا مسکراتا چہرۂ انور دیکھتے، تو ان کے قلوب اسیر، نُفوس مسحور اور رُوح مائل ہوجاتی۔

مسکراہٹ صدقہ وعبادت ہے، اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ»(١) "اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا تمہارے لیے صدقہ ہے"۔ آج اس عبادت میں بہت ہی کوتاہی اور اس صدقہ میں بہت بخل ہورہا ہے، یہ ایک حلال جادُو ہے، اُخوّت کا اعلان ہے، پاکیزگی کی پیشگی ہے، موَدّت ومحبت کا پیغام ہے۔ مسکراہٹ حسد کے پتھر کو پگھلا دیتی ہے، عداوت ودشمنی کے کھنڈرات ملیامیٹ کردیتی ہے، بُغض کے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کردیتی ہے، کینے کا میل دھو ڈالتی ہے، قطعِ رِحمی کے زخم کو مندمل کردیتی ہے۔

مسکراہٹ انبیاء کی عاداتِ کریمہ سے ہے

برادرانِ اسلام! مسکرانا ہمیشہ سے انبیاء ومُرسَلین کی صفتِ حسَنہ ہے، کہ جب حضرت سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک وسیع وعریض وادی میں ایک ننھی جان چیونٹی کی بات سُنی (جو اپنی قوم کو آپ کی فوج سے خبردار کررہی تھی) تو مسکرائے تھے،

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ١٩٥٦، صـ٤٥٤.

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۞ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ﴾[1] "یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے، ایک چیونٹی بولی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ، تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں، تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا"۔ لہذا ہمیں بھی اس سے سبق لیتے ہوئے اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کو اپنی مسکراہٹ سے خوش کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، جبکہ مادّہ پرستی کی طُغیانی کے زمانے میں جہاں اُلفت ناپید ہے، تنازعات کی کثرت ہے، شَوہر وبیوی کو باہمی طَور پر خوش رہنے کی اشدّ ضرورت ہے، جبکہ اجتماعی مَشاکل بہت سنگین صورت اختیار کرتی نظر آتی ہیں، جہاں انسان کی پیشانی پر ہمیشہ غصہ وتیور دکھائی دیتے ہیں، گویا ہم سب بقاء اور زندگی کے اکھاڑے میں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں، ایسے میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ منیجر اور اساتذہ وغیرہ بھی تکبّر، فخر اور عِناد سے بالاتَر ہوکر اپنے طلبہ اور اسٹاف میں مسکراہٹ کے پھول بکھیر کر، ان کی دِلجوئی کا سامان کریں؛ تاکہ ان کے حَوصلے اور عزائم بلند ہوں، اور ان کے اندر کچھ کر گذرنے کی چاہت پیدا ہو۔

---

(۱) پ ۱۹، النمل: ۱۸، ۱۹.

جانِ برادر! ہمیں اس وقت مسکراہٹ، چہرے کی بشاشت، اِنشراحِ صدر، رُوح کی لَطافت اور نرمی وسماحت کے ذریعے اُمّتِ اِسلامیہ کو متحد کرنے کی اشدّ ضرورت ہے۔ امّت کے یتامی، بیواؤں، فقیروں اور محتاجوں کے سامنے اگر ہم مسکراہٹ کے پھول بکھیرتے ہوئے اِن کی مدد کرتے ہیں، تو ان کے دلوں میں مسرّت وشادمانی جاگزیں ہوگی، ان کے چہرے مسکراہٹ سے کِھل اٹھیں گے، جبکہ ایسے اعمال کا اجروثواب اللہ تعالی کے پاس بے حساب ہے۔

مصطفی جانِ رحمت ﷺ فرح وسرور اور خوشی کے موقع پر مسکرایا کرتے، خصوصًا جب بروز قیامت ملنے والے انعامات یاد آتے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک آپ پر ہلکی سی غنودگی چھاگئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سرِ اقدس اٹھایا، ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ کی مسکراہٹ کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» "ابھی ابھی مجھ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے"، اور پھر آپ ﷺ نے سورۃ الکوثر کی تلاوت فرمائی، پھر آپ نے فرمایا: «أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟» کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ ورسول بہتر جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: «فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عزوجل، عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ، فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ

مِنْهُمْ، فَأَقُولُ: رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي! فَيَقُولُ: مَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ!»[1] "کوثر وہ نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس میں بے پناہ خیر ہے، وہ ایک حوض ہے جس پر میری امّت بروزِ قیامت پانی پینے کے لیے آئے گی، اس کے برتن ستاروں کے شمار کے برابر ہیں، ایک شخص کو حوضِ کوثر سے ہٹایا جائے گا، تب میں عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ میرا امّتی ہے! اللہ تعالی فرمائے گا: تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا کارنامے انجام دیے ہیں"۔

عزیز دوستو! رسولِ اکرم ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت جب اپنی امّت کو حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے نماز میں دیکھا تو مسکرا دیے، حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "نبیٔ کریم ﷺ کی بیماری میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے، یہاں تک کہ ایک دن جب سب لوگ نماز میں صف بستہ تھے، رحمتِ عالَمیان ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ہماری طرف دیکھنے لگے، آپ ﷺ کھڑے تھے اور آپ کا چہرۂ انور گویا مصحف کا ورق تھا، پھر حضور نے تبسم فرمایا، ہم نے بھی مصمّم ارادہ کرلیا کہ از راہِ مسرّت حضورِ اکرم ﷺ کا دیدار کرتے رہیں، اسی دَوران سیّدنا ابو بکر پیچھے ہٹنے لگے کہ شاید سرکارِ دوعالم ﷺ مصلّی پر تشریف لائیں، مگر آپ ﷺ نے

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، ر: ٨٩٤، صـ١٧٠.

اشارے سے فرمایا: «أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ»[1] "اپنی نماز پوری کرو!"، اور پردہ گِرادیا، پھراسی روز نبیٔ رحمت ﷺ دنیائے فانی سے تشریف لے گئے"۔

مسکراہٹ کیوں ضروری ہے؟

برادرانِ مَن! ایک اچھی ہنسی آپ کے دل کو مکمل طور پر ہلکا کر دیتی ہے، دماغ کے جن حصوں میں مطلوبہ مقدار میں خون نہیں پہنچ پاتا، وہاں آپ کی مسکراہٹ اچھی مقدار میں خون پہنچادیتی ہے، لہذا کچھ نہ کچھ ایسا ہنسی مذاق کرتے رہنا چاہیے جس سے کسی کو تکلیف بھی نہ ہو، اور شریعت کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ ذہن پر بھی مسکراہٹ کا خوشگوار اثر مرتّب ہوتا ہے، پُرامیدی انسان کے لَبوں پر مسکراہٹ بکھیرتی ہے، اور مسکراہٹ اس کے بدلے میں ذہن کو متحرک کرنے اور ناامیدی پیدا کرنے والے خیالات کو دُور کرنے کا کام دیتی ہے، اس کے نتیجے میں آدمی ایک انوکھی بَشاشت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ خوش رہنا ایک فطری عمل ہی نہیں بلکہ ایک اَخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔

مسکراہٹ انسانی شخصیت کی آئینہ دار ہے، اسے چہرے پر طاری کرنے کے لیے شُعوری کوشش سے کام نہیں لینا پڑتا؛ کیونکہ انسانی شخصیت کے اصلی اور حقیقی خَد وخال ہمیشہ لاشُعوری طَور پر نمایاں ہوتے ہیں، دُکھوں اور پریشانیوں کے باوجود مسکرائیں، آخر ستارے بھی تو اندھیرے میں جِھلملاتے ہیں، پھول بھی تو کانٹوں کے

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، ر: ٦٨٠، صـ١١١.

بیچ رہ کر خوشبو بکھیرتے ہیں، اپنی زندگی کانٹے کی طرح نہیں بلکہ پھول کی طرح گزاریں، وہ پھول جسے سہرے میں سجانے کے لیے سُوئی کو پھول کے جگر کے پار کیا جاتا ہے، مگر پھول کی اعلیٰ ظرفی کہ وہ اپنے جگر کے پار ہونے والی سُوئی کو بھی خوشبو سے مہکا دیتا ہے۔ اگر مسکراہٹ ہمارا شِعار بن جائے تو ہماری اپنی زندگی بھی خوشگوار ہوجائے، اور جن سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے، ان میں بھی ایک تازگی آجائے گی۔ جبکہ اس قدر اہم اور مفید قوّت کا حصول زیادہ دُشوار نہیں۔

عزیزانِ گرامی قدر! ہمیں مسکراہٹ کے فَن کو سچائی کے ساتھ سیکھنا ہوگا، بشاشت، سماحت اور سعادت کی ثقافت کو اپنی مسلم سوسائٹی میں عام کرنا ہوگا، یقیناً اسی میں ایک سعادتمند زندگی اور باہمی بھائی چارگی کی واقعی ضمانت ہے، اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی کوشش کریں، اللہ ﷻ ہم سب کو اجرِ عظیم سے نوازے، آمین!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حضور کی سیرتِ طیّبہ کو اپنی زندگی کے لیے مشعلِ راہ بنانے، حسنِ اخلاق، حسنِ خُلق، اور ہمیشہ اپنے بھائیوں سے مسکراتے ہوئے ملنے کی توفیق رفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے

والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مُعاشرے اور برادری کی ترقی کا شُعور

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

کسی بھی مُعاشرے یا برادری میں ترقی کا شُعور تعلیم کے بغیر ممکن نہیں؛ کیونکہ تعلیم ہی مُعاشرے اور پھر اقوام کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔ تعلیم صرف اسکول، کالج یا کسی مشہور یونیورسٹی سے ڈگری لینے کا نام نہیں، بلکہ اس میں تعمیر، ادب وتہذیب سیکھنا بھی شامل ہے؛ تاکہ انسان اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے کے ساتھ ساتھ، اپنے مُعاشرہ کو بھی ترقی کی راہ پر گامزن کر سکے۔

راعی اور رعیت

عزیزانِ محترم! انسانوں کے درمیان باہمی رَبط وتعلق کا ہونا فطری عمل ہے، کوئی انسان تنہا اور دوسروں سے الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر نہیں کر سکتا، خواہ مُعاش ومعیشت کا مسئلہ ہو یا امن وحفاظت کا، اسے لازماً باہمی تعاوُن کی ضرورت ہوتی ہے،

وہ ضرورتمند ہوتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ خیر خواہی، اس کی نگہبانی اور وقتِ ضرورت اس کی مدد کرے۔ ایسے شخص کو "راعی" کہتے ہیں، اور جس کی حفاظت ونگہبانی کی جاتی ہے اسے "رَعِیَّت" کہتے ہیں، یہ نظامِ فطرت زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے۔

ایک مشہور حدیث میں اس کی بھرپور وضاحت کی گئی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا»[1] "تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں اور رعایا کے بارے میں باز پُرس ہوگی، امیر وخلیفہ ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پُرس ہوگی، مَرد اپنے اہلِ خانہ کا ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کی رعیت کے سلسلے میں باز پُرس ہوگی، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، اور اس سے اس کی ذمہ داری سے متعلق باز پُرس ہوگی"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجمعة، ر: ٨٩٣، صـ١٤٤.

مُعاشرتی شُعور

عزیز دوستو! دینِ اسلام اجتماعی زندگی کا تقاضا کرتا ہے، اور اس کے لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے، جس میں ہر فَرد کو ذمہ داری کا احساس ہو؛ کیونکہ یہی وہ اِحساس ہے جس سے لوگوں کے درمیان محبت واُلفت قائم رہتی ہے، یہی وہ اِحساس ہے جس کے ذریعے انسان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے، جو اللہ عزّوجلّ پر ایمان کی پختگی کی علامت ہے، یہی وہ احساس ہے جو نیکیوں کی رغبت پیدا کرتا ہے، اسی احساس کی بدَولت انسان اچھی کارکردگی کا مُظاہرہ کرکے مُعاشرے کی ترقی کا سبب بنتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» "ہر مسلمان کے لیے صدقہ ضروری ہے"، لوگ عرض گزار ہوئے کہ اگر یہ کام نہ کرسکے تو؟ فرمایا: «فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ» "اپنے ہاتھوں سے محنت کرکے کمائے، جس سے اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے"، لوگوں نے عرض کی کہ اگر ایسا نہ کرسکے تو؟ فرمایا: «فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ» "ضرورتمند اور محتاج کی مدد کرے"، لوگ عرض گزار ہوئے کہ اگر ایسا نہ کرسکے تو؟ فرمایا: «فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ» "نیکی کا حکم کرے"، لوگوں نے عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ کرسکے تو؟ فرمایا: «فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ؛ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ»[1] "بُرائی سے بچا رہے؛ کہ یہی اس کے لیے صدقہ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٢٢، صـ١٠٥٢، ١٠٥٣.

ہے"۔اس حدیثِ پاک سے ہمیں یہ بھی درس ملتا ہے کہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں اور خیال رکھیں جو معاشرہ میں ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔

باہمی مُعاشرتی تعاوُن

برادرانِ اسلام! انسان کی فطرت میں دوسرے انسان کے ساتھ اُنسیت ومحبت گویا اُس کے نام ہی میں داخل ہے، مشکل اوقات میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرنا انسانی جذبات کا خاصہ ہے، اس تعاوُن کے پیچھے باہمی پیار ومحبت اور انسان کے ساتھ بین الانسانی تعلق کار فرما ہوتا ہے، باہمی تعاون نہ ہو تو انسانی نسل کی بقا ممکن نہیں، ماں باپ باہمی تعاوُن ہی سے ایک نسل اور خاندان کی پرورش کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے سارے مُعاملات باہمی تعاوُن ہی کے بل بُوتے پر قائم ہیں۔ باہمی تعاوُن صرف انسانی زندگی ہی نہیں بلکہ پورے کارخانۂ قدرت کے چلنے کا باعث ہے، اور خود انسانی زندگی میں بھی بگاڑ اس وقت آتا ہے جب انسانوں کا باہمی تعاون ماند پڑجاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾[1] "نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ میں یہ بیان فرمایا کہ سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں میں ایک دوسرے کا تعاون کریں، وہ لوگ

---

(١) پ٦، المائدة: ٢.

آپس میں دوست بن جائیں، ان کے درمیان نہ خیانت ہو، نہ کینہ ہو، نہ حسد ہو، نہ بغض ہو، اور نہ قطعِ تعلقات ہو، بلکہ ایسے دوست ہوں جو ایک دوسرے کی خیر خواہی کی فکر میں رہیں، اور بھلائی کی راہوں میں باہمی تعاوُن کریں، یہی اسلامی یکجہتی ہے، اور اسی اسلامی یکجہتی، اخوّت اور بھائی چارگی کی اَہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً»[1] "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو طاقت پہنچاتا ہے"۔

والدین کے ساتھ بھلائی اور حسنِ سُلوک

عزیزانِ گرامی قدر! مُعاشرتی اور برادری کے ساتھ بھلائی کے شعور کی ابتداء اس وقت ہوتی ہے، جب انسان اپنے فرائضِ منصبی ادا کرتا ہے، اپنے خاندان کی اِعانت کرتا ہے، اور اپنے والدین کے ساتھ بھلائی اور حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے، جس کے سبب مُعاشرہ مستحکم ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا﴾[2] "ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الصلاة، ر: ٤٨١، صـ٨٣.

(٢) پ٢٠، العنكبوت: ٨.

اسلام نے ماں باپ سے حسنِ سلوک کا حکم دیا؛ کیونکہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں ہی اللہ عَزَّوَجَلّ کی رضا ہے۔

بیوی اور اولاد کے حقوق

برادرانِ اسلام! مُعاشرتی اور برادری کے حقوق کی ادائیگی میں ماں باپ کے بعد اہلِ خانہ میں انسان پر اپنی اولاد اور بیوی کے حقوق بھی مقرّر ہیں، جن کی حفاظت سے مُعاشرے کو اچھا، مضبوط اور دیر پابنایا جاسکتا ہے، باہمی حقوق کی صحیح طور پر ادائیگی معاشرے کے امن وامان میں مدد گار ثابت ہوتی ہے، انہی حقوق میں معاشرے کے افراد کا باہمی ادب واحترام بھی ہے، شوہر اپنی زوجہ کا احترام کرے، اس کی عزت کرے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اسی طرح والدین کا کردار اولاد کے لیے مشعلِ راہ ہوتا ہے کہ بچہ اپنے والدین کے کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے، اس لیے بنیادی طور پر اولاد کی ایسی اچھی اخلاقی اور دینی تربیت کی جائے، جس میں مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو؛ تاکہ اولاد اپنے آپ کے لیے فائدہ مند اور معاشرے بھر کی تعمیر وترقی میں ایک مثالی حصہ ہو، انبیاء ورُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام کا اپنی اولاد کی تربیت کے مُعاملہ میں یہی طریقہ کار رہا۔ ہمیں ہماری اولاد کا نگران مقرّر کیا گیا ہے، حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ، أَ حَفِظَ ذَلِكَ أَمْ

ضَيَّعَ؟ حَتَّى يَسْأَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ»[1] "اللہ تعالی ہر نگہبان سے اس کے ماتحت افراد، اور ان کے حقوق کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا، یہاں تک کہ آدمی سے اس کے اہلِ خانہ سے متعلق بھی سوال کیا جائے گا"۔

پڑوسیوں کے حقوق

عزیزانِ ملّتِ اسلامیہ! دینِ اسلام نے مُعاشرہ کی بنیادوں کو مضبوط تر کرنے کے لیے حسنِ سُلوک اور باہمی محبت کی دعوت عام فرمائی، جس کے سبب معاشرہ میں مہربانی، محبت اور اطمینان کی فضا قائم ہوتی ہے، اسی معاشرتی خوبی کی اہم ترین باتوں میں سے پڑوسی کے ساتھ محبت وبھلائی کا سُلوک بھی ہے، اللہ ﷻ نے اپنے پاک کلام قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾[2] "اللہ تعالی کی بندگی کرو، اور اُس کا شریک کسی کو مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی سے بھی بھلائی سے پیش آؤ"۔

---

(۱) "صحيح ابن حِبّان" كتاب السير، ر: ٤٤٧٦، صـ٧٧٧.

(۲) پ٥، النساء: ٣٦.

اس آیتِ کریمہ نے ہمسائیوں کے ساتھ بھلائی کرنے، ان کے حقوق کی حفاظت، اور اس کی ذمہ داریوں کی تاکید بیان فرمائی ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ماں باپ اور رشتہ داروں کے فوراً بعد ذکر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی﴾ "پاس کے ہمسائے" ﴿وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ "اور دُور کے ہمسائے" یعنی اجنبی یا غیر مسلم۔ تو آیتِ کریمہ کے اس حصے نے پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرنے میں پاس اور دُور، مسلمان و غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں رکھا؛ کہ اس کے سبب معاشرتی اور برادری ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہے، اسی طرح باہمی احترام، پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سُلوک، اور ان سے اچھے تعلقات کا قیام، ان کے لیے بھلائی کی کوششیں کرتے رہنا، انہیں کسی بھی قسم کی تکلیف واِیذاء نہ دینا، اور ان کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کی اہمیت اجاگر فرماتے ہوئے رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»[1] "اچھا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ وزبان سے لوگ محفوظ رہیں"۔

میرے بزرگو اور دوستو! یہ تمام سلوک واخلاق معاشرتی اور برادری کے باہمی رابطوں اور رویوں کی بقاء کے ضامن ہیں، اسی طرح لوگوں کے مابین اچھے تعلقات اور مثبت سوچ کے سبب معاشرے اور برادری کے لیے ترقی کی راہیں پروان

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الإيمان، الجزء ٨، صـ١٠٨، ١٠٩.

چڑھتی ہیں۔ اسی احساس کے سبب اپنے مُعاشرے اور برادری کی ترقی کے لیے ایسے قوانین اور ضوابط کی حوصلہ افزائی کی جائے، جو لوگوں اور شہروں کی ترقی کے لیے بنائیں گئے ہیں، اس میں نفع بخش امور کے دوام اور ضرر رساں امور کی بیخ کنی کی جائے، لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں؛ تاکہ وہ بُرائی سے بچ سکیں اور خیر کے کاموں کو اپنا سکیں، ان اچھے امور کی طرف کوشش کرنے اور ان کو عملی جامہ پہنانے والے لوگ ضرور اجر وثواب کے مستحق ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا﴾[1] "جس دن ہر ایک نے جو بھلا کام کیا اسے حاضر پائے گا"، یعنی بروزِ قیامت ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا ملے گی، اور اس میں کچھ کمی و کوتاہی نہیں ہوگی۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے معاشرے اور برادری کی ترقی کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمایا، اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اس کی برکت سے محبت ورحمت نازل فرما، ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو خیر کی توفیق نصیب فرما، انہیں بھی بھلائی کی سعادت عطا فرما، اپنے وطن ومعاشرے کے لیے نفع بخش بنا۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں

---

(۱) پ۳، آل عمران: ۳۰.

کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اعلیٰ و مثالی کردار

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا

عزیزانِ محترم! اچھی شہرت اور سچی ناموری ایک قیمتی جوہر اور انسانی زندگی کا عظیم مقصدِ حیات ہے، یہ وہ عالیشان مقام ومرتبہ ہے جس کے حصول کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام نے اللہ عزّوجلّ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں کیں، اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قرآنِ کریم میں یوں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾[1] "میری سچّی ناموری رکھ پچھلوں میں"۔ مفسّرینِ کرام اس

---

(۱) پ۱۹، الشعراء: ۸٤.

آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "یعنی میرے بہتر کردار کا چرچا ان امّتوں میں باقی رکھ، جو میرے بعد آنے والی ہیں"[1]۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول فرمائی، اور ان کو یہ اعلی وارفع شان عطا فرمائی، کہ تمام اہلِ اَدیان ان سے مَحبت رکھتے ہیں، ان کی ثنا کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ کا اپنے انبیاء ورسولوں پر یہی وہ انعام ہے جس سے متعلق ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾[2]

"ہم نے انہیں اپنی رحمت عطا کی، اور ان کے لیے سچی بلند ناموری رکھی"۔

صادق وامین

عزیز دوستو! حضورِ اقدس ﷺ کا زمانۂ طُفولت ختم ہوا، اور جوانی کا زمانہ آیا تو بچپن کی طرح مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی جوانی بھی عام لوگوں سے نرالی تھی، نبئ کریم ﷺ کا شباب مجسَّم حیاء اور چال چلن عصمت ووقار کا کامل نمونہ تھا۔ اعلانِ نبوّت سے قبل حضورِ اکرم ﷺ کی تمام تر زندگی بہترین اَخلاق وعادات سے مزیّن تھی، سچائی، دیانتداری، وفاشعاری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحمدلی وسخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوقِ خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں اور اچھی اچھی باتوں میں

---

(١) "تفسير الطَبَري" الشعراء، تحت الآية: ٨٤، ١١/ ١٠٦، ١٠٧ بتصرف.

(٢) پ ١٦، مريم: ٥٠.

سرورِ کونین ﷺ اتنی بلند منزل پر تھے، کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسان کے لیے بھی وہاں تک رَسائی تو کیا، اس کا تصوّر بھی ممکن نہیں۔

کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، خندہ پیشانی اور خوش رُوئی کے ساتھ دوستوں اور دشمنوں سے ملنا، ہر مُعاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا حضورِ اکرم ﷺ کا خاص شیوہ تھا۔ حرص، طمع، دَغا، فریب، جُھوٹ، شراب نوشی، بدکاری، ناچ گانا، لُوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشق بازی، یہ تمام بُری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانۂ جاہلیت میں گویا ہر بچے کے خمیر میں ہوا کرتی تھیں، رحمتِ عالمیان ﷺ کی ذاتِ گرامی ان تمام عیوب ونقائص سے ہمیشہ ہمیشہ پاک وصاف رہی۔

رسولِ اکرم ﷺ کی راست بازی اور امانت ودیانت کا پورے عرب میں شہرہ تھا، مکہ مکرّمہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دل میں سرکارِ اَبد قرار ﷺ کے برگزیدہ اَخلاق کا اعتبار، اور سب کی نظروں میں نبئ کریم ﷺ کا ایک خاص وعالی وقار تھا۔ مصطفی کریم ﷺ کا اصل خاندانی پیشہ تجارت تھا، اور ایسی راست بازی اور امانت ودیانت کے ساتھ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے تجارت کی، کہ آپ ﷺ کے شرکائے کار اور تمام اہلِ بازار مصطفی جانِ رحمت ﷺ کو "صادق وامین" کے لقب سے پکارنے لگے، اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے، اپنے اختلافات میں آپ کی جانب رجوع کرتے۔

غرض نزولِ وحی اور اعلانِ نبوّت سے پہلے بھی نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مقدّس زندگی اَخلاقِ حسَنہ اور محاسنِ اَفعال کا مجسّمہ، اور تمام عیوب ونقائص سے پاک وصاف رہی۔ یہی وہ مثالی اَقدار وکردار ہیں جن کی طرف حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت میں رہنمائی ملتی ہے: "اہلِ مکّہ نے کہا کہ ہم نے کبھی آپ کو جُھوٹ بولتے نہیں سنا"[1]۔

نبیٔ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر بھی قیامت تک بلند وبالا رہے گا

برادرانِ اسلام! اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نے حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذکر کو بھی بلند فرمایا، لہٰذا قیامت تک آنے والے لوگ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذکر کا چرچا کرتے رہیں گے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾[2] "اے حبیب! ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا"۔

بلکہ مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر تو اس قدر بلند وبالا ہے، کہ خود اللہ تعالی اور اس کے فرشتے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکرِ خیر کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہے گا، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کو بھی اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ بھی حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُوب چرچا کریں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب تفسير القرآن، ر: ٤٩٧١، صـ٨٩١.

(٢) پ ٣٠، الشرح: ٤.

﴿وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾[1] "یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر دُرود اور خُوب سلام بھیجو!"۔

عزیزانِ گرامی قدر! پوری کائنات میں کوئی بھی ایسا نہیں جو سرکارِ مدینہ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور اچھے کردار کا معترِف نہ ہو، حضرت سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: «بَعَثَ اللهُ إِلَيْنَا رَسُولاً مِنَّا نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ وَعَفَافَهُ»[2] "اللہ تعالی نے ہماری طرف ایسا رسول بھیجا ہے جس کے نَسَب، سچائی، امانتداری اور حسنِ خُلق کو ہم خُوب جانتے ہیں"۔

نبئ اکرم ﷺ کے اچھے کردار کا چرچا کتبِ سابقہ میں بھی مَوجود ہے

عزیزانِ محترم! ایک بار جب حضرت سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی حضرت سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان نہیں لائے تھے) بادشاہِ رُوم ہِرقل سے ملے تو اس نے ان سے سوال کیا: "کیا دعوئ نبوّت سے پہلے تم نے محمد ﷺ کو کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے؟"، حضرت سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

---

(١) پ ٢٢، الأحزاب: ٥٦.

(٢) "صحيح ابن خزَيمة" كتاب الزكاة، ر: ٢٢٦٠، ٢/ ١٠٨٠.

"نہیں"، جس پر ہرقل بادشاہ نے کہا: "میں تو یہ بات جانتا ہوں کہ جو لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، وہ اللہ پر جھوٹ کیسے باندھ سکتا ہے!"[1]۔

میرے بزرگو ودوستو! ہرقل بادشاہ سے آپ ﷺ کی ملاقات نہیں ہوئی، اس کے باوجود بھی وہ آپ ﷺ کے حسنِ اَخلاق، امانتداری، سچائی وصداقت جیسی اعلی وارفع صفات کو جانتا تھا؛ کیونکہ کتبِ سابقہ میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے تذکرے اور مثالیں اس نے پڑھ رکھی تھیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾[2] "یہ ان کی صفت توریت میں ہے، اور ان کی صفت انجیل میں ہے"۔

اسی طرح نَجاشی جو ملکِ حبشہ کا بادشاہ تھا، وہ بھی آپ ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ اور صفاتِ عالیہ کا معترف تھا؛ اسی لیے وہ آپ ﷺ پر غائبانہ ایمان بھی لے آیا تھا۔

مثالی کردار کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے

محترم بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ ان نُفوسِ قُدسیہ کی سیرتِ طیّبہ پر عمل پیرا ہوکر، اپنے کردار کو مُعاشرے کے لیے بطور مثال پیش کرسکیں۔ اچھے کردار میں یہ بھی ہے کہ لوگوں سے پیار ومحبت کے ساتھ ملاقات کی جائے، ارشادِ باری تعالی:

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ٧، صـ٣.

(٢) پ٢٦، الفتح: ٢٩.

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا﴾[1] "یقیناً وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبّت کر دے گا!"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں: "یعنی اپنا محبوب بنائے گا، اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی مَحبت ڈال دے گا"[2]؛ کیونکہ اعمالِ صالحہ، اَخلاقِ حسَنہ، پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری، باہمی مشاوَرت اور زندگی کے تمام مُعاملات کو احسن طریقہ سے سرانجام دینا، ایک مثالی کردار کی علامت ہے۔

اسی کردار کے بدَولت انسان رہتی دنیا تک اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے، اور لوگ اس کو اپنا آئیڈیل تصوّر کرتے ہیں، اسی طرح ایک مؤمن اچھے اور مثالی کردار کا حریص ہوتا ہے، جو اپنے آپ کو شبہات اور تہمت کی جگہ سے بچاتا ہے۔ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے بھی ہم مسلمانوں کو اسی بات کا درس دیا ہے، کہ ہم اپنے کردار کو صاف ستھرا رکھیں، بُری عادات اور بُری خصلتوں سے دُور رہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ»[3] "جو مشتبہ چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزّت کو بچالیا"۔

---

(١) پ١٦، مريم: ٩٦.

(٢) "الجامع لأحكام القرآن" تحت الآية: ٩٦، الجزء ١١، صـ١٤٦.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ٥٢، صـ١٢.

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے کردار کو مثالی بنانے، ان نُفوسِ قُدسیہ کے کردار کو مشعلِ راہ بنانے اور بُری عادات و خصلتوں سے بچنے کی توفیق رفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا

فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

فضائلِ عشرۂ ذی الحجّہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

افضل ترین ایّام

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا مخلوق پر بے انتہاء لُطف وکرم، مہربانی واحسان ہے، کہ اُس نے دنیاوی نعمتوں کے ساتھ ساتھ بھلائی کے لیے رہنمائی بھی فرمائی، اور کچھ ایسے اوقات مہیا کیے جن میں ہم اپنی آخرت کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹ سکتے ہیں، انہی اوقات میں سے ایک ذوالحجہ کا مہینہ بھی ہے، جس میں بہت سی بھلائیاں جمع فرمادی ہیں، اور پھر ماہِ ذی الحجہ کے ابتدائی دس ۱۰ دن تو انتہائی افضل واعلیٰ ہیں، ان دِنوں کو رب تعالی نے بڑی برکتوں سے نوازا ہے،

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ الْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾﴾[1] "اِس صبح اور اِن دس ۱۰ راتوں کی قسم!" مفسرینِ کرام ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "فجر سے مُراد تو صبح کی نماز ہے؛ کیونکہ اس وقت رات ودن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، یا صبحِ صادق کا وقت مُراد ہے کہ اس وقت تمام مخلوق اللہ کا ذکر کرتی ہے، اور دس ۱۰ راتوں سے مُراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس ۱۰ دن اور راتیں ہیں؛ کہ ان میں حج کے اَرکان ادا کیے جاتے ہیں"[2]۔ لہٰذا یہ ایام بہت ہی افضل وعظمت والے ہیں، ان مبارک ایام میں اعمالِ صالحہ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی ہے؛ تاکہ یہ مبارک گھڑیاں ہمارے لیے بخشش ومغفرت کا سبب بن جائیں۔ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ، جس میں حج کیا جاتا ہے، اس کے فضائل بیان کرتے ہوئے مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «أفضلُ أيّام الدُّنيا أيّامُ العَشر»[3] "دنیا کے دنوں میں افضل ترین عشرۂ ذی الحجّہ کے دن ہیں"۔

عشرۂ ذی الحجہ کی خصوصیات

عزیز دوستو! عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ اس کا نَواں دن یومِ عرفہ ہے، یہ وہی دن ہے جب اللہ ﷻ نے دینِ اسلام کی تکمیل فرمائی،

---

(١) پ٣٠، الفجر: ١، ٢.

(۲) "تفسیر نور العرفان" پ۳۰، سورۃ الفجر، زیرِ آیت: ۱، ۲، صـ۹۷۸۔

(٣) "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" كتاب الأضاحي، ر: ٥٩٣٣، ٤/ ٤.

اور اہلِ اسلام پر اپنی نعمت کو پورا فرمایا۔ یہی وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالی کثرت سے گنہگاروں کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے، سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْداً مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ»[1] "اللہ تعالی یومِ عرفہ سے زیادہ کسی دن بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں فرماتا"۔ لہذا ہر مسلمان کو عشرۂ ذی الحجہ کی قدر کرتے ہوئے، زیادہ سے زیادہ حصولِ ثواب کی کوشش کرنی چاہیے۔

برادرانِ اسلام! انہی افضل ایّام میں سے ایک عید کا دن بھی ہے، یہ دن بہت ہی سعادتمندی، مسرّت وخوشی اور اللہ ورسول کی فرمانبرداری کا دن ہے، اور بلاشبہ یہ عیدِ قربان کا مبارک دن ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم ترین دن ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَعْظَمَ الأَيَّامِ عِنْدَ اللهِ يَوْمُ النَّحْرِ»[2] "یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم تر دن دسویں ذی الحجہ (قربانی) کا دن ہے"۔ مسلمان عیدوں میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے احسن انداز میں اس کی فرمانبرداری کے اعمال بجالاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے مؤمن بندوں سے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے، اس مغفرت کو پاکر سعادتمند بن جاتے ہیں۔ قربانئ عید اللہ تعالیٰ کی اسی نعمت کے شکرانہ کا

---

(١) "صحيح مسلم" باب فضل يوم عرفة، ر: ٣٢٨٨، صـ٥٦٧.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب المناسك، [باب] ر: ١٧٦٥، صـ٢٥٩.

ایک انداز ہے، ہم آج کے دن اللہ تعالیٰ کے اسی وعدہ وعزّت و تکریم کو پانے کے لیے حاضر ہیں، یقینًا یہ مغفرتِ کبریٰ خصوصًا اس کے لیے ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے پاک گھر کی زیارت کا شرف حاصل کیا، یا اس عشرۂ ذی الحجہ میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کی، بالخصوص نویں ذی الحجہ یومِ عرفہ کا روزہ رکھا، جس حاجی نے عرفات میں وقوف کرلیا وہ کامیاب ہوگیا، وہ اپنے گناہوں کی گندگیوں سے پاک وصاف ہوکر لوٹتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کرتا ہے، منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے لیے مشقتیں برداشت کرتا ہے، بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی سعادت حاصل کرتا ہے، ایسے شخص کو رحمت کے فرشتے گھیرے رہتے ہیں، اس پر نور اور برکتوں کی برسات ہوتی رہتی ہے۔

نیز وہ شخص بھی مبارکباد کا مستحق ہے جس نے حاجیوں کی طرح اس عشرۂ ذی الحجہ میں دن کو روزہ رکھا، اور رات عبادتِ الٰہی میں بسر کی؛ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے اس کی رضا کا طلبگار ہے، اس کی طرف سے اپنی مغفرت کی امید رکھتا ہے، اور ہدایت پر استقامت کی دعا کررہا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کیسے گزارنا چاہیے؟

برادرانِ اسلام! ذی الحجہ کے ابتدائی دس ۱۰ دنوں میں اعمالِ صالحہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کو بہت پسندیدہ ہیں، ان کا ثواب بہت زیادہ ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے اِن مبارک ایامِ کی اہمیت کے پیشِ نظر ہمیں اِن دنوں میں نیک اعمال کی خصوصیت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْرِ»[1] "اللہ تعالی کے ہاں ذو الحجۃ الحرام کے ابتدائی دس ۱۰ دنوں سے بڑھ کر کسی اَور دن کا عمل زیادہ پسندیدہ نہیں"۔

اس حدیثِ پاک میں موجود «العملُ الصّالحُ» ایسے الفاظ ہیں جو کسی مخصوص عبادت کے لیے نہیں، بلکہ ہر اُس عملِ نیک کو شامل ہیں، جو انسان کی استطاعت میں ہو، اور اسے اپنے رب سے قریب کر دے، اللہ عزّوجلّ سے قربت کا ذریعہ فرائض وواجبات کی پابندی، اور مستحبات ونوافل کی کثرت ہے۔ حدیثِ قدسی میں ارشاد ہوتا ہے: «وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّه»[2] "میرا بندہ ایسی چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر رکھی ہے، بلکہ میرا بندہ نوافل کی کثرت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں"۔

ایک اَور حدیثِ مبارک میں مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ عَمَلٍ أَزْكَى عِنْدَ اللهِ عزّوجلّ، وَلَا أَعْظَمَ أَجْراً مِنْ خَيْرٍ يَعْمَلُهُ فِي عَشْرِ

(١) "سنن الترمذي" أبواب الصّوم، ر: ٧٥٧، صـ١٩١.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.

الأَضْحَى»[1] "قربانی کے عشرے میں جو نیک عمل کیا جائے، اللہ تعالی کے ہاں اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور زیادہ اجر وثواب والا کوئی عمل نہیں"۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان مبارک اوقات کو غنیمت جانے، اور ان میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال انجام دے، اللہ تعالی کی فرمانبرداری، اس کے ذکر، روزوں اور صدَقات وخیرات کی کثرت کرے۔

نماز کی حفاظت قُربِ الٰہی کا اہم ذریعہ ہے

عزیزانِ گرامی قدر! نماز دین کا سُتون اور ارکانِ اسلام میں سے دوسرا اہم رُکن ہے، اِس کی اَہمیت دیگر اسلامی عبادات سے منفرِد ونمایاں ہے، نماز ہی وہ عظیم عبادت ہے جس کی تاکید تمام عبادات میں سب سے زیادہ کی گئی ہے، تمام دینی اَحکام میں سب سے زیادہ اسی کو عظیم تَر قرار دیا گیا ہے، یہ وہ فریضہ ہے جو فرض ہونے کے بعد کسی حالت میں کبھی بھی کسی مسلمان سے ساقط یعنی مُعاف نہیں ہوتا، یہی وہ اَہم عبادت ہے جو بندۂ مؤمن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب کرتی ہے، لہٰذا اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کا حکم ارشاد فرمایا: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾[2] "نگہبانی کرو سب نمازوں کی، اور بطورِ خاص بیچ کی نماز کی، اور اللہ تعالی کے حضور ادب سے کھڑے ہو!"۔

---

(١) "سنن الدارمي" باب في فضل العمل في العشر، ر: ١٧٧٤، ٢/ ٤١.

(٢) پ٢، البقرة: ٢٣٨.

۹ذوالحجہ کا روزہ قُربِ الٰہی کا ایک ذریعہ ہے

عزیزانِ محترم! اِن مبارک ایام میں دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ خصوصًا ۹ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا بھی مستحب اور باعثِ اجر وثواب ہے، حضرتِ اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: «كَانَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّة، وَيَوْمَ عَاشُورَاء، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسِ»[1] "حضور نبئ کریم ﷺ ۹ ذی الحجہ، عاشورہ، ہر مہینے کے تین دن اور ہر ماہ کے ابتدائی پیر وجمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے"۔ اس دن روزہ رکھنے کا بڑا اجر وثواب ہے، اور یہ دو۲ سال کے گناہوں کا کفّارہ بھی ہے، حضرت سیّدنا ابو قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ»[2] "یومِ عرفہ کے روزہ کے بارے میں مجھے اللہ تعالی سے امید ہے، کہ اگلے اور پچھلے دو۲ سال کے گناہ مُعاف فرمائے گا"۔

صدقہ وخیرات، گڑگڑا کر دعا کرنا، کثرت سے تسبیح وتہلیل پڑھنا

میرے بزرگو اور دوستو! اِن مبارک ایام میں مستحب ہے کہ کثرت سے صدقہ وخیرات کیا جائے؛ کہ صدقہ ایمان کی پختگی کی دلیل ہے، اس کے ذریعہ

---

(١) "سنن أبي داود" باب في صوم العشر، ر: ٢٤٣٧، صـ٣٥٣.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الصيام، ر: ٢٧٤٦، صـ٤٧٧.

قربِ الٰہی حاصل کرنے کی رغبت ہوتی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ»[1] "صدقہ دلیل ہے"۔

اسی طرح گڑگڑا کر اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کرنا، کہ جو کثرت سے دعا کرتا ہے اللہ تعالی بھی اسے یاد رکھتا ہے، اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ﴾[2] "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا!"۔

اسی طرح کثرت سے اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے، رب تعالی فرماتا ہے: ﴿وَ یَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ﴾[3] "وہ مقرّرہ دنوں میں خصوصیّت کے ساتھ اللہ کو یاد کریں"۔ وہ مقرّرہ دن یہی ذو الحجّہ کے ابتدائی دس ۱۰ دن ہیں، جیسا کہ حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا[4]۔

محترم بھائیو! سرکارِ ابد قرار ﷺ نے اِن ایام میں ذکرُ اللہ کے بارے میں فرمایا: «مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ الله، وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنّ، مِنْ

---

(١) "صحيح مسلم" باب فضل الوضوء، ر: ٥٣٤، صـ١١٤.

(٢) پ٢٤، غافر: ٦٠.

(٣) پ١٧، الحجّ: ٢٨.

(٤) "صحيح البخاري" كتاب العيدَين، صـ١٥٦.

هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْر، فَأَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ»[1]

"ذی الحجہ کے ابتدائی دس ۱۰ دنوں کی قدر و منزلت سے بڑھ کر کوئی اَور دن نہیں، نہ ان ایام کی نیکی سے بڑھ کر کوئی اَور نیکی ہے، لہذا اِن ایام میں "لا الہ الّا اللہ"، "اللہ اکبر" اور "الحمدللہ" کی کثرت کرو!"۔

صبح وشام، چلتے پھرتے، صحت وبیماری، گھر میں اور باہر، سفر وحضر، کھاتے پیتے وقت، الغرض ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہنا چاہیے؛ کہ اس کے سبب بھی اللہ تعالی بندے کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ لہٰذا ہم تمام مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، جیسے تلاوتِ قرآن، علمِ دین کی مجالس میں شرکت، رشتہ داروں سے حسنِ سلوک، گھر والوں اور پڑوسیوں سے اچھے تعلّقات قائم رکھنا، اور ان تمام نیک اعمال میں سے اہم ترین عمل مسلمانوں کو خوش رکھنے کے لیے ان سے بھلائی سے پیش آنا ہے؛ کہ یہ اللہ تعالی کے ہاں بہت پسندیدہ عمل ہے، بالخصوص ان دنوں میں؛ تاکہ ان لمحات کی بھی خوب برکتیں حاصل کی جاسکیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اِن مبارک ایام میں خصوصیّت کے ساتھ اپنی عبادت، اپنے ذکر اور دیگر نیک اعمال کی کثرت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عمر ...إلخ، ر: ٥٤٤٧، ٢/ ٣٦٥.

پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت

فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اللہ تعالی کی کبریائی

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی بڑی عظمت وبزرگی والا ہے، خالقِ کائنات جَلّ جَلالُہٗ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۪ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[1] "اسی پروردگار کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں"۔ اور فرماتا ہے: ﴿سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾[2] "پاکی ہے اسے، وہی ہے ایک، اللہ سب پر غالب"۔

(۱) پ۲۵، الجاثية: ۳۷.

(۲) پ۲۳، الزمر: ٤.

اپنی عظمت وقدرت کے ساتھ سب سے بلند مرتبے والا ہے، اپنی قدرتِ کاملہ کے سبب ہر چیز سے بلند وبالا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: ﴿الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ﴾[1] "سب سے بڑا بلندی والا ہے"۔ مفسّرینِ کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اللہ تعالی کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اور بندے اس کے حضور گڑگڑاتے ہیں، چاہے خوشی سے ہو یا مجبوری سے"[2]۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا﴾[3] "اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں، خوشی سے ہو چاہے مجبوری سے"۔

اللہ ﷻ نے رسولِ کریم ﷺ کو حکم دیا کہ اللہ تعالی کی پاکی بیان کریں، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾[4] "اپنے رب تعالی کی ہی بڑائی بولو"۔ اسی طرح ہمیں بھی حکم دیا کہ ہم بھی اس کی بڑائی بیان کریں، ارشاد فرمایا: ﴿وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾[5] "اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرنے کے لیے تکبیر کہو"۔ مفسّرینِ کرام اس آیتِ مبارکہ کی

---

(١) پ١٣، الرعد: ٩.

(٢) "تفسير ابن كثير" سورة الرعد، تحت الآية: ٩، ٢/ ٥١٧ ملتقطاً.

(٣) پ١٣، الرعد: ١٥.

(٤) پ٢٩، المدثر: ٣.

(٥) پ١٥، الإسراء: ١١١.

تفسیر میں فرماتے ہیں: "اللہ تعالی کی کبریائی وعظمت کا خُوب چرچا کرو، لہذا لفظِ "اللہ اکبر" تعظیم واِجلال کے اندازِ بیان میں اہلِ عرب کے نزدیک سب سے زیادہ معنی خیز ہے"[1]۔

اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کا اظہار بہت پسندیدہ ہے

عزیزانِ محترم! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کثرت سے ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے، تکبیر بھی ذکر ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کا اظہار کیا جاتا ہے، اس کی فضیلت اور مقام ومرتبہ اللہ کریم کے یہاں بہت بلند ہے، یہ تسبیح اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے کہ یہ ایک نفیس اور پاکیزہ کلام ہے، تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لله، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ»[2] "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلمات چار ۴ ہیں: (۱) سبحان اللہ، (۲) الحمد للہ، (۳) لا الہ الا اللہ، (۴) اللہ اکبر۔

جانِ برادر! تکبیر ایک عمدہ کلام ہے، جو اسے ایک بار پڑھتا ہے اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک بار ہم سرکارِ اَبد قرار ﷺ کی معیّت میں نماز ادا کر رہے تھے، کہ

---

(۱) "تفسير القُرطبي" سورة الإسراء، تحت الآية: ۱۱۱، ۱۰/ ۳۰۰ ملتقطاً.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الآداب، ر: ۵۶۰۱، صـ۹۵٤.

اچانک کسی نے کچھ اس انداز میں تکبیر کہی: "اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، وَالْحَمْدُ لله كَثِيراً، وَسُبْحَانَ الله بُكْرَةً وَأَصِيلاً"، مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَن الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟» "کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟" نمازیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ! میں نے کہے ہیں، نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ!» "مجھے تعجب ہوا کہ ان کلمات کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے!" حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سنی ہے، ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا[1]۔

"اللہ اکبر" کہنا دنیا وآخرت میں بھلائی کا سبب ہے

عزیزانِ مَن! تکبیر کہنے والا دنیا وآخرت میں خیر وبرکت حاصل کرلیتا ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، حضورِ اکرم ﷺ نے بھی اپنی امّت کو اس بات کی تعلیم فرمائی، ایک روایت میں ارشاد ہوتا ہے، کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، مجھے کچھ کلمات پڑھنے کی تعلیم دیجیے، سرکار اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، وَالْحَمْدُ لله كَثِيراً، سُبْحَانَ الله رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ» اس شخص نے کہا: یہ کلمات تو میرے رب

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ر: ١٥٠، صـ٢٤٣.

کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہیں؟ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «قُلْ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي»[1] لہذا جس نے تکبیر کے معنی اور فضائل کو سمجھ لیا اس نے ذکرُ اللہ کی کثرت اور ثواب کی زیادتی کو پالیا۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "بندے کا "اللہ اکبر" کہنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے"[2]۔ جس نے معنی ومفہوم جانتے ہوئے تکبیر کہی، اس کے لیے جنّت ومغفرت کی بشارت ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «مَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ» "جب بھی کوئی تکبیر کہتا ہے، تو اسے مغفرت کی بشارت دے دی جاتی ہے"، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسولَ اللہ ﷺ! کیا وہ جنّت پائے گا؟ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ»[3] "ہاں، وہ جنّت پائے گا"۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی زبانوں کو ہر وقت تکبیر وذکر سے تر رکھیں۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الذكر والدعاء ...إلخ، ر: ٦٨٤٨، صـ١١٧٢.

(٢) "تفسير القُرطبي" سورة الإسراء، تحت الآية: ١١١، ١٠/ ٣٠٠.

(٣) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه محمد، ر: ٧٧٧٩، ٥/ ٤١١.

تکبیر کہنے کے مواقع

رفیقانِ گرامی قدر! ہمیں ہر وقت، ہر آن، ہر لمحہ اپنی زبان کو تکبیر وذکر، اپنے رب کی نعمتوں کے چرچے، اور شکر کرتے رہنا ہے، کہ اللہ تعالی کی طرف سے ہمیں بہت سی عبادات کا تحفہ ملا، مثلاً: نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔

تکبیر کہنے کا ایک موقع اذان، اِقامت اور نماز کی ابتداء بھی ہے، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نماز سے متعلق ارشاد فرمایا: «التَّكْبِيرُ تَحْرِيمُهَا وَالتَّسْلِيمُ تَحْلِيلُهَا»[1] "نماز کی ابتداء تکبیر سے ہے، اور اختتام سلام سے ہے"۔

حضراتِ محترم! تکبیر کہنے کے مواقع میں تکمیلِ رمضان اور عید الفطر بھی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾[2] "تاکہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرو، اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، اور کہیں تم حق گزار ہو!"۔

اسی طرح عید الاضحی کے موقع پر بھی اللہ تعالی نے ہمیں تکبیر کہنے کا حکم ارشاد فرمایا: ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ

---

(١) "سنن الدارقُطني" كتاب الصلاة، ر: ١٣٤٥، ١/ ٤٨٢.

(٢) پ ٢، البقرة: ١٨٥.

﴿كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ﴾[1] "اللہ تعالی کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے، یونہی انہیں تمہارے بس میں کر دیا؛ کہ تم اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرو، اس بات پر کہ تم کو ہدایت فرمائی! اور اے حبیب! خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو"۔

لفظ "اللہ اکبر" کہنے سے جنّت کے دروازے کُھل جاتے ہیں

برادرانِ اسلام! لفظ "اللہ اکبر" کہنے سے جنّت کے دروازے کُھل جاتے ہیں، جب بندۂ مؤمن اس کے معنیٰ کو ذہن نشین کر لیتا ہے، تو اس کی برکت سے وہ دنیا وآخرت کی بلندیوں کو چھوتا ہے، وہ یہ بات جان لیتا ہے کہ اللہ بڑی عظمت وبزرگی والا ہے، وہ قادرِ مطلق ہے، اور یہ اس کا ایک عاجز بندہ اور ادنی غلام ہے، تو وہ اپنے رب تعالی کی شان بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا﴾[2] "اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شَے آسمانوں اور نہ زمین میں، یقیناً وہ علم وقدرت والا ہے"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! کثرتِ ذکر محبتِ الٰہی کا اوّلین تقاضا ہے، انسانی فطرت ہے کہ جس چیز سے اُس کا تعلق گہرا ہوتا ہے، اُس کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے، جس سے محبت

---

(١) پ ١٧، الحج: ٣٧.

(٢) پ ٢٢، فاطر: ٤٤.

ہوتی ہے اسے اٹھتے بیٹھتے یاد کیا جاتا ہے، محبوب جس قدر صاحبِ عظمت وشان اور حُسن وجمال کا پیکر ہوگا، مُحِب کی زبان پر اپنے محبوب کا ذکر اُسی قدر کثرت سے آئے گا، ایک مؤمنِ کامل کی دلی محبت کا حقیقی مرکز ومحور صرف اللہ تعالی اور رسولِ کریم ﷺ کی ذات ہوا کرتی ہے، کثرت سے ذکر اُسی کا کیا جاتا ہے جس سے شدید محبت ہو، اللہ تعالی کا ذکر اس کے قُرب کا بہترین ذریعہ ہے، اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ اور کثرت سے کرتے رہنا ہے، انسان کا ایک ایک سانس اللہ تعالی کی یاد میں صَرف ہونا چاہیے، ایک لمحہ بھی غفلت کی نذر نہ ہو، ہمیں قرآن وحدیث سے یہی درس ملتا ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں فضولیات سے بچاکر ہمیشہ ہر وقت، ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، فرصت و مصروفیت میں، مجلس وتنہائی میں، زبان ودل اور دیگر اعضاء سے تیری عظمت وکبریائی بیان کرنے کی توفیق وہمّت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے

ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَكَ وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! دینِ اسلام نے حصولِ علم کا بڑا اہتمام فرمایا ہے، لوگوں کو لکھنے پڑھنے کی خوب ترغیب دلائی ہے؛ اس لیے کہ لکھنا پڑھنا علم کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے، اسی سے اچھے بُرے کی تمیز ہوتی ہے، اسی علم کی وجہ سے انسان کفر وگناہ کی گندگی وغلاظت سے پاک وصاف ہوتا ہے، اور اسی کی بدَولت شریعت کے چشمے جاری ہوتے ہیں، یہی علم انسان کو ادنی سے اعلیٰ، اور گندے سے ستھرا بناتا ہے، علم ہی سے دین ودنیا کے کام وابستہ ہیں، اور خصوصاً علمِ دین اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے؛ کہ اس کے ذریعے دینی خدمات انجام دی جاتی ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِىْ

﴿عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴾[1] "اے حبیب! پڑھیے اپنے رب تعالی کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو جمے ہوئے خُون سے بنایا، پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے علم سکھایا، آدمی کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر مصطفی جانِ رَحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»[2] "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"، لہذا ہر ایک پر اپنے اپنے شعبہ زندگی سے متعلق علم حاصل کرنا اور علمائے کرام سے پوچھنا لازم ہے۔

علم حاصل کرنا کیوں فرض ہے؟

برادرانِ اسلام! علم نور ہے، علم اَقوامِ عالَم کی ترقّی اور سربلندی، دل ودماغ کی کشادگی، جنّت کے حصول اور اللہ تعالی کے اِنعام واِکرام حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، علم کی بدَولت انسان کا دل جگمگا اُٹھتا ہے، اِسی نُور کی رَوشنی میں انسان اپنی منزل تلاش کرتا ہے، اساتذہ سے کسی مسئلہ کے حل سے متعلق دریافت کرنا جہالت کی بیماری کی شِفاء ہے، بصورتِ دیگر گمراہی، بدعقیدگی اور بگاڑ کا سبب ہے، ہر ایک پر بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا فرض ہے، نماز، روزہ، پاکی ناپاکی وغیرہ کے اَحکام سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہیں، اسی طرح تاجر پر تجارت کا علم حاصل کرنا لازم ہے، نوکری پیشہ وملازِم پر نوکری وملازمت

---

(١) پ٣٠، العلق: ١-٥.

(٢) "سنن ابن ماجه" المقدّمة، ر: ٢٢٤، صـ٤٧.

سے متعلق علم حاصل کرناضروری ہے، مالک جو کام پر مزدور رکھتا ہے، اُس پر مزدور و کام کاج کرنے والوں کے حقوق سے متعلّق علم و مسائل سیکھنا لازم وضروری ہے، اور جس جس شعبے سے انسان وابستہ ہے اُس سے متعلّق جائز وناجائز، حلال وحرام کا علم ہونا لازم ہے؛ تاکہ باہمی حقوق کی ادائیگی، اور اپنے کام کاج میں غلطی کوتاہی کے باعث گناہ وحرام کا مرتکِب نہ ہو، زندگی کی ابتداء سے انتہاء تک ہر موڑ پر علم کی ضرورت ہے، چاہے وہ عبادات ہوں یا مُعاملات، تربیتِ اولاد ہو یا حقوقِ والدَین، حقوقِ مسلم ہوں یا غیر مسلم، رشتہ دار ہوں یا دوست واَحباب، جوانی ہو یا بڑھاپا، نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا زکات، وضو ہو یا غُسل، چلنا پھرنا ہو یا سونا جاگنا، خوشی کا موقع ہو یا غم کا، نکاح ہو یا طلاق، ملازمت ہو یا تجارت، شادی بیاہ ہو یا موت میّت، مسجد ہو یا گھر، دُکان ہو یا فیکٹری یا کارخانہ وغیرہ، ہر ہر موڑ پر انسان کو علم کی ضرورت رہتی ہے۔

حصولِ علم سے طالبِ علم کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

جانِ برادر! طالبِ علم کو چاہیے کہ سب سے پہلے وہ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر، علم وعرفان کی رَوشن اور سیدھی راہ پر گامزن ہو، یہ علم وعرفان سب سے پہلے اس کی اپنی ذات کی تکمیل کرے، اس میں بلند اَخلاق واَوصاف پیدا کرے، اور اس کو ایسے بلند کردار کا حامل انسان بنائے، جو دوسروں کے لیے خضرِ راہ ہو۔ یہ علم صرف علم نہ رہے بلکہ عمل بن کر اس کے اعضاء وجَوارح سے ظاہر ہو۔ یہ علم انسان کو خدا اور رسول کا عاشق، شَیدائی، دین، ملک وقوم کا مخلص بنائے، وہ خدا کی صفت کا مظہر اور انسانوں کا ضمیر خواہ ہو، اس سے کسی کی پریشانی ورُسوائی نہ دیکھی

جاتی ہو، قوم کا مال امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرتا ہو، لہو ولعب اور اِسراف وتبذیر سے بچتا ہو، حصولِ علم اور اس کے اسباب کے لیے کوشاں رہے، صبر وثابت قدمی کا مُظاہرہ کرتا رہے؛ کیونکہ علم کا حصول سیکھنے سکھانے سے ہوتا ہے، سرکار اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ»[1] "علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے"، شارحین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "یقیناً علم سوال وجواب کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے، اور اچھے انداز سے سوال کرنا خود آدھا علم ہے"[2]۔

اسی طرح امام اَصمعی سے دریافت کیا گیا، کہ آپ نے علم کس طرح حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا: "کثرتِ سوال اور حکمتِ عملی سے"[3]۔ کثرتِ سوال حصولِ علم کی حرص پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ، اس میں غَور وفکر پر بھی دلالت کرتا ہے، لہذا طالبِ علم کو چاہیے کہ اپنے اَسباق میں غَور وفکر کرتا رہے، انہیں دُہراتا رہے، اور ان سے متعلق اپنے اساتذہ سے سوال کرتا رہے؛ تاکہ اساتذہ اس پر بھرپور توجہ دیں سکیں۔ ساتھ ہی اپنے اساتذہ کی تعظیم وتوقیر کا بھی خیال رکھے، ان کے حقوق کی بجاآوری کی کوشش کرتے رہنا بہت اچھی عادت اور خوش نصیبی کی بات ہے۔ رحمتِ عالمیان ﷺ نے اس کی تاکید ارشاد فرمائی: «لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا،

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب العلم، صـ١٦.

(٢) "فتح الباري" لابن حجر، كتاب العلم، ١/ ١٧٣.

(٣) "جامع بيان العلم وفضله" ١/ ٣٨١.

وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ»[1] "وہ میری امّت میں سے نہیں جو بڑوں کی تعظیم وتوقیر نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور عالِم کے حق کو نہ جانے!"۔

اچھے ساتھیوں کا چُناؤ

عزیزانِ مَن! جس طرح طالبِ علم کو اچھے اَخلاق کا حامل ہونا ضروری ہے، اسی طرح اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا بھی ضروری ہے، طالبِ علم کو اپنے لیے ایسے ساتھی چُننا چاہیے، جو اسے اچھی عادتوں کی ترغیب دیں، بُری عادتوں سے بچاتے رہیں، ترقی کی مَنازل طے کرنے میں اس کی حَوصلہ اَفزائی کرتے رہیں؛ تاکہ وہ اپنے اہل وعِیال کے لیے فخر اور وطنِ عزیز کے لیے کارآمد سرمایہ ثابت ہو، ایک ترقی یافتہ مُعاشرہ کو ایسے ہی باکردار، باصلاحیت طلباء کی ضرورت ہوتی ہے، جو مُعاشرہ کو روز بہ روز ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، نِت نئے مسائل کے حل کی کوشش میں مصروفِ عمل ہوں۔

حصولِ علم میں والدَین کا کردار

حضراتِ محترم! حصولِ علم میں والدَین کا کردار بہت اَہمیت کا حامل ہے، والدَین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کی تکمیل تک ان پر بھرپور توجہ دیں، انہیں پابندی سے اسکول بھیجیں، اسی طرح اسکول سے بھی ان کی پڑھائی، کردار، عادات واَطوار سے متعلق معلومات حاصل کرتے رہیں؛ کیونکہ وہ ان کے ذمہ دار اور ان پر

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، ر: ٢٢٨١٩، ٨/ ٤١٢.

نگران ہیں، اسی ذمہ داری کا مُظاہرہ کرنے سے بچوں کی تعلیمی صلاحیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے، جس سے وہ تعلیمی مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

اپنے بچوں کو مناسب تعلیمی ماحول فراہم کرنا والدین کی اہم ذمہ داری ہے

رفیقانِ گرامی قدر! جیسا کہ ہم سب یہ بات جانتے ہیں، کہ ہمارے بچے اپنا نیا تعلیمی سال شروع کرنے جارہے ہیں، جس پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں، اور اللہ عزّوجلّ کے حضور ان کی ترقی و کامرانی کے لیے دعاگو ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کے لیے بہتر تعلیمی ماحول فراہم کریں، انہیں مختلف تعلیمی شعبہ جات اور مفید معلومات کے اختیار کرنے میں شریکِ رائے کریں، جس کے ذریعہ ان میں تخلیقی کردار اور ترقی کے مواقع، اور ان کا مستقبل رَوشن ہوسکے، وہ وطنِ عزیز کی خدمت کرسکیں، ساتھ ہی ہم ان سے ثابت قدمی سے حصولِ علم کا مطالبہ بھی کرتے ہیں، اور معلّمِ کائنات ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد دلاتے ہیں، جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے طالبِ علموں کی رَہنمائی اور حَوصلہ افزائی فرمائی، کہ علم کی طلب جنّت کے حصول کا ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقاً

إِلَى الْجَنَّةِ»[1] "جو علم کی طلب میں کسی راہ پر چلے، اللہ تعالی اس کے لیے جنّت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے"۔

اساتذہ کا احترام

برادرانِ اسلام! اساتذہ وہ عظیم ہستیاں ہیں، جو اس عظیم امانت کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتے ہیں؛ کیونکہ وہ مُعاشرے کو درپیش مسائل، ان کے حل اور اس کی ترقی کی راہوں کو جانتے ہیں، ہماری امیدیں بھی انہی عظیم ہستیوں سے وابستہ ہوتی ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ انہی اساتذہ کے زیرِ تربیت رہتے ہوئے کئی نامور لوگ اس دنیا میں ظاہر ہوئے، جنہوں نے اپنے شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیے، مثلاً: سائنسدان، مصنّفین، محقّقین، ملکی نظام کو چلانے والے اَفراد، اور وہ اَفراد جنہوں نے ملکی ثقافتی تبدیلیوں میں اپنا نمایاں کردار ادا کیا، ان سے وطنِ عزیز کو بے پناہ امیدیں وابستہ ہیں، لہذا ہمیں ہر حال میں اپنے اساتذہ کا احترام کرنا ہے، ان کا شکر گزار اور خدمتگار رہنا ہے، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِيْنَ، حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا، وَحَتَّى الْحُوتَ، لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ»[2] "یقیناً اللہ تعالی، اس

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الذكر والدعاء والتوبة، ر: ٢٦٩٩، صـ١١٧٣.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب العلم، ر: ٢٦٨٥، صـ٦٠٩.

کے فرشتے، زمین وآسمان والے، حتی کہ چیونٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں، جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! یہی وہ پیغام ہے جس کے ذریعہ مُعاشرہ اور قومیں ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں، اس ترقی کے مشن کو پروان چڑھاتی ہیں، یہی پیغام لے کر انبیاء ومرسلین دنیائے فانی میں تشریف لائے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتاً وَلَا مُتَعَنِّتاً، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّماً مُيَسِّراً»(۱)

"یقیناً اللہ تعالی نے مجھے دُشواری اور سختی کرنے والا بناکر نہیں بھیجا، بلکہ مجھے آسانی کے ساتھ تعلیم دینے والا بناکر بھیجا ہے"۔ اس حدیثِ پاک میں واضح طَور پر فرمایا گیا ہے، کہ استاذ کو طلباء کے ساتھ صبر وتحمل، اچھی حکمتِ عملی سے پیش آنا چاہیے، پڑھنے پڑھانے کے اچھے طریقے اپنانے چاہییں۔

دعا

اے اللہ! ہمارے طلباء کو حصولِ علم کے لیے کوشش کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما، ہمارے اساتذہ کو جزائے خیر عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الطلاق، ر: ٣٦٩٠، صـ٦٣٤.

عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

تعمیری سوچ وفکر

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

تعمیری سوچ وفکر کی اَہمیت

عزیزانِ محترم! تخلیقی وتعمیری فکر وسوچ خدا کی نعمت ہے، اب اس سے انسان کوئی بھی عمل کرے، کچھ بھی تخلیق کرے، کچھ بھی تعمیر کرے، اگر وہ مخلوقِ خدا کی مادّی ورُوحانی بقا اور رفعتِ شُعور کے لیے ہے، ان کی زندگی کو سکون دینے کے لیے ہے، تو وہ کبھی ان اِیجادات پر گھمنڈ نہیں کرتا، فرعون یا قارُون نہیں بن جاتا، کہ تمام نعمتیں حاصل کرکے اس پر سانپ بن کر بیٹھ جائے۔ انسان صرف خدا کی نعمتوں یا وسائل کو جوڑ کر خدا کی دی ہوئی فکر سے جدّت پیدا کرتا ہے، ان تخلیقات پر کسی بھی طرح اِترانا تکبّر وخودپسندی کی علامت ہے۔ انسان کو اِرتقاء کی کوششوں میں تخلیقی وتعمیری سوچ وفکر اور عمل کے ذریعے بیداری پیدا کرنا چاہیے، اور ان کوششوں میں جب وہ خود کو

مُعاشرے میں گم کر دیتا ہے، یعنی اس اِرتقائی سفر کا رہنما بن کر اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرتا ہے، تب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

فکر کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! اسلام ایک زندہ دین ومذہب ہے، جو فرد کو کائناتی شعور کے ساتھ ساتھ اِنفرادی شعور بھی عطا کرتا ہے، اس پر سے غفلت اور زنگ کی چادریں اُتارتا ہے، اور اسے خود اس کی شناخت کراتا ہے، اس کے اندر جو قوتیں اور استعدادیں اور قابلیتیں ماحول کے سبب سوجاتی ہے اسے جگاتا ہے، اسلام ایک فکری علمی مکتب ہے، جو انسان کو اپنے ہم جنس لوگوں کے ساتھ جینا سکھاتا ہے، اسی شعور، عقل اور فکر کی اَہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے قرآنِ مجید میں ۴۹ مقامات پر غور وفکر کی دعوت دی، ان میں سے چند یہ ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾[1]

"جان لو! کہ اللہ تعالی زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مَرنے کے بعد، یقیناً ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرما دیں؛ تاکہ تمہیں سمجھ آجائے"، آیت کا آخری حصہ پڑھ کر ایک صاحبِ فکر انسان یکدم چونک جاتا ہے، کہ عقل وشُعور کے استعمال پر خالقِ کائنات نے کس قدر زور دیا ہے۔

---

(۱) پ۲۷، الحدید: ۱۷.

مزید فرمایا: ﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴾[1] "یقیناً اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو"، مفسّرینِ کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "جن کی عقلیں صحیح سالم ہیں ان کے لیے (قدرت کی یہ نشانیاں) دلیل ہیں"[2]۔

جو لوگ قدرت کی بیان کردہ نشانیوں میں غور وفکر کرتے ہیں، ان سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًاؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾[3] "وہی رب ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر اور نہریں بنائیں، اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو۲ دو۲ طرح کے بنائے، رات سے دن کو چھپالیتا ہے، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو!"۔

ایسی کئی آیاتِ قرآنیہ ہیں جن میں اللہ تعالی نے صاحبانِ عقل وشُعور کو تفصیل کے ساتھ دعوتِ فکر دی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾[4] "ہم یونہی آیتیں مفصَّل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لیے"۔

---

(١) پ١٦، طه: ٥٤.

(٢) "تفسير ابن كثير" سورة طه، تحت الآية: ٥٤، ٣/ ١٦٠.

(٣) پ١٣، الرعد: ٣.

(٤) پ١١، يونس: ٢٤.

انبیاء ورُسُل کو اس دنیائے فانی میں بھیجنے کا مقصد

جانِ برادر! اللہ تعالی نے اس دنیائے فانی میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو بھیجا، لوگوں کو سمجھانے اور انہیں سیدھی راہ پر چلانے کے لیے، تمام انبیاء کی تبلیغ کا بنیادی رُکن یہی تھا کہ وہ امّت کو عقل وشعور کی طرف راغب کریں، اور عقل وشعور استعمال کرتے ہوئے اللہ عزّوجلّ کی وَحدانیت کا اِقرار کریں، اللہ عزّوجلّ نے قرآنِ مجید میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو عقل وشعور کی دعوت دینے کو اس طرح بیان فرمایا: ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾[1] "کیا تمہیں عقل نہیں"، حضرت سیّدنا موسی علیہ السلام کا اپنی قوم کو نظامِ کائنات میں غور وفکر کی دعوت دینے کو قرآنِ مجید میں اس طرح بیان فرمایا: ﴿ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَاؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾[2] "وہ رب ہے مشرق اور مغرب کا، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اگر تمہیں عقل ہو"۔

غور وفکر پر حوصلہ اَفزائی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سیرتِ مطہّرہ پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے، کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غور وفکر کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ، انہیں سوچنے اور درپیش مسائل کے حل میں

---

(۱) پ۱۷، الأنبیاء: ۱۰.

(۲) پ۱۹، الشعراء: ۲۸.

باہم مشورہ اور غور وفکر کرتے رہنے پر ان کی حَوصلہ افزائی بھی فرماتے؛ کیونکہ مشاوَرت ایک پکی ہوئی کھیتی کی مانند ہے، جب اس میں مختلف سوچ کے حامل ذہن اور عقلیں ملتی ہیں تو ایک نئی سوچ وفکر جنم لیتی ہے۔ رحمتِ عالمیان ﷺ نے باہم مشاوَرت کی تاکید کرتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے ارشاد فرمایا: «أَشِيرُوا عَلَيَّ»[1] "مجھے مشورہ دو!"۔

اسی طرح پیچیدہ ومشکل مسائل کے حل کی طرف اپنی تمام صلاحیتوں کو برُوئے کار لانے کی تاکید فرماتے، اور اس عمل کے انجام دینے پر حوصلہ افزائی بھی فرماتے، اور اس کوشش کی پختگی پر حاصل ہونے والی فکر وسوچ پر آخرت میں اجر وثواب کا مژدہ بھی سناتے، اگر یہ غور وفکر درست سمت کی جانب ہو تو اس کے لیے دو ۲ اجر، اور اگر درست سمت کی حامل نہ ہو، تب بھی اس کوشش کے کرنے پر ایک اجر ضرور ملے گا، جیسا کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ»[2] "درست کوشش کی تو اس کے لیے دو ۲ اجر، کوشش کا نتیجہ درست نہ ہو تو بھی اس کے لیے ایک اجر ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" تفسير القرآن، ر: ٤٧٥٧، صـ٨٣٣.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الاعتصام ...إلخ، ر: ٧٣٥٢، صـ١٢٥٤.

غور وفکر کیوں ضروری ہے؟

عزیزانِ مَن! صاحبانِ عقل وشعور پر دوسروں سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے؛ کہ وہ مُعاشرہ میں شعور کی بقا اور فکری رِفعت کے لیے محنت کرے، صلاحیتیں بیدار کرے، ان میں تخلیقی وشعوری فکر وعمل کو بیدار کرے، ہر وہ شَے جو مادّی ورُوحانی بقا کے لیے اَہم ہے، اس میں اپنا کردار ادا کرے۔ صاحبِ عقل وشعور کائنات اور اس کے تخلیقی وتعمیری عمل کا رُوحِ رواں ہوا کرتا ہے، انسان کی فکری وشعوری بقا مادّی بقا سے زیادہ اَہم ہے، جس طرح کسی مسکین کو کھانا کھلانا کسی پیٹ بھرے کی دعوت سے بہتر اور اَہم ہے، جس طرح کشتی چلانے کے لیے پانی اشد ضروری ہے، اسی طرح اس مادّی کائنات کی بقا کے لیے، مصائب ومشکلات سے پاک رہنے اور زندگی کی کشتی کو چلانے کے لیے علم، شعور اور فکر کی ضرورت ہے۔

انسان کا مادّی وُجود پانی وغذا کے بغیر ممکن نہیں، اسی طرح انسان کی فکر وشعوری بقا علم کے بغیر ناممکن ہے۔ علم ہی انسان کو اس فکری وشعوری ملکوت میں پہنچاتا ہے، جہاں وہ خدا کا خلیفہ کہلاتا ہے، اس نعمتِ ہدایت کے ساتھ جب وہ خالق کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے، تو مخلوقِ خدا کے خوش ہونے کے ساتھ خالق بھی اسے شفیعِ بہشت بنادیتا ہے۔

غور وفکر کا دائرۂ کار

رفیقانِ گرامی قدر! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ دینِ اسلام آفاقی دین ہے، اس دینِ حنیف نے ہمیں صرف عبادات ومُعاملات میں ہی غور وفکر کی ترغیب

نہیں دی، بلکہ ہمیں کائنات کی ہر چیز میں غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے، چاہے وہ علومِ شرعیہ ہوں یا طبیعیہ (سائنسی علوم)، اللہ تعالی انسان کو ہر اُس میدان میں سوچنے سمجھنے کا حکم دیتا ہے، جہاں خلقِ خدا کی بہتری کارفرما ہو، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ۝ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ ۝ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ ۝ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ﴾[1] "توکیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسا بنایا گیا ہے، اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا ہے، اور پہاڑ کیسے قائم کیے گئے ہیں، اور زمین کیسے بچھائی گئی ہے"۔

اسی طرح ہمیں اپنی ذات میں بھی غور وفکر کا حکم دیا گیا ہے، جس کے ذریعہ ہم کائنات کے اَسرار ورُموز سے واقف ہو سکیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ﴾[2] "توچاہیے کہ آدمی غور کرے کہ اسے کس چیز سے بنایا گیا ہے"، مفسّرینِ کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "یعنی خُوب غور وفکر کرے"[3]۔

حضراتِ محترم! غور وفکر کرنے کے کثیر فوائد ہیں، لہذا انسان کو چاہیے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں غور وفکر کرتا رہے، چاہے ان کا تعلق اُمورِ دِینیّہ سے ہو یا

---

(١) پ٣٠، الغاشية: ١٧-٢٠.

(٢) پ٣٠، الطارق: ٥.

(٣) "تفسير الخازن" الطارق، تحت الآية: ٥، ٤/ ٣٩٥.

طبیعیّہ سے، عبادات سے ہو یا مُعاملات سے، کاروبار و تجارت سے ہو یا اُمورِ خانہ داری سے، خاندانی اُمور ہوں یا برادری کے اُمور، مملکتی اُمور ہوں یا مُعاشرتی اُمور، اسی طرح اپنے ذاتی اُمور میں، ان میں موجود خامیوں، کوتاہیوں اور خرابیوں کو دُور کرے، اور بہتر سے بہتر کی کوشش میں مصروفِ عمل رہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں مثبت، تعمیری و تخلیقی سوچ کا حامل بنا، مخلوقِ خدا کی حاجت رَوائی کے لیے کاربند رہنے کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی محبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

نیا ہجری سال

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

سالِ نَو

عزیزانِ گرامی قدر! نئے ہجری سال کی ابتداء کے ساتھ ہی ہم بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں، اس کے حبیبِ کریم نبئ رحمت ﷺ کے صدقے دعاگو ہیں، کہ وہ پاک ذات ہم پر نعمتوں اور بھلائیوں کو دَوام عطا فرمائے، نئے اسلامی سال کو باعثِ سعادت وبرکت بنائے، اور سارے جہاں کے لوگوں کے لیے باہم محبت واُلفت کا پیش خیمہ بنائے۔

ہجری سال کی ابتداء

برادرانِ اسلام! یہ مبارک ایّام تاریخِ انسانیت میں رُونما ہونے والے ایک عظیم واقعہ ہجرتِ نبوی ﷺ کی یاد کو تازہ کرتے ہیں، کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا

عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسی عظیم واقعہ سے ہجری سَن کی ابتداء فرمائی، جب انہوں نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو مشورہ کے لیے جمع فرمایا، تو بعض صحابہ نے کہا: نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت سے اس کی ابتداء کی جائے، تو بعض صحابہ نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرتِ مبارکہ سے اس کا آغاز ہونا چاہیے، اور بالآخر اسی پر اتفاق ہوا[1]۔ ہجرتِ نبوی سے اسلامی سال کا آغاز کرنا زیادہ مناسب اس لیے بھی ہے کہ ہجرت نے حق وباطل کے درمیان واضح امتیاز پیدا کردیا، اسی سال سے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم امن وسکون کے ساتھ بلاخوف وخطر پروَردگارِ عالم کی عبادت کرنے لگے، اسی سال مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی گئی، جو دراصل دینِ اسلام کی نشر واِشاعت کا مرکز تھا۔

نیا سال اور محاسبۂ نفس

برادرانِ اسلام! نئے سال کی ابتداء گزشتہ کوتاہیوں پر نظرِ ثانی کرکے ان کے محاسبہ کا جذبہ بیدار کرتی ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی ہمیں اس بات کا حکم فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ﴾[2] "اس دن تم سب پیش ہوگے کہ تم میں کوئی چھپنے والا چھپ نہ سکے گا"، اور حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: «حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا، وَزِنُوْا

---

(١) "الكامل في التاريخ" ١/ ٩.

(٢) پ٢٩، الحاقة: ١٨.

أَنْفُسَكُمْ قَبلَ أَنْ تُوْزَنُوْا»[1] "یومِ حساب سے پہلے اپنا احتساب کر ڈالو، اور میزانِ عمل کے قائم ہونے سے پہلے اپنا وزن کرلو"، نیک مؤمن کے بارے میں علمائے کِرام فرماتے ہیں: "مؤمنِ صالح وہی ہے جو دنیا ہی میں اپنا احتساب کرلے، اس سے پہلے کہ بروزِ قیامت اس سے حساب وکتاب ہو"[2]۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک غور وفکر کرے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کی کامیابی کے لیے کیا کچھ اعمال کیے، فرائض وواجبات کی پابندی کا حال کیا رہا؟ اپنے اوقات تعمیری کاموں میں گزارے یا نہیں؟ اپنے اہل وعِیال کے لیے کیا کیا؟ اپنے مُعاشرے اور وطن کے لیے کیا کیا کارنامے انجام دیے؟ اپنے علم وعمل میں اضافے کے لیے کیا منصوبے بنائے؟ اپنی زندگی کے شب وروز کیسے گزارے؟ کیا کبھی اس کے بارے میں بھی سوچا؟ مال کیسے آرہا ہے اور کہاں کہاں خرچ ہورہا؟ کیا کبھی اس بارے میں بھی کوئی خیال آیا؟ اور اب آئندہ نئے سال میں اپنی غلطیوں کا اِزالہ کرکے، کیا ان سارے مُعاملات کے بارے میں کچھ تبدیلی لانی ہے، یا اب بھی وہی کا وہی؟!

ہجرت کے معنیٰ ومفہوم

جانِ برادر! ہجرتِ نبوی اپنے اندر مختلف معانی ومفاہیم کو لیے ہوئے ہے، جن میں سے ایک اللہ عزّوجلّ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دینا بھی ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ

---

(١) "مصنّف ابن أبي شَيبة" كتاب الزهد، ر: ٣٥٦٠٠٠، ١٣/ ٢٧٠.

(٢) "شرح السنّة" للبَغَوي، كتاب الرقاق، تحت ر: ٤١١٦، ٨/ ٣٢٥.

نے ارشاد فرمایا: «اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ»[1] "مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالی کی منع کردہ چیزوں کو ترک کردے"، تو ایک اچھے مسلمان کو چاہیے کہ وہ بُری خصلتوں کو ترک کرے، سچائی وامانت داری، حصولِ علم کی کوشش اور اُس کام کی جستجو میں سرگرداں رہے جس سے اُس کی اپنی اور قوم وملّت کے عزّو وَقار بلند ہوں، اپنے اہل وعِیال اور وطن کو نفع پہنچانے والے کام انجام دے، یہی وہ عظیم راستہ ہے جس پر چل کر رِضائے الٰہی کے حصول کی نیّت سے، بندۂ مؤمن اجرِ عظیم کا مستحق قرار پاتا ہے، مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»[2] "یقیناً اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے"۔

ہجرتِ نبوی کے رَوشن پہلو

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! ہجرتِ نبوی ایثار وقربانی اور باہمی تعاوُن کی ایک عظیم مثال ہے، یہ مُعاشرے کے ہر فرد کو ملک وقوم کی خدمت کا درس دیتی ہے، اِس بات کو عملی جامہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے سفرِ ہجرت میں پہنایا، جب وہ حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ مکّۂ مکرّمہ سے مدینۂ منوّرہ کوچ کر رہے تھے، اِس مبارک سفر میں حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت اور صحبت کا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ١٠، صـ٥.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب بدء الوحي، ر: ١، صـ١.

حق ادا کرنے کی بھرپُور کوشش فرمائی، نہ صرف مال بلکہ سواری واہل وعِیال کو بھی اُس وقت آپ نے حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں لگا دیا، جب رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الخُرُوجِ» "مجھے اللہ تعالی کی طرف سے ہجرت کا حکم دیا گیا ہے"، حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کیا میں بھی ساتھ ہوں؟ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ» "ہاں تم بھی ساتھ ہو"، اس پر حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ پر میرا باپ قربان! میری اِن دو سواریوں میں سے کوئی ایک لے لیجیے۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ ہم لوگوں نے جلدی جلدی ان دونوں حضرات کے لیے رختِ سفر تیار کیا، اور ان کے لیے ایک گٹھری میں کھانا رکھ دیا، حضرت سیّدہ اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی چادر سے ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے اس گٹھری کو باندھ دیا، اسی لیے ان کا نام دو پٹوں والی پڑ گیا[1]۔

اس واقعہ سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ خواتین نے بھی اس سفرِ ہجرت میں اپنی حیثیت کے مطابق بھرپور کردار ادا کیا، اور ثابت کر دیا کہ خواتین بھی دینی ودنیاوی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتی ہیں اور لیتی بھی ہیں، جب مصطفی کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین ۳ راتوں تک غارِ ثور میں رہے، تب حضرت

---

(١) "صحيح البخاري" باب هجرة النبي ﷺ ...إلخ، ر: ٣٩٠٥، صـ٦٥٧.

سیّدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دونوں حضرات کے لیے ضروری ساز و سامان اس غار میں پہنچاتی رہیں حالانکہ اُس وقت آپ حمل سے تھیں۔

نوجوانوں کا کردار

عزیزانِ مَن! مُعاشرے کا کوئی شعبہ نوجوانوں کی خدمات سے خالی نہیں، اور کسی بھی مُعاشرے کی تعمیر و ترقی میں نوجوانوں کے کردار کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، واقعۂ ہجرتِ نبوی میں بھی نوجوانوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا، جن میں عظیم نوجوان شخصیت حضرت سیّدنا علی المرتضی -کرّم اللہ وجہہ الکریم- کا شبِ ہجرت مکّۂ مکرّمہ میں ٹھہر کر دوسرے دن صبح اہلِ مکّہ کی اَمانتیں لوٹانا آپ کا نمایاں کردار ہے۔

اسی طرح حضرت سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلے ہی سے مدینہ منورہ پہنچ کر، اہلِ مدینہ کو اُمورِ دینیہ کی تعلیم سے آراستہ کرکے، اُن کے قلوب واَذہان کو ایثار وباہمی تعاوُن کے لیے بھرپور انداز سے تیار کرنا، جس کے نتیجے میں مہاجرین وانصار کی باہمی عزت وتوقیر، اور رحم دلی کے ساتھ ایک مستحکم اسلامی ریاست کی تشکیل میں بھرپور کردار ادا کرنا سب پر عیاں ہے۔

واقعۂ ہجرت سے حاصل ہونے والا سبق

رفیقانِ گرامی قدر! اس واقعہ سے ہمیں یہ درس بھی ملتا ہے، کہ ہم مساجد کی تعمیرات میں حصہ لیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ میں سب سے پہلے مسجد تعمیر فرمائی؛ کیونکہ لوگ مسجد میں جمع ہوکر اپنے رب کی عبادت کے ساتھ ساتھ باہمی اُخوّت وبھائی چارگی قائم کرتے ہیں، جس سے ان کی قلبی محبت مزید پروان

چڑھتی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ﴾[1] "وہی رب ہے جس نے تمہیں قوّت دی اپنی مدد سے اور مسلمانوں کے ذریعے، اوران کے دل ملا دیے"۔

میرے دوستواور بزرگو! ہجرتِ نبوی شریف سے جو پہلو نمایاں ہوکر ہمیں عبرت ونصیحت فراہم کرتے ہیں، وہ یہ کہ دشمنوں سے بھی حسنِ سلوک کیا جائے، دین ودنیا کے تمام مُعاملات میں اللہ تعالی پر توکل کے ساتھ ساتھ ظاہری اسباب کو بھی اختیار کیا جائے، اپنی جوانی وطاقت سے بھرپور فائدہ اُٹھایا جائے، خواتین کے مقام ومرتبہ کا خوب لحاظ رکھا جائے، کہ وہ حق کے مُعاملات میں مدد، اقوام کی ترقی اور مُعاشرے کی تعمیر وترقی میں مَردوں کی بہترین مُعاوِن ومددگار ہیں، جیساکہ یہ بات ہمارے پیارے نبی مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی ایک اچھے معاشرے کے قیام میں دلچسپی سے ظاہر ہے، کہ کس طرح دوسروں سے اچھے تعلقات قائم اور مضبوط کیے جائیں؛ اس میں ہمارے لیے یہ تنبیہ بھی ہے کہ قلبی وروحانی اجتماعیت اور ہدایت وایمان کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس بھی کتنا ضروری ہے، لہٰذا ہم سب پر لازم ہے کہ اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کے رَوشن پہلوؤں سے شناسائی حاصل کرتے رہیں، اوران سے درسِ عبرت اور نصیحت لیتے رہیں۔

---

(١) پ ٨، الأنفال: ٦٢، ٦٣.

دعا

اے اللہ! ہم سب کو گناہوں سے ہجرت کرکے نیکیوں کی طرف، اور کوتاہیوں و سُستیوں سے ہجرت کرکے عملِ خیر کی طرف جستجو کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا

فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

مَوَدّت ورَحمت

الحمد لله ربّ العالمین، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلی خَاتمِ الأنبیاءِ وَالمرسَلین وعَلی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِیْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلی یَوْمِ الدِّین، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّیطانِ الرَّجِیْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِیْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَی سیِّدِنَا ومولانا وحبیبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِهِ وصَحبِهِ أجمعین.

مَوَدّت ورَحمت کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! مَودت محبت ہے، اور رَحمت نرم دلی کو کہتے ہیں[1] اور ان دو ۲ باتوں سے گھر امن وسکون کا گہوارہ بنتا ہے، کہ باپ نرمی وشفقت اور اپنے کردار سے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرے، اور ماں اپنی بچیوں کو اَخلاق وآداب سے سنوار کر مُعاشرے میں بہتر کردار ادا کرے۔

---

(۱) "تفسیر ابن کثیر" پ۲۱، الروم، تحت الآیة: ۲۱، ۳/ ۴۳۳.

ہم اپنے گھروں میں مَودّت ورحمت کس طرح پیدا کریں؟

جانِ برادر! ہم اپنے گھروں میں مودّت ورحمت کو اپنے کردار وسلوک اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے پیدا کرسکتے ہیں، کہ میاں بیوی باہم اپنے مُعاملات میں نرمی سے پیش آئیں، اور اسلامی اَحکام پر عمل پیرا ہوں، تو گھر محبتوں کا گہوارہ بن جائے گا، اور ان مُعاملات پر استقامت سے اسے دَوام حاصل ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ إِذَا أَرَادَ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْراً، دَلَّهُمْ عَلَى بَابِ الرِّفْقِ»[1] "یقیناً اللہ تعالی جب کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو انہیں نرمی کے در کی راہ دکھاتا ہے"، اس حدیث شریف میں نرمی کی ترغیب دی گئی ہے؛ کہ باہم خوش اَخلاقی کا برتاؤ گھر کے ماحول کو خوشگوار بنادیتا ہے، جو اولاد کی بہتر تربیت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

باہمی شکر گزاری

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! کسی بھی گھرانے کی خوشحالی کا انحصار زَوجَین کے باہمی حقوق کی ادائیگی پر ہے، کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی اچھی کارگزاری پر اس کی تعریف وتوصیف کے ساتھ شکریہ بھی ادا کرتا رہے؛ کیونکہ جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی ناشکرا ہے۔ رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند السيِّدة عائشة، ر: ٢٤٧٨٨، ٩/ ٤٠٥ .

لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ ﷻ»[1] "جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ عزّوجلّ کا بھی ناشکرا ہے"۔ اس لیے شکریہ ادا کرتے رہنے سے محبت واُلفت میں اضافہ ہوتا ہے، اور ایک بہترین ماحول گھر کی زینت بنتا ہے۔

زَوجین کے درمیان محبت ورَحمت

محترم بھائیو! ہم سب جو آپس میں ایک دوسروں کے ساتھ مل جُل کر اس مُعاشرے میں رہتے ہیں، یقیناً ہمارے آپس کے اس میل جول کے کچھ آداب ہیں، اور یہ آداب مُعاشرے میں ہر فَرد پر حسبِ مَراتب، حسبِ حقوق اور حسبِ تعلقات عائد ہوتے ہیں، جس قدر باہم رابطہ یا قُربت زیادہ ہوگی، اسی قدر احتیاط وآداب بھی زیادہ ہوں گے؛ اس لیے کہ پُرسکون وپُرامن خاندانی ماحول، اہل وعِیال کی اچھی تربیت میں انتہائی مُعاون ومددگار ثابت ہوتا ہے، اور یہ امن وسکون باہمی شفقت ومحبت، تعاوُن اور رشتوں کا لحاظ رکھے بغیر قائم نہیں ہوسکتا، میاں بیوی کے درمیان تعلقات کی خوشگواری اور اعلیٰ ظرفی وخوش اَخلاقی کا برتاؤ، اسلامی تعلیمات سے ہے، جو باہمی محبت ورحمت کا سبب ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے زَوجین کی باہمی محبت ورحمت کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة، ر: ۷۵۰۷، ۳/ ۷۰.

﴿لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾[1] "اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے، کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے؛ کہ اُن سے آرام پاؤ، اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے"۔

اجتماعیت میں برکت ہے

عزیزانِ مَن! یہ سلسلۂ محبت ونرمی گھروں سے پروان چڑھ کر خاندان کے دیگر اَفراد پر بھی اثرانداز ہوتے ہیں، جب کسی خاندان کے لوگ موقع بہ موقع جمع ہوکر باہمی محبتوں کا اظہار کریں، جیسے دسترخوان پر اکٹھے مل کر کھانا کھائیں، تو باہمی مسائل پر گفتگو اور ان کے حل کی تدبیر بھی ہوتی ہے، اور اجتماعیت کے سبب برکتوں کا نزول بھی ہوتا ہے، چنانچہ جب صحابۂ کرام نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا، تو سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے پوچھا: «فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ!» "کیا تم جدا جدا ہو کر کھاتے ہو!" انہوں نے عرض کی: جی ہاں! تب مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ»[2] "مل جل کر کھانا کھایا کرو، اور کھانے پر

---

(١) پ٢١، الروم: ٢١.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب الأطعمة، ر: ٣٧٦٤، صـ٥٣٨.

اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، تو اس میں تمہارے لیے برکت ڈال دی جائے گی"، لہذا ہمیں مل جل کر خاندان بھر میں محبت ورحم دلی کو عام کرنا ہے۔

ایک کامیاب گھرانے کی خوشحالی کا راز

رفیقانِ گرامی قدر! خوشحال خاندان اور شادی شدہ حضرات کی تمام تر خوشیاں اس امر میں پنہاں ہیں، کہ وہ اپنے خاندان کو خوش رکھنے میں اپنا ہر ممکن کردار ادا کرتا ہے، ہر اچھی عادت اپنانے اور بُری خصلت سے اجتناب پر ان کی حَوصلہ اَفزائی کرتا رہے، گاہے بہ گاہے ان کو اپنی سچی محبت کا یقین دلاتا رہے، اِزدِواجی مُعاملات کی حفاظت کرتا رہے، بہتر حکمتِ عملی اور مثبت سوچ کے ساتھ اپنے خاندان کے اختلافات اور غلط فہمیوں کو دُور کرنے میں سرگرداں رہے، اور ان کے منطقی حل کی تلاش میں مصروفِ عمل رہے۔

اسی طرح اپنے خاندانی مُعاملات میں دوسروں کی مداخلت سے خود بھی بچتا رہے اور خاندان کو بھی بچاتا رہے، انہی اُمور کی جانب حضرت سیّدنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس قول سے ہمیں رَہنمائی ملتی ہے، جس میں آپ نے اپنی زَوجہ سے فرمایا: "جس وقت تم مجھے غصے کی حالت میں دیکھو تو میرا غصہ کم کرنے کی کوشش کرو، اور جس وقت میں تمہیں غصے کی حالت میں پاؤں، تو میں تمہارا غصہ کم کرنے کی کوشش کروں گا"[1]۔

---

(١) "روضة العقلاء ونزهة الفضلاء" صـ٧٢.

اگر خاندانی مُعاملات میں اختلافات اور غلط فہمیوں کو جلد دُور نہ کیا جائے، تو اس سے مسائل اور پریشانیوں میں روز بہ روز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، لیکن اگر خاندان کے اختلافی مُعاملات اور غلط فہمیوں کا تدارُک بروقت کرلیا جائے، تو ان کے حل کی راہ ہموار ہوجاتی ہے، اور خاندانی خوشحالی قائم ودائم رہتی ہے۔

حاصلِ کلام

حضراتِ محترم! ایک خوشحال خاندان کی کامیابی وکامرانی اسی بات میں ہے، کہ خاندان کے تمام اَفراد باہمی تعلقات میں مَودّت ومحبت کے عمل کو اُجاگر کرتے رہیں، ایک دوسرے کے جذبات واِحساسات کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کی ضروریات پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں، اسی طرح زَوجَین کا اپنے باہمی مُعاملات میں صِلہ رحمی کا مُظاہرہ کرنا، والدَین کے ساتھ ہر لحاظ سے اچھا برتاؤ کرنا، اپنی اولاد کی بہتر تربیت کا انتظام واِنصرام کرنے کے ساتھ ساتھ، انہیں اچھے ماحول میں رہتے ہوئے حقوق العباد کی پاسداری کا درس دیتے رہیں، اور مُعاشرے کے ہر فَرد کے ساتھ اُس کے منصب ومرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے اچھا برتاؤ کریں، اور حسنِ سُلوک کا مُظاہرہ کرتے رہیں، اسی طرف مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں رہنمائی حاصل ہوتی ہے: «أَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ»[1] "ہر حقدار کو اس کا حق دو"۔ یہی وہ اُمور ہیں جن کو اپناتے ہوئے ہم اپنے خاندان کو

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الصوم، ر: ١٩٦٨، صـ٣١٦.

خوشحال اور مثالی خاندان بناسکتے ہیں، انہی اُمور پر عمل پیرا ہوکر لوگوں کے دلوں میں اپنا بہتر مقام حاصل کرسکتے ہیں۔

دعا

اے اللہ! ہماری اولاد واَزواج کو ہمارے لیے باعثِ راحت وسکون بنا، ہماری اولاد کی حفاظت فرما، خوش بختی اور باہمی مَودّت سے ہمارے گھروں میں سکون عطافرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطافرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

خُوب سے خُوب تَر کی جستجو

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اچھے کام کرنا اور بُرے کاموں سے بچنا

محترم بھائیو! بلند ہمّتی والے کاموں کو اختیار کرنا، اور ان کی تکمیل کے لیے کوشش کرنا عظیم جد وجہد ہے، ایسے ہدف کی جستجو اچھی خصلت ہے، جسے ربِ کریم عزّوجلّ پسند فرماتا ہے، آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ ﷻ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُورِ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا»[1] "یقیناً اللہ تعالی عمدہ کاموں کو پسند فرماتا ہے، اور بے کار کاموں کو ناپسند کرتا ہے"۔ علمائے کرام اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

---

(١) "المعجم الأوسط" من اسمه إبراهيم، ر: ٢٩٤٠، ٢/ ١٧٩.

کہ "جو اپنی صلاحیتیں عظیم کام انجام دینے میں صرف کرے، تو اللہ تعالی اس سے محبت فرماتا ہے"[1]۔

قرآنِ کریم نے بلند ہمّت اور پختہ ارادہ رکھنے والوں کی پیروی کی ترغیب دی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾[2] "یہ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی، تو تم بھی انہیں کی راہ پر چلو!"۔ مزید ارشاد فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾[3] "تم بھی صبر کرو جیسے ہمّت والے رسولوں نے صبر کیا"۔ اور ہمّت والے لوگ وہ ہیں جو کوشش، صبر اور بلند ہمتی سے کام لیں[4]۔

اللہ رحیم وکریم نے ایمان والوں کی توجہ اس طرف دلائی، کہ وہ باہم نیک کام کرنے اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾[5] "تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں دوسروں سے آگے نکل جائیں"۔

---

(١) "التيسير شرح الجامع الصغير" حرف الهمزة، تحت ر: ١٨٨٩، ٢/ ١٩٣.

(٢) پ٧، الأنعام: ٩٠.

(٣) پ٢٦، الأحقاف: ٣٥.

(٤) "تفسير البَغَوي" سورة الأحقاف، تحت الآية: ٣٥، ٤/ ١٧٦.

(٥) پ٢، البقرة: ١٤٨.

ہم میں سے ہر ایک کی اوّل ترجیح یہی ہوتی ہے، کہ ہمیں دنیوی زندگی میں امتیازی حیثیت حاصل ہو جائے، جبکہ نبئ مکرّم ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے، کہ ہم آخرت میں اعلیٰ وعمدہ ترین کی طلب رکھیں، اور اسی کا سوال اپنے رب کریم عزّوجلّ سے کریں، مصطفیٰ جانِ رَحمت ﷺ نے فرمایا: «إِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ؛ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ»[1] "جب تم اللہ تعالی سے مانگو تو جنّت الفردَوس مانگو؛ کہ وہ جنّت کا درمیانی اور اعلی درجہ ہے"۔

حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «لَا تُصَغِّرَنَّ هِمَّتَكُمْ؛ فَإِنِّي لَمْ أَرَ أَقْعَدَ عَنِ الْمَكْرُمَاتِ مِنْ صِغَرِ الْهِمَمِ»[2] "اپنی ہمتیں پست نہ کرو؛ کہ میں نے کبھی کسی کم ہمّت کو بلند مقام حاصل کرتے نہیں دیکھا"۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "تم پر لازم ہے کہ اچھے کام اور ان میں سے عمدہ ترین کا لحاظ رکھو"[3]۔

برادرانِ اسلام! بلاشبہ عمدہ بات اختیار کرنا ہی اچھا کام ہے، جیسے پاکیزہ اخلاق، پسندیدہ خصلتیں، قوّتِ فکر کے ساتھ عمدہ ترین کاموں میں لگے رہنا، ان کی

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسير، ر: ٢٧٩٠، صـ٤٦٢.

(٢) "أدب الدنيا والدين" للماوردي، الباب ٥، صـ٣١٩.

(٣) "ترتيب المدارك" للقاضي عياض، مذهب مالك، ٢/ ٦٥.

انجام دہی میں امتیاز رکھنا، کہ کونسا کام زیادہ فائدہ مند اور زیادہ بہتر ہے، کہ سب انسان مختلف اخلاق وپہچان کی صلاحیتوں، مُعاشرتی تعلقات، مادّی اور علمی کامرانیوں اور زندگی کے مختلف رنگوں کے حامل ہوتے ہیں۔

ہم عظیم کامیابیاں کیسے حاصل کرسکتے ہیں؟

جانِ برادر! یقیناً انسان اپنی قوّتِ ارادی اور بلند ہمّتی کے ساتھ مُعاشرے میں ناصرف نمایاں مقام حاصل کرسکتا ہے، بلکہ دوسروں میں بھی یہ جذبہ بیدار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اپنی کوششوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے، اور نِت نئے امور وایجادات کی معلومات بھی رکھتا ہے، بشرطیکہ سچے جذبوں سے اپنے آپ کو مزین کرلے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: "بلند ہمّتی انسان کو اونچے مقام تک پہنچاتی ہے، جیسے آگ شعلے کو بلند کرتی ہے"[1]۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یقیناً مجھے میرا نفس خوب سے خوب تر کی طرف مائل کرتا ہے"[2]۔ معلوم ہوا کہ آدمی کی شان وعظمت اس کے مضبوط ارادوں سے بلند ہوتی ہے، اور وہ اپنی کوششوں سے عظیم رُتبہ پالیتا ہے۔

---

(١) "عيون الأخبار" لابن قتيبة، كتاب السؤدد، الجزء١، صـ٣٣٥.

(٢) "البداية والنهاية" خلافة عمر بن عبد العزيز، ٩/ ٢٠٨.

پختہ ارادوں کے ساتھ اللہ تعالی پر کامل بھروسا

عزیز دوستو! جب ان پختہ ارادوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا بھی ہو، تو اس کا انجام بھلائی اور نتیجہ کامیابی وکامرانی ہوا کرتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾[1] "جب کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ تعالی پر بھروسا کرو، یقیناً توکّل والے اللہ کو پیارے ہیں"۔

عمل کی پختگی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! پکا ارادہ اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا انسان کے عمل میں پختگی لاتا ہے، اس کی کوششوں میں نئی تازگی لاتا ہے، علوم ومَعارف میں ترقی کے ساتھ عظیم نتائج کا متمنّی ہوتا ہے؛ کہ سرورِ کائنات ﷺ کی سیّرتِ طیّبہ بھی ہمیں یہی سکھاتی ہے، جیسا کہ خود سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنی تمنّا کے مُوافق ہو جانے کی آرزو رکھی، فرمایا: «سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ؛ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ الله، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ»[2] "اللہ تعالی سے میرے لیے وسیلہ مانگو، کہ وہ جنّت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالی کے بندوں میں سے صرف ایک کے لیے ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں"۔

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٥٩.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، ر: ٨٤٩، صـ١٦٣.

رسولِ معظّم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بھی اس بات کی ترغیب دی کہ وہ ترقی کریں، اور اپنے بعد والوں کے لیے رَہنما ثابت ہوں؛ تاکہ بعد والے بھی اس کی بدَولت کامیابی پائیں، رحمتِ عالَمیان ﷺ نے فرمایا: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ»[1] "آگے بڑھتے چلے جاؤ! میری پیروی کرو، میرے بعد والے تمھاری پیروی کریں گے!"، علماء اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "اس حدیثِ پاک میں عمدہ اخلاق اور بہترین کاموں پر حوصلہ افزائی ہے"[2]۔

خوب سے خوب تر بننے کے ثمرات

عزیزانِ مَن! عمدہ وبہترین کاموں کے ذریعہ، انسان کو خوب سے خوب تَر کی کوشش کرتے رہنا چاہیے، اس کے بے شمار اثرات انسانی زندگی پر مرتَّب ہوتے ہیں مثلاً، خود اعتمادی، مشکل سے مشکل کام میں نرمی اور آسانی، ہر کام کی انجام دہی میں شاندار کامیابی، بہترین مستقبل کے بارے میں حکمتِ عملی، اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صَرف کرنا، وقت کی قدر دانی، دُور اندیش اور تجربہ کار لوگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا، کامیاب لوگوں کی پیروی۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ عمدہ اخلاق، نیک سیرت، تجربہ کار، اور قابلِ تقلید لوگوں کی زندگی کا

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، ر: ٩٨٢، صـ١٨٥.

(٢) "دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين" تحت ر: ٤١٠٨٥، ٦/ ٥٦٨.

بغور مطالعہ کیا جائے، اس سے انسان کو اچھے اخلاق اور بہترین کاموں میں مدد ملتی ہے، اور ساتھ ہی اس کے بہترین کاموں کی حوصلہ اَفزائی کا سامان بھی ہوتا ہے۔

حاصلِ کلام

حضراتِ محترم! ہمیں افراد ومُعاشرے کی سربراہی کے پیچھے دَوڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم اپنی تاریخ اور تہذیب کے باب کو سنہری ونورانی خطوط سے اُسطوار کریں؛ کیونکہ رَہنمائی وسربراہی کے لائق اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں، اور انہی کے طریقے پر چلتے ہوئے ہم زندگی کے ہر میدان میں کامیاب وکامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾[1] "اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے!"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں عمدہ وعظیم کاموں کی انجام دہی کی توفیق عطا فرما، ہمیں بلند ہمتی اور توکّل کی سعادت عطا فرما، ہمارے تمام کام آسان فرما، ہمیں خُوب سے خُوب ترکی کوشش کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما، اور کامیابی وکامرانی سے سرفراز فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے

---

(۱) پ ۳۰، المطففين: ۲٦.

جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلِى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اللہ تعالی کاذکر خُوب کرو

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی نے ہمیں اپنے ذکر کا حکم فرمایا، اور اس پر کامیابی کی بشارت عطا فرمائی، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[1] "اللہ کی یاد بہت کرو؛ تاکہ تم مُراد کو پہنچو!"۔ اللہ تعالی کو اپنا ذکر تمام اعمال میں بہت پسند ہے، یہی وہ عمل ہے جس میں اپنے اَوقات صَرف کرنا بہت افضل ہے، اسی سے دل کی زندگی ہے، اور یہ بلندئ درجات کا بھی ذریعہ ہے، نیکیوں میں

(۱) پ۱۰، الأنفال: ٤٥.

زیادتی کا سبب ہے، جو باقی رہنے والی ہیں، کہ اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا﴾[1] "باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر، اور وہ امید میں سب سے بہتر ہیں"۔ لوگوں نے حضرت سیّدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی کہ باقی رہنے والی اچھی باتیں کیا ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «هُنَّ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لله، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله»[2] "وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، سُبْحَانَ اللهِ، الْحَمْدُ لله، اللهُ أَكْبَرُ، اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله ہیں"۔ اور سب سے عظیم ذکر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله کہنا ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله کا معنی

محترم بھائیو! اس سے مُراد اس بات کا اِقرار ہے، کہ ساری قوّت وطاقت اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے، یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، اور وہی تمام کام عمدگی وحکمت سے کرنے والا ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: «مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ وَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، وَأَنَا أَكْبَرُ، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، قَالَ: يَقُولُ اللهُ: لَا إِلَهَ إِلَّا

---

(١) پ١٥، الكهف: ٤٦.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند عثمان بن عفان، ر: ٥١٣، ١/ ١٥٤.

أَنَا، وَأَنَا وَحْدِي، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، قَالَ اللهُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ اللهُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، قَالَ اللهُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي»[1] "جو کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، تو رب تعالی اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، تو نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ایک ہی ہوں۔ اور جب بندہ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں، میرا کوئی شریک نہیں۔ اور جب بندہ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری ہی بادشاہی ہے، اور میرے ہی لیے تمام خوبیاں ہیں۔ اور جب بندہ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکیاں کرنے کی قوّت اللہ ہی کی طرف سے ہے، تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٤٣٠، صـ٧٨٤.

میرے سوا کوئی معبود نہیں، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکیاں کرنے قوّت میری ہی طرف سے ہے"۔ اور جب بھی کامل مسلمان یہ کلمات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اس کے شاملِ حال ہوتی ہے، اور اس کے کام آسان ہوجاتے ہیں، اور وہ بندہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله کہہ کر اپنا ہر مُعاملہ اللہ تعالی کے سپرد کردیتا ہے:

«فَإِنَّ اللهَ ﷻ يَقُولُ: أَسْلَمَ عَبْدِي وَاسْتَسْلَمَ»[1] "تو اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جھک گیا، اور اس نے مان لیا"۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله کی فضیلت

عزیز دوستو! بلا شبہ اس کا ثواب بہت بڑا اور اجر بہت زیادہ ہے، سفرِ معراج میں ساتویں آسمان پر ہمارے پیارے نبی، رحمتِ عالمیان ﷺ کو جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اپنی امّت کو حکم دیجیے کہ وہ جنّت کی کھیتی کے لیے خوب کوشش کریں، یقیناً اس کی مٹی پاک ہے اور اس کی زمین وسیع ہے! نبئ کریم ﷺ نے پوچھا: «وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟» "جنّت کی کھیتی کیا ہے؟" حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جنّت کی کھیتی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ر: ۸٤۳٤، ۳/ ۲۳٤.

بِاللهِ ہے[1]۔ اس حدیثِ پاک سے اندازہ لگائیے کہ لاحول شریف کی عظمت وشان کتنی بلند ہے، کہ اللہ کے خلیل علیہ السلام نے بھی اس کی وصیت فرمائی۔

جب مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مدینہ منوّرہ کے ایک باغ کے پاس سے گزرے، اور جنّت کی کھیتی کا اس طرح ذکر فرمایا: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» "اے ابو ہریرہ! کیا میں تمہیں جنّت کے خزانے کی خبر نہ دُوں؟" عرض کی: یا رسول اللہ کیوں نہیں! رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ»[2] "کہا کرو" یعنی کامیابی کے ساتھ جنّت کا خزانہ حاصل کرلو۔

میرے دوستو وبزرگو! حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ کے ذکر کی فضیلت اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو سفر وحضر میں بتاتے رہتے، چنانچہ حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ ایک وادی میں جمع تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لائے، تو لوگوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی، تب سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ -أَيِ: ارْفُقُوا بِأَنْفُسِكُمْ، وَاخْفِضُوا أَصْوَاتَكُمْ- إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِباً، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعاً

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، ر: ٢٣٦١١، ٩/ ١٤١، ١٤٢.

(٢) "مسند الإمام أحمد" ر: ٨٣٠٦.

قَرِيْباً، وَهُوَ مَعَكُمْ» "اپنی جانوں کو مشقّت میں مت ڈالو! (یعنی اپنے آپ پر نرمی کرو، اور اپنی آوازوں کو پست رکھو!) یقیناً تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، بلکہ تم تو اس سننے والے قریب پروَردگار کو پکارتے ہو، جو تمہارے ساتھ ہے"۔ حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا، کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله کہتے سنا، تو مجھ سے فرمایا کہ "کیا میں تمہیں ایک کلمہ نہ بتادوں، جو جنّت کا ایک خزانہ ہے؟" میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ کیوں نہیں؟! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ وہ کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله ہے(1)۔

آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وصیت فرمایا کرتے کہ لاحول شریف کی خوب کثرت کیا کریں، چنانچہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضرت سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مہمان بن کر تشریف لائے تو ان سے فرمایا: «أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟» "کیا میں تمہیں جنّت کے خزانہ سے ایک کلمہ نہ سکھادُوں؟" حضرت سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یا رسول اللہ کیوں نہیں؟! رحمتِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٢٠٢، صـ٧١٣.

بِاللہ»[1] "کی کثرت کیا کرو!"۔ نیز حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوذر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ان کلمات کو کثرت سے پڑھنے کی وصیت فرمائی[2]۔

ان کلمات کے مزید فضائل

عزیز دوستو! ان کلمات کے فضائل میں سے یہ بھی ہے، کہ ان کی برکت سے گناہ مُعاف ہوتے ہیں، اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَا عَلَى الأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ»[3] "جب بھی کوئی یہ کلمات کہتا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، اللهُ أَكْبَرُ، اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَا بِاللهِ اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، اگرچہ اس کے گناہ مقدار میں سمندر کے جھاگ برابر ہوں"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں کثرت سے اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرما، اپنے ذکر کی برکتوں سے ہمیں مالامال فرما، اور اپنی ناشکری سے ہم سب کو محفوظ ومامون فرما۔ دنیا

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٦٠١، صـ٨٢٠.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، ر: ٢١٤٧٢، ٨/ ٩٥.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٤٦٠، صـ٧٩٠.

بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر و برکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت

فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اولاد کے حقوق

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

بچے اور دینِ اسلام

عزیزانِ محترم! بچے کسی بھی معاشرے کی امیدوں، آرزوؤں اور تمناؤں کا مرکز ہوتے ہیں؛ اس لیے کہ مستقبل کی تعمیر کا اِنحصار انہی پر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بچے دوسرے تمام طبقات کی بہ نسبت زیادہ توجہ، شفقت اور بہت محبت کے حقدار ہیں۔ معاشرتی حوالے سے بھی بچوں کی اَہمیت مسلّم ہے، اسی بنا پر اسلامی تعلیمات میں جہاں والدین کی اِطاعت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی اَہمیت بیان کی گئی ہے، وہیں بچوں کے حقوق بھی واضح کیے گئے ہیں۔ اسلام کی معاشرتی زندگی یک رُخی نہیں، ہمہ گیر ہے۔ والدین اگر اسلامی معاشرے میں بنیادی اِکائی کی حیثیت رکھتے ہیں، تو بچے اس اِکائی کا نتیجہ اور ثمرہ ہیں، یہ دونوں مل کر مُعاشرے کو سجاتے ہیں، بچے تو اور

بھی زیادہ اَہمیت رکھتے ہیں؛ کیونکہ وہ نہ صرف والدین کی شخصی پہچان ہیں، بلکہ معاشرے کی ترقی اور اس کی متحرّک زندگی کا عکس ہیں۔ آج کی اولاد کل کے والدین، اور آج کے بچے کل کے جوان اور بزرگ ہیں۔ اس بنا پر اسلام نے بچوں کے بارے میں خصوصی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔

اولاد ایک عظیم نعمت ہے

محترم بھائیو! دینِ اسلام کی نظر میں بچوں کی اَہمیت کئی وُجوہ سے ہے، یہ اللہ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ کی ایک عظیم نعمت اور بہترین تحفہ ہیں، آج کے بچے کل مستقبل کے معمار ہیں، خاندانی بقا کا ذریعہ ہیں، جماعت کی کثرت اور پہچان کا سبب ہیں، نیز اللہ تعالیٰ کی مدد کی ایک صورت ہیں۔ دینِ اسلام اپنے زیرِ اثر مُعاشرے میں اولاد کو اپنی مُعاشرتی اور سماجی اَقدار کے تعارُف، بقا اور تحفظ کا ذریعہ تصوّر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کے لیے امانت قرار دیا ہے، لہذا ہمیں اس امانت کی حفاظت اور اچھی تربیت کی کوشش کرنی ہے۔ دینِ اسلام اولاد کو عظیم نعمت قرار دے کر، اس کی نگہداشت کا حکم دیتا ہے، والدین کو اولاد پر نگہبان مقرّر کیا گیا ہے، لہذا والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی بہتر پرورش، اور ان کے اچھے مستقبل کی کوشش بھی کرتے رہیں، نیز اولاد کے حق میں ہر مفید معاملے کی فکر کرتے رہیں۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: «الرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْـمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ

زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ»[1] "آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے، اور اُس سے اِس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اسی طرح عورت بھی اپنے شَوہر کے گھر اور بچوں کی نگہبان ہے، اور اس سے بھی ان سے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

والدین پر اولاد کے حقوق

عزیز دوستو! والدین پر اپنی اولاد کے حقوق بہت زیادہ ہیں، جن میں ابتدائی حق انہیں اللہ ورسول کے اَحکام کی پہچان کرانا، اور ان بچوں کے لیے دعا کرنا ہے؛ کہ یہ باتیں ان کی دنیا وآخرت کے لیے بہترین سرمایہ ہیں، ان کی حفاظت، نَجات اور کامیابی کا سبب ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «ثَلاَثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ» "یقیناً تین ۳ دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں"، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ان میں سے ایک یہ ذکر فرمائی: «دَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ»[2] "والد کی دعا اپنے بچے کے حق میں"، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی دعائیں اپنی اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

قرآنِ کریم نے اُس نیک بندے کا دائمی ذکر فرمایا ہے جس کا حال یہ ہے:

﴿قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، ر: ٧١٣٨، صـ١٢٢٩.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب الدعاء، ر: ٣٨٦٢، صـ٦٥١.

﴿صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ﴾[1] "عرض کی کہ اے میرے رب! میرے دل میں ڈال دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں، جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی، اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے، اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ دے!"۔ تو پتا چلا کہ والدین اپنی اولاد کے لیے بہتری کی دعا کرتے رہیں، ان میں اچھے اَخلاق کے بیج بوتے رہیں، انہیں نیک اعمال اور تمام لوگوں سے احسان وبھلائی کی ترغیب دیتے رہیں۔ حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: «عَلِّمُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمُ الْخَيْرَ!»[2] "خود کو اور اپنے گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو!"۔

اولاد کی اچھی تعلیم

میرے دوستو اور بزرگو! والدین پر اولاد کا یہ حق بھی ہے، کہ انہیں ان کی ضرورت کے دینی ودنیوی علوم سکھائیں، ساتھ ہی ان کے دلوں میں علم کی محبت اور اس کے حصول کا شَوق بھی پیدا کریں، استاد کا مقام واحترام ان کے ذہنوں میں راسخ کریں، مدرسہ واسکول کی حفاظت اور انہیں حاضری کی پابندی کی سوچ دیں، اَسباق میں مکمل شرکت اور مدرّسین سے اَسباق کے متعلق ضروری سوالات کا شَوق پیدا کریں، جو سیکھیں

---

(١) پ ٢٦، الأحقاف: ١٥.

(٢) "شعب الإيمان" للبيهقي، ٦٠، ر: ٨٧٠٤، ٦/ ٢٩١١ .

اس کا اثر گھر اور ان کے دوستوں میں ملاحظہ فرمائیں؛ تاکہ ہمیں اندازہ ہوتا رہے کہ ہماری کوششوں کے بعد یہ پھول ہمارے معاشرے اور وطن کو کس قدر مہکا سکیں گے۔

اولاد کو اَدب واحترام بھی سکھائیں

عزیزانِ محترم! والدین پر یہ بھی لازم وضروری ہے، کہ اپنے بچوں اور بچیوں کو والدین سے حسنِ سُلوک، ان کا ادب واحترام، ان کی اِطاعت وفرمانبرداری کا درس دیں، رشتہ داروں کی پہچان کرائیں، ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے، اور ان سے میل جول کے طریقے اور آداب بھی سکھائیں؛ تاکہ وہ ان سے صِلہ رحمی کریں، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «تَعَلَّمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ؛ فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ»[1] "اپنے رشتہ داروں کو پہچانو؛ تاکہ رشتوں کا لحاظ رکھ سکو؛ اس لیے کہ رشتہ داروں سے حسنِ سُلوک خاندان میں محبت اور مال وعمر میں برکت کا باعث ہے"۔

اولاد کی اچھی تربیت

عزیز دوستو! والدین پر یہ بھی لازم وضروری ہے کہ اپنی اولاد کو مہمان نوازی کے آداب سکھائیں؛ کہ یہ انبیاء ومرسَلین کا طریقہ ہے، ان کی یہ بھی تربیت کریں کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سُلوک کیسے کرنا ہے، ان کے حقوق اور فضائل کو جانیں، ان

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، ر: ١٩٧٩، صـ٤٥٨.

کے ذہنوں میں یہ بھی راسخ کریں کہ جب کسی محفل میں ہوں تو توجہ سے اچھی باتوں کو سنیں، بڑے جب بات کریں تو چھوٹے خاموش رہیں، جب کوئی کچھ سمجھائے تو اس کی بات پوری توجہ سے سنیں، اور اس پر عمل کی کوشش بھی کریں، جب کہیں گفتگو کا موقع ہو تو انتہائی ادب واحترام کے ساتھ اچھی باتیں کریں، یعنی کچھ بولنے سے پہلے اچھی طرح تول لیں، ان سب آداب کو مختصر وجامع الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْراً أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ»[1] "جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، جو اللہ عزّوجلّ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے، اور جو اللہ جلّ جلالہ اور یومِ آخرت کو مانتا ہے، اسے چاہیے کہ مہمان کی عزّت کرے"۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ان آداب اور تربیت کی بنیادی باتوں کو اس لیے کمالِ ایمان قرار دیا، کہ ان کی اَہمیت بہت زیادہ ہے، اور مُعاشرے پر ان کے اچھے اثرات بھی بہت عظیم ہیں۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ١٧٣، صـ٤١.

فطرتِ انسانی

عزیز دوستو! بلاشبہ ہر انسان فطرتِ سلیمہ اور طبیعت کی پاکیزگی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾[1] "اللہ تعالی کی ڈالی ہوئی بنیاد جس پر لوگوں کو پیدا کیا"۔ پھر یہ انسان بعد میں اچھائی یا بُرائی کا اثر قبول کرتا ہے، اور اچھے یا بُرے اَخلاق والا بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا﴾[2] "(قسم) جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا، پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی، یقیناً مُراد کو پہنچایا جس نے اسے ستھرا کیا، اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا"۔

جب انسان کی نشوونما ایسے ماحول میں ہو، جہاں اَخلاق وآداب اور اچھی تربیت کا اہتمام ہو، تو وہ ماحول اسے معاشرے کا اچھا انسان بنا دیتا ہے، جس میں ابتدائی اور اَہم کردار والدین کا ہوتا ہے، کہ وہ اپنے بچوں کی کس طرح تربیت کرتے ہیں، اگر باپ صرف اپنے کام کاج، دوست واَحباب اور موبائل فون کے ساتھ مشغول رہے، اور اولاد کو وقت نہ دے۔ اسی طرح ماں بھی صرف اپنے گھریلو کام

---

(۱) پ ۲۱، الروم: ۳۰.

(۲) پ ۳۰، الشمس: ۷-۱۰.

کاج یا اپنی سہیلیوں کے ساتھ مصروف رہے، اور اَولاد کو وقت نہ دے، تو پھر اولاد خود ہی جہاں جیسا دیکھتے اور سنتے ہیں، ان چیزوں کو اپنے اَخلاق کا حصہ بنا لیتے ہیں، ایسے میں آپ خود ہی غور کریں! کہ جب باپ کے پاس مشغولیت کے باعث وقت نہیں، ماں نے بھی بچوں کو خاص توجہ نہیں دی، تو پھر ہم نے اپنی اولاد کی صورت میں اللہ تعالی کی اس نعمت کی کیا قدر دانی کی؟ ہم کس طرح اللہ تعالی کی بارگاہ میں ان سے متعلق جواب دے پائیں گے؟

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرما، ان کے لیے ہمیں اچھی اچھی دعائیں کرنے کی سعادت نصیب فرما، انہیں اچھے اَخلاق وآدابِ مُعاشرت سکھانے کی ہمّت وطاقت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظُلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم

کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اللہ تعالی کی محبت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اللہ کا دوست

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی ہمیں اپنی سچی محبت کی طرف بلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾[1] "اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ لوگو! اگر تم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہو، تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ! اللہ تعالی تم سے محبت فرمائے گا"۔

(۱) پ ۳، آل عمران: ۳۱.

رسولِ اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو اکثر اوقات، اللہ تعالیٰ سے محبت کی تعلیم دیا کرتے، ان کے دِلوں کو محبتِ الٰہی سے مزیّن ومنوّر فرماتے، نیکیوں کے ذریعے قربِ الٰہی پانے کا درس دیتے، یہی وجہ ہے کہ رحمتِ عالمیان ﷺ کے کثیر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر ان اعمال سے متعلق دریافت کرتے رہتے، جن سے محبتِ الٰہی کا حصول ممکن ہو، اور جن اعمال کے ذریعے محبتِ الٰہی میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے۔

عزیز دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت پانے، اور اس میں اضافہ کرنے والے اعمال بے شمار ہیں، ان میں سے اہم ترین عمل یہ ہے، کہ بندہ فرائض وواجبات کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبئ اکرم ﷺ سے عرض کی، کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا»[1] "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا"۔

نماز کی حفاظت

سامعینِ ذی وقار! نماز کی حفاظت اور اس کی اَہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب مواقيت الصلاة، ر: ٥٢٧، صـ٩٠.

قٰنِتِيْنَ﴾[1] "سب نمازوں کی نگہبانی کرو اور بیچ کی نماز کی! اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو!"۔

فرائض کے ساتھ نوافل کی کثرت

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! حدیثِ قدسی میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:
«وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ»[2].

"میرا بندہ جس چیز کے ذریعے میرا قُرب چاہتا ہے اس میں سے فرض زیادہ محبوب ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے وہ

---

(١) پ ٢، البقرة: ٢٣٨.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.

چلتا ہے، جب وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور ضرور دیتا ہوں، اور جب وہ میری پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں"۔

اعمالِ صالحہ پر ہمیشگی

حضراتِ محترم! حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا گیا: اللہ تعالی کے نزدیک اعمال میں زیادہ محبوب کیا ہے؟ نبئ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ»[1] "وہ کام جو ہمیشہ پابندی کے ساتھ کیا جائے، اگرچہ مقدار میں تھوڑا ہی ہو"۔ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کے فضل واحسان کا اِعتراف ہے۔

اللہ تعالی کے پسندیدہ مُعاملات کیا ہیں؟

میرے دوستو اور بزرگو! ربُّ العالمین عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾[2] "بھلائی والے ہوجاؤ! یقینًا بھلائی والے اللہ تعالی کے محبوب ہیں"۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے قول وعمل میں بھلائی، وہ عظیم کام ہے جسے وہ پسند کرتا ہے، کہ آدمی جب لوگوں سے بات کرے تو اچھی گفتگو کرے، ہر کام یقینِ کامل کے ساتھ انجام دے، لوگوں کے ساتھ احسان وبھلائی کا مُعاملہ کرے، جو

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٤٦٥، صـ١١٢١.

(٢) پ٢، البقرة: ١٩٥.

محروم کرے اُسے بھی عطا کرے، جو ظلم کرے اُسے بھی مُعاف کردے، جو بُرائی سے پیش آئے اس کے ساتھ بھی بھلائی کرے، اور اللہ تعالی کی رِضا چاہتے ہوئے اس پر صبر کرے؛ تاکہ محبتِ الٰہی پاسکے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾[1] "صبر والے اللہ تعالی کو محبوب ہیں"۔ اپنے خالق ومالک پر کامل بھروسا رکھے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾[2] "یقیناً توکّل والے اللہ تعالی کو پیارے ہیں"۔ وہ جو اپنی صلاحیتوں کو بھرپور انداز سے برُوئے کار لاتے ہیں، تمام ممکنہ اَسباب اختیار کرتے ہیں، اپنے مُعاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کرتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالی کی تدبیر ہماری تدبیر سے بہتر ہے، لہذا ان کا وجود پُرسکون اور دل مطمئن ہوجاتا ہے، اور لوگوں کے ساتھ نرمی وفیاضی سے اس اچھے مُعاملہ کا یہ ثمرہ حاصل ہوتا ہے، کہ اللہ تعالی ان سے محبت فرمانے لگتا ہے، تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ، سَمْحَ الشِّرَاءِ، سَمْحَ الْقَضَاءِ»[3] "اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ بیچنے میں نرمی برتنے والے سے، خریدنے میں نرمی کرنے والے سے، اور قرض کے تقاضا میں نرمی اپنانے والے سے محبت فرماتا ہے"۔ بلاشبہ یہ ساری نرمی انسان کی اپنے مُعاملات میں عدل وانصاف

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٤٦.

(٢) پ٤، آل عمران: ١٥٩.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب البيوع، ر: ١٣١٩، صـ٣٢٠.

کا تقاضا کرتی ہے؛ اس لیے کہ وہ اپنے حق سے اُوپر کچھ نہیں لیتا، یہ بات قابلِ تعریف صفات میں سے ہے، اور ان اچھائیوں کی ابتداء ہے جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾[1] "یقیناً انصاف والے اللہ تعالی کو پسند ہیں" اور انصاف برابری کرنے کا نام ہے۔

اللہ تعالی عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ عظیم و عمدہ اَخلاق کیا ہیں؟

عزیزانِ محترم! خوبصورتی ایک ایسی نعمت ہے، جسے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ پسند فرماتا ہے، کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ! آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، اس کے جُوتے بھی عمدہ ہوں! مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ»[2] "یقیناً اللہ تعالی صاحبِ جمال ہے، اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے"۔

محترم بھائیو! خوبصورتی کا مفہوم قول و عمل اور ظاہر و باطن کو شامل ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُرَى نِعْمَتُهُ عَلَى عَبْدِهِ»[3] "یقیناً اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندہ پر نعمت کا اثر دکھائی دے"، یعنی

---

(١) پ٦، المائدة: ٤٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٢٦٥، صـ٥٤.

(٣) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عمرو ...إلخ، ر: ٦٧٢٠، ٢/ ٦٠٣.

نعمتِ الٰہی اس کی حالت کی اچھائی، اس کے لباس کی خوبصورتی اور اس کے کردار کی سنجیدگی میں نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ انسان کے دل میں بھی اپنی نعمت کا اثر دیکھے، کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کے فضل کا اِعتراف کرے: ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾[1] "تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"، چاہے وہ نعمت چھوٹی ہو یا بڑی، سب اللہ جلّ جلالہ ہی کی عطا ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا»[2] "یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتا ہے جو کچھ کھائے تو اللہ کی حمد کرے، اور کچھ پیئے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے"۔ راضی ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتا ہے[3]۔

عزیز دوستو! جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کی تعریف کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ سب اللہ ہی کا فضل ہے، رزق اسی پاک ذات کے قبضہ میں ہے، اس بندے کا دل صاف، جان ستھری اور محبت سچی ہو، تو وہ دوسروں کے ساتھ بھلائی میں تعاون کرتا

---

(١) پ١٤، النحل: ٥٣.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الذكر والدعاء، ر: ٦٩٣٢، صـ١١٨٦.

(٣) "تحفة الأحوذي" تحت ر: ١٨١٦، ٢/ ١٥٧٠.

ہے، ہر بھلا کام انجام دینے میں کوشاں رہتا ہے، وہ سب ان باہمی محبت کرنے والوں میں سے ہیں، جن سے اللہ تعالی محبت فرماتا ہے، اللہ تعالی دنیا میں ان کی قدر ومنزلت بلند فرماتا ہے، اور آخرت میں بھی انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا، اللہ ﷻ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا: «الْـمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ»[1] "میری خاطر باہم محبت کرنے والوں کے لیے آخرت میں نور کے منبر ہیں، جن پر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے"۔

اللہ تعالی کا محبوب

عزیز دوستو! بلاشبہ جو عبادات ومُعاملات اور اَخلاق وسُلوک میں اپنے آپ کو سُدھار لے، باہمی محبت اپنے مُعاشرے میں بکھیرتا ہے، اور استقامت وہم آہنگی کے لیے کوشاں رہتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ کامیاب وکامران ہو جاتا ہے، نبئ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: «إِذَا أَحَبَّ اللهُ العَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ»[2] "اللہ ﷻ جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے، تو حضرت

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الزهد، ر: ٢٣٩٠، صـ٥٤٥.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب بدء الخلق، ر: ٣٢٠٩، صـ٥٣٦.

جبریل سے فرماتا ہے کہ میں فُلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، تب جبریل بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر حضرت جبریل آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فُلاں شخص سے محبت فرماتا ہے، لہٰذا تم لوگ بھی اس سے محبت کرو، تب آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کی مقبولیت اہلِ زمین میں عام کردی جاتی ہے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت عطا فرما، اس کے لیے ہمیں اچھے اچھے کام کرنے کی سعادت نصیب فرما، انہیں اچھے انداز سے انجام دینے کی ہمّت وطاقت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہورہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات اور سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان

کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

کامیابی وکامرانی

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

کامیابی کامفہوم

برادرانِ اسلام! مؤذِّن دن رات، صبح وشام ندا کرتا ہے: "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"، "کامیابی کی طرف آؤ" یعنی خیر وبھلائی کے حصول میں جلدی کرو اور دنیا وآخرت میں کامیاب ہوجاؤ۔ فلاح کے معنی ہیں دنیوی زندگی میں کامیابی اور آخرت میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کا حاصل ہونا۔

کامیابی کے اَسباب کیا ہیں؟

سامعین ذی وقار! اس کامیابی وکامرانی کو پانے کے بہت سارے اَسباب ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی لاریب کتاب قرآنِ مجید میں تقریبًا ۴۰ مقامات پر کامیابی کا ذکر آیا ہے،

سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں کامیابی کے متعدّد اسباب بیان کیے گئے ہیں، خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے ارشاد فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں، نماز قائم رکھیں، ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں، اور وہ کہ ایمان لائیں اُس پر، جو اے حبیب! آپ کی طرف اُترا، اور جو آپ سے پہلے اُترا، اور آخرت پر یقین رکھیں، وہی لوگ اپنے رب تعالی کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

اللہ سبحانہ وتعالی کے فرمان: ﴿الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ "کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ عزّوجلّ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے، اور نیک اعمال کی بدَولت جو چاہا اللہ تعالی سے پالیا"[2]۔

اللہ تعالی پر ایمان لانا، کامیابی کے حصول کا بنیادی ذریعہ ہے، اسی لیے مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک بار لوگوں کے مجمع میں بآواز بلند فرمایا: «يا أَيُّها

(۱) پ۱، البقرة: ۳-۵.

(۲) "تفسير الطَبَري" پ۱، البقرة، تحت الآية: ۵، ۱/ ۱۵۸.

النَّاسُ! قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، تُفْلِحُوا!»[1] "اے لوگو! کہو کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"، کامیاب وکامران ہوجاؤ گے"۔

عزیز دوستو! ایمان باللہ کے بعد اہم ترین کام یقینِ قلبی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا، ان کی تعظیم وتوقیر کرنا، ان سے محبت اور ان کی کامل پیروی کرنا ہے؛ کہ اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[2] "وہ لوگ جو اس (رسول) پر ایمان لائیں، ان کی تعظیم کریں، ان کی مدد کریں، اور اُس نور کی پیروی کریں جو اِن کے ساتھ اُترا (یعنی قرآن)، وہی کامیاب ہیں"۔

اللہ تعالی کی توفیق سے اس کے اَحکام مانتے ہوئے، ثابت قدمی سے ان پر عمل کرتے رہیے، نبئ کریم ﷺ کے طریقے کو اپنائیے، اور ان کی پیروی کیجیے، نتیجۃً کامیابی آپ کے قدم چُومے گی، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «اسْتَقِيمُوا تُفْلِحُوا، وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلاةُ»[3] "ثابت قدم رہو، کامیاب ہوجاؤ گے، اور نماز قائم کرنا سب سے اچھا عمل ہے"۔

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند الكوفيين، ر: ١٩٠٢٦، ٧/ ٢١.

(٢) پ٩، الأعراف: ١٥٧.

(٣) "مسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، ر: ٢٢٤٧٧، ٨/ ٣٣٠.

رفیقانِ گرامی قدر! اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾[1] "یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوئے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں"۔ تو معلوم ہوا کہ نماز قائم کرنا اُن اعمال میں سے ہے، جو اللہ تعالی کی رِضا کے حصول اور کامیابی کے ساتھ، اس کی جنّتوں کی راہ ہموار کرتی ہے، جس نے نماز کو صحیح طور پر ادا کیا وہ کامیاب ہوا، اس کے فرائض وواجبات کا خیال رکھا، اور جماعت کے ساتھ ادائیگی کو اپنے آپ پر لازم کیا، وہ رُکوع وسجود کرنے والوں میں شامل ہوگیا، یہاں تک کہ جب اللہ ﷻ جماعت سے نماز ادا کرنے والوں کی صفوں پر نظر فرمائے، تو اپنے اس بندہ کو کامیاب لوگوں میں لکھ دے، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[2] "اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو، اور اپنے رب تعالی کی بندگی کرو، اور بھلے کام کرو، اس امید پر کہ تم کامیاب ہوجاؤ!"۔

اسی بات کی تاکید کرتے ہوئے مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ: صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ

(١) پ١٨، المؤمنون: ١، ٢.

(٢) پ١٧، الحج: ٧٧.

وَأَنْجَحَ»[1] "یقیناً بروزِ قیامت سب سے پہلے بندے کے اعمال میں سے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر وہ درست ہوئی تو وہ بندہ کامیاب وکامران ہو جائے گا"۔

میرے دوستو وبزرگو! زکاۃ کی ادائیگی بھی کامیابی کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس لیے کہ زکاۃ دینے والا ان کامیاب لوگوں میں سے ہے، جس کی تعریف اللہ تعالی نے یوں ارشاد فرمائی ہے: ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[2] "جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا، تو وہی کامیاب ہیں"۔

قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مساکین پر خرچ کرنا، اور ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آنا بھی کامیابی کا سبب ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[3] "رشتہ دار، مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو! یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کی رِضا چاہتے ہیں، اور وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

یہ سارے اَسباب قیامت کے دن انسان کے میزانِ عمل کو بھاری کر دیں گے، اور یوں بندہ آخرت میں کامیاب ہو جائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے:

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الصّلاة، ر: ٤١٣، صـ١١١، ١١٢.

(۲) پ٢٨، الحشر: ٩.

(۳) پ٢١، الروم: ٣٨.

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "جن کے ترازو بھاری ہوں، وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

میرے عزیز دوستو! بلاشبہ آدمی کی نیکیاں جب زیادہ ہو جائیں، تو وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے، اور آخرت میں عظیم کامرانی پالیتا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ میزانِ عمل میں سب سے بھاری چیز حسنِ اَخلاق ہوگی، نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي المِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ»[2] "میزانِ عمل میں حسنِ اَخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہیں ہوگی"؛ اس لیے کہ حسنِ اَخلاق کا تعلق نفس کی پاکیزگی سے ہے، جو فلاح وکامرانی کا بہترین ذریعہ ہے، رب تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾[3] "یقیناً وہ کامیاب ہوا جو ستھرا ہوا"۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا﴾[4] "یقیناً جس نے اپنے آپ کو ستھرا کرلیا وہ کامیاب ہوگیا"۔ اور اپنے آپ کا ستھرا وپاکیزہ ہونا، بندے کی عادات

---

(١) پ١٨، المؤمنون: ١٠٢.

(٢) "سنن أبي داود" باب في حسن الخلق، ر: ٤٧٩٩، صـ٦٧٩.

(٣) پ٣٠، الأعلى: ١٤.

(٤) پ٣٠، الشمس: ٩.

واَطوار اور اقوال وافعال کے اچھا ہونے، اور اپنے خالق ومالک کے فضل واِحسان کے اعتراف اور اُس کی نعمتوں کے شکر سے پتا چلتا ہے، انبیاء وصالحین کی دعاؤں میں سے ہے کہ ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ﴾[1] "اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اِحسان کا شکر کروں! جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا، اور یہ کہ میں وہ اچھا کام کروں جو تجھے پسند آئے! اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے اُن بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے حقدار ہیں"۔

جانِ برادر! اللہ تعالی کی یاد کامیابی کا راستہ ہے، اور یہ بھی میزانِ عمل میں بھاری، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا پسندیدہ، زبان پر آسان ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کثرت سے اس کا ذکر کیجیے؛ کہ اللہ کے ذکر سے دل کو چین وسکون ملتا ہے: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[2] "اللہ تعالی کو بہت یاد کرو، اس امید پر کہ تم کامیاب ہوجاؤ!"۔

---

(۱) پ۱۹، النمل: ۱۹.

(۲) پ۲۸، الجمعة : ۱۰.

عزیزانِ محترم! یقیناً اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر بجالانا بھی کامیابی کا اہم ترین سبب ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[1] "اللہ تعالی کی نعمتیں یاد کرو؛ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔ مفسرینِ کرام اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "تم پر اس کی جو نعمتیں اور احسانات ہیں انہیں یاد کرو، اس کا وہ فضل جو اس نے تمہیں دوسروں پر فضیلت دی، اور اس پر اس کا شکر ادا کرتے رہو؛ تاکہ وہ نعمتوں میں اضافہ فرمائے، تم کامیاب ہو جاؤ، اور آخرت میں تمہیں ہمیشہ کی کامرانی حاصل ہو، اور دنیا میں جو چاہتے ہو اس کے حقدار بن جاؤ"[2]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار فرما، ہمیں اچھے اچھے کام کرنے کی سعادت نصیب فرما، انہیں اچھے انداز سے انجام دینے کی ہمت وطاقت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

---

(١) پ٨، الأعراف: ٦٩.

(٢) "تفسير الطَبَري" پ٨، الأعراف، تحت الآية: ٦٩، ٨/ ٢٨٠.

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

جمعۃ المبارک کی فضیلت واَہمیت

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے ہمیں مختلف ایام کی نعمت سے نوازا ہے، جن میں ہم اعمالِ صالحہ وغیرہ انجام دیتے ہیں، انہیں ایام میں سے ایک جمعۃ المبارک کا دن بھی ہے، جسے خاص اَہمیت وفضیلت حاصل ہے، یہ دن دیگر ایام کا سردار ہے، یہ انتہائی عظیم الشان، مقدّس اور بابرکت دن ہے، یہ مسلمانوں کے لیے عید اور گناہوں کے کفّارے کا دن ہے، سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: «الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ»[1] "پانچ ۵ نمازیں اور ایک جمعہ سے

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصّلاة، ر: ٥٥٠، صـ١١٧.

دوسرے جمعہ تک، ان گناہوں کا کفّارہ ہے جواِن کے درمیان ہوئے"۔ نمازِ جمعہ کو یہ خصوصیت وفضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں صرف نمازِ جمعہ کی اذان کا ذکر فرمایا ہے، اللہ تعالی نے اس عظیم دن میں نماز کے لیے مسلمانوں کا جمع ہونا لازم قرار دیا ہے، انہیں حکم دیا ہے کہ دیگر کاموں سے جلد از جلد فارغ ہوکر نمازِ جمعہ کے لیے حاضر ہوں، اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[1]

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو، تو اللہ کے ذکر کی طرف دَوڑو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو! اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے!"۔

قبولیت کی گھڑی

برادرانِ اسلام! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے جمعۃ المبارک کے دن ایک ایسی خاص گھڑی رکھی ہے، جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس لمحے جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا خَيْراً، إِلَّا أَعْطَاهُ

---

(١) پ٢٨، الجمعة: ٩.

إِيَّاهُ»[1] "یقیناً جمعۃ المبارک میں ایک ایسی گھڑی ہے، جس میں اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کرے، تو وہ اسے ضرور عطا فرماتا ہے"۔

بہترین دن

برادرانِ اسلام! سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ»[2] "تمام دنوں میں بہترین دن جمعہ ہے"۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ہمیں جمعہ کے دن تلاوتِ قرآن، ذکرُ اللہ اور دعا کی تلقین فرمائی ہے، نیز نماز، علمِ دین اور صدقہ وخیرات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی طرف بھی بلایا ہے، کہ جمعہ کا دن اللہ ﷻ کے ہاں عظمت والا ہے، تمام ایّام کا سردار ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ»[3] "یقیناً اللہ تعالیٰ کے یہاں جمعہ کا دن عظمت والا اور تمام دنوں کا سردار ہے"۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں جمعہ کا دن عطا فرما کر عزّت وشان عطا فرمائی۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الجمعة، ر: ١٩٧٣، صـ٣٤٣.

(٢) "صحيح مسلم" باب فضل يوم الجمعة، ر: ١٩٧٦، صـ٣٤٣.

(٣) "سنن ابن ماجه" باب في فضل الجمعة، ر: ١٠٨٤، صـ١٨٣.

جمعۃ المبارک کے دن دُرود شریف کی خاص فضیلت

نمازی بھائیو! جمعۃ المبارک کے دن نبیٔ رحمت ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرنا اللہ تعالی کو محبوب ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْراً»(١) "جمعۃ المبارک کے دن ورات میں مجھ پر دُرود کی کثرت کیا کرو؛ کہ جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے گا، اللہ تعالی اس پر دس ١٠ رحمتیں نازل فرمائے گا"۔ مؤمنِ کامل کے لیے مستحب ہے کہ اپنے پیارے نبی ﷺ پر جمعہ کے دن ورات میں درود شریف کی کثرت کرے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے اسی بات کی تاکید فرما کر ترغیب دلائی ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .... فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» "یقیناً تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن بہت افضل ہے، اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو! کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"، لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسولَ اللہ! اُس وقت ہمارا درود کس طرح آپ پر پیش کیا جائے گا، جب آپ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے؟ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ

(١) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب الجمعة، ٣/ ٢٤٩.

حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أن تأكلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ»[1] "اللہ عزّوجلّ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسامِ مقدّس کا کھانا حرام فرما دیا ہے"۔

جمعۃ المبارک کے دن سورۂ کہف کی تلاوت

محترم بھائیو! جمعۃ المبارک کے دن قرآنِ کریم کی تلاوت کا بہت زیادہ ثواب ہے، خصوصاً اس دن سورۂ کہف پڑھی جائے؛ کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ»[2] "جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے، اس کے لیے دو ۲ جمعوں کے درمیان سارے ایام نُور سے رَوشن کر دیے جائیں گے"۔

نمازِ جمعہ کے لیے تیاری

میرے بزرگو ودوستو! یومِ جمعہ کے کچھ آداب ہیں، کہ مسلمان اچھے طریقے سے انہیں سمجھے اور عمل کرے، ان میں سے یہ بھی ہے کہ جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے غسل کرے اور خوشبو لگائے، سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِه، وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ -إِنْ كَانَ عِنْدَه- ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى

---

(۱) "سنن ابن ماجه" كتاب إقامة الصلاة والسنّة فيها، ر: ۱۰۸۵، صـ۱۸۳.

(۲) "مستدرَك الحاكم" تفسير سورة الكهف، ر: ۳۳۹۲، ٤/ ۱۲۷۵.

مَا كَتَبَ اللهُ لَه، ثُمَّ أَنْصتَ إِذَا خَرجَ إِمَامُه، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِيْ قَبْلَهَا»[1] "جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی جو میسّر ہو، پھر جمعہ کی نماز کے لیے آیا، اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں، پھر نماز پڑھی جو اللہ تعالی نے اس پر مقرّر فرمائی ہے، پھر خطبے کے دَوران خاموش رہا، یہاں تک کہ اپنی نماز مکمل کرلی، تو یہ عمل اِس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفّارہ ہوجائے گا"۔

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے آداب و مستحبات

عزیزانِ محترم! نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مستحب ہے کہ صاف ستھرے اور اچھے کپڑے پہنیں، لہٰذا ایسا لباس نہ پہنیں جو مسجد و نماز کے لیے نامناسب ہو، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، کہ لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں اور اہل وعیال سے اس حالت میں آتے، کہ وہ غُبار آلود اور پسینہ میں شرابُور ہوتے، اسی حالت میں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هذَا!»[2] "اگر تم اس دن کے لیے غسل کرلیتے تو بہتر تھا!"، ایک اَور روایت میں ہے: «مَا عَلَى

---

(١) "سنن أبي داود" باب في الغسل للجمعة، ر: ٣٤٣، صـ٦٢.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الجمعة، ر: ٩٠٢، صـ١٤٥.

أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ سَعَةً، أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِه، سِوى ثَوْبَيْ مِهْنَتِه»[1]

"تم میں کوئی اگر صاحبِ حیثیت ہو، تو اسے چاہیے کہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ، دیگر لباس بھی بنائے، جو نمازِ جمعہ کے لیے خاص ہو"۔

جمعۃ المبارک کے آداب میں سے یہ بھی ہے، کہ مسجد میں جلدی پہنچا جائے؛ تاکہ خطیب صاحب کے وعظ ونصیحت کو کامل طَور پر سُن سکیں، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشاً أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ»[2] "جو شخص جمعہ کے دن غسلِ فرض کے انداز میں غسل کرکے مسجد میں حاضر ہو، گویا اس نے اُونٹ خیرات کیا، اور جو اُس کے بعد حاضر ہو، گویا اُس نے گائے خیرات کی، جو اُس کے بعد حاضر ہو، گویا اُس نے سینگوں والا دُنبہ خیرات کیا، جو اُس کے بعد آیا، گویا اُس نے مرغی خیرات

---

(١) "سنن ابن ماجه" باب ما جاء في الزِّينة يوم الجمعة، ر: ١٠٩٦، صـ١٨٥.

(٢) "صحيح البخاري" باب فضل الجمعة، ر: ٨٨١، صـ١٤٢.

کی، اور جو اُس کے بعد حاضر ہوا، گویا اُس نے انڈا خیرات کیا، اور جب امام مسجد میں آجائے، تو فرشتے اللہ کا ذِکر بغَور سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں"۔

جمعۃ المبارک کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دیگر لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر انہیں تکلیف نہ دی جائے، ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اُس وقت آیا، جب آقائے نامدار ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ»[1] "بیٹھ جاؤ! کہ تم نے تکلیف پہنچائی ہے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں جمعۃ المبارک کے دن کی برکتیں نصیب فرما، ہمیں اس دن خاص طَور پر اچھے کام کرنے کی سعادت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الصّلاة، ر: ١١١٨، صـ١٦٨.

سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

رَواداری

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

محترم بھائیو! بلا شبہ رَواداری اعلی انسانی اَقدار اور اسلامی اصولوں میں سے ایک اچھا اصول ہے، اس کی بنیاد لوگوں سے محبت کے ساتھ بھلائی، ان کا احترام، ان سے برتاؤ میں نرمی کرنا، ان سے اچھے انداز سے ملنا، ان کے فضل کو تسلیم کرنا، ان کے نیک کاموں کی تعریف کرنا، اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرنا ہے، اللہ تعالی نے ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ سے ارشاد فرمایا: ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾(۱) "تم اچھی طرح درگزر کرو!"۔

---

(۱) پ ١٤، الحجر: ٨٥.

لوگوں کو مُعاف کرنا بھی رَواداری ہے، اس پر بڑے اجر و ثواب کا وعدہ بھی ہے، اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾[1] "جس نے مُعاف کیا اور کام سنوارا، اُس کا اجر و ثواب اللہ تعالی پر ہے"۔

عزیز دوستو! دینِ اسلام ہمیں دنیا وآخرت کے تمام کاموں میں اعتدال، توازُن ومیانہ رَوی کا حکم دیتے ہوئے، سختی وانتہاء پسندی سے منع فرماتا ہے، چاہے مُعاملہ نماز، روزہ ودیگر عبادات کا ہو، یا آپس کے لین دَین، میل جول یا خرید وفروخت، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے کا معاملہ ہو، زندگی کے ہر موڑ پر اسلام ہمیں اعتدال ومیانہ رَوی، آسانی اور نرمی کا درس دیتا ہے، آج مصطفی جانِ رَحمت ﷺ کی امّت کو اس پر عمل کی سخت ضرورت ہے، اس امّت کی اسی خصوصیت کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾[2] "اے امتِ محمد! ہم نے تمہیں متوازِن ومیانہ رَو اُمّت بنا کر بھیجا ہے"۔

عزیزانِ گرامی قدر! مُعاملات میں ظلم وزیادتی، حد سے تجاوُز، اور غلط بیانی کے بجائے، ہمیں انتہائی نرمی، میانہ رَوی وآسانی کا طریقہ اختیار کرنے، اور حق بات کہنے کا حکم ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ

---

(۱) پ۲۵، الشُّورى: ٤٠.

(۲) پ۲، البقرة: ١٤٣.

﴿يَعۡدِلُوۡنَ﴾[1] "ہمارے بندوں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اُس پر انصاف کی بات کریں"، لہٰذا ہر شخص تعلقات و مُعاملات، روابط و دوستی، گزر بسر، الغرض ہر مُعاملے میں نرمی، عدل وانصاف اور میانہ رَوی اختیار کرے۔

دوسروں کے ساتھ عفوودرگزر کا مفہوم

میرے بزرگو ودوستو! دینِ اسلام نے جہاں نرمی، اعتدال، عدل وانصاف، اور میانہ رَوی کا درس دیا، وہیں عفوودرگزر، آسانی کی تاکید اور بے جا سختی کی ممانعت کرتے ہوئے باہمی رَواداری کی تعلیم فرمائی، رَحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «ارْحَمُوْا تُرْحَمُوْا، وَاغْفِرُوْا يَغْفِرِ اللهُ لَكُمْ»[2] "رحم کرو تو تم پر بھی رحم کیا جائے گا، اور مُعاف کرو تو اللہ تعالی بھی تمہیں مُعاف فرمائے گا"۔

قابلِ صد احترام بھائیو! جب کسی میں کوئی بُرائی یا نامناسب چیز دیکھیں تو اُسے انتہائی نرمی سے سمجھائیں، صبر وتحمل سے کام لیں، بُرائی کا جواب بُرائی سے دینے کے بجائے عَفو ودَرگزر اور نرمی ورَواداری کا برتاؤ کریں، سختی سے کام مت لیجیے، اللہ تعالی نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو ان عاداتِ کریمہ کے اختیار کرنے کا حکم فرمایا، ارشادِ

---

(١) پ٩، الأعراف: ١٨١.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عَمرو، ر: ٧٠٦٢، ٢/ ٦٨٢.

باری تعالی ہے: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ﴾[1] "اے حبیب! مُعاف کرنا اختیار کرو، بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو"۔

برادرانِ اسلام! مُعاف کرنے سے انسان کی عزّت میں کمی نہیں آتی، بلکہ اضافہ ہوتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: «مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ عَبْداً بِعَفْوٍ إِلَّا عِزّاً، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لله إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ»[2] "صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، بندے کے مُعاف کرنے کی بدَولت اللہ تعالی اس کی عزّت بڑھاتا ہے، اور جو اللہ تعالی کے لیے عاجزی کرتا ہے، اللہ تعالی اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے"۔

مسلم وغیر مسلم کی بقائے باہم کا مفہوم

حضراتِ گرامی قدر! مذہبِ اسلام ایک آسان، معتدِل اور اِفراط وتفریط سے پاک دِین ہے، کہ اس کی تمام تعلیمات عدل وانصاف اور میانہ رَوی پر مبنی ہیں، خواہ وہ باہم زندگی گزارنے سے متعلق ہوں، یا کسی اَور شعبہ سے متعلق ہوں، نہ ان میں اِفراط ہے نہ تفریط، بلکہ ہر میدان میں ایک درمیانی اور معتدِل راہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس پر کثیر دلائل وبراہین موجود ہیں، ایک بار مصطفی

---

(١) پ٩، الأعراف: ١٩٩.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب البر والصِّلة، ر: ٦٥٩٢، صـ١١٣١.

جانِ رحمت ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: «إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا»[1] "یقیناً دینِ اسلام آسان دِین ہے، اور جو بھی اِس دِین میں سختی کرے گا دِین اُس پر غالب آجائے گا، تو میانہ رَوی اختیار کرو، ایک دوسرے کے قریب (مل جُل کر) رہو، اور لوگوں کو دِین کی طرف راغب کرنے والی اچھی باتیں بتاتے رہو (دِین سے متنفر مت کرو)"۔

حضراتِ گرامی! دینِ اسلام میں انسانی جان، مال اور عزّت کے تحفظ کے بنیادی حقوق بیان کیے گئے ہیں، اس میں مسلم وغیر مسلم، ملکی وغیر ملکی کا کوئی فرق نہیں، بلکہ ان حقوق میں دنیا کا ہر فرد دینِ اسلام کی نظرِ عنایت سے فیض یاب ہے، بغیر کسی شرعی سبب کے ان قوانین کو توڑنا اور پامال کرنا حرام ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾[2] "جس نے بغیر جان کے کوئی جان قتل کی، یا زمین میں فساد کیے، تو گویا اُس نے سب لوگوں کو قتل کیا، اور جس نے ایک جان کو بچایا، گویا اس نے سب لوگوں کو بچالیا"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب الدين يسر، ر: ٣٩، صـ١٠.

(٢) پ٦، المائدة: ٣٢.

رفیقانِ گرامی قدر! دینِ اسلام نے ظلم وزیادتی اور کسی کو مجبور کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی، اور نہ ہی اسلام بزورِ شمشیر کسی سے اپنی حقّانیّت منواتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾[1] "دِین میں کوئی زبردستی نہیں"، ہم سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے اَخلاق واعلی کردار کے ذریعے لوگوں کو اسلام اور تعلیماتِ اسلام کی طرف رغبت دلائیں؛ تاکہ ان کا دل خود بخود اسلام کی خوبیاں دیکھ کر مائل وراغب ہوجائے۔

اَہلِ کتاب سے رَواداری

حضراتِ محترم! دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وکُتبِ سماویّہ کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ رَواداری، حسنِ اَخلاق، اِیفائے عہد اور عدل وانصاف کا مُعاملہ کرنا بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے، چاہے وہ کسی اسلامی یا غیر اسلامی ملک میں رہتے ہوں، جب تک وہ اسلام یا مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾[2] "اللہ تعالی تمہیں اُن کے ساتھ احسان کرنے سے منع نہیں فرماتا، جو تم سے دِین کے مُعاملے میں نہ لڑے، اور تمہیں

---

(۱) پ۳، البقرة: ۲٥٦.

(۲) پ۲۸، الممتحنة: ۸.

تمہارے گھروں سے نہ نکالا، اور اُن سے انصاف کا برتاؤ کرو، یقیناً انصاف والے اللہ تعالی کو محبوب ہیں"۔

مسلم وغیر مسلم کی باہمی رَواداری

عزیزانِ مَن! اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں کو مٹانے، تہذیبوں کے تصادُم کو روکنے اور عالمی امن واَمان کے قیام کے لیے باہمی رَواداری کی ضرورت واَہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، دینِ اسلام اتفاق واتحاد کی دعوت دیتا ہے، عہد شکنی وفتنہ انگیزی سے منع فرماتا ہے، یہ طرزِ عمل ہر سعادت وبھلائی کی بنیاد، اور انسانیّت کی تعمیر وترقی کا سُتون ہے، مُعاشی ومُعاشرتی، قومی وملکی ترقی اور کثیر فوائد کا سبب ہے، تمام مذاہب کے مابین امن وامان، رَواداری، گزر بسر، کام کاج، تعمیر وترقی اور تعلقات کو مستحکم بنانے، اقتصادی وسماجی شعبہ جات، تجارت وصنعت اور توانائی وغیرہ میں تعاوُن، وقت کی اَہم ضرورت ہے، اگر کوئی قومی وملکی سالمیت وترقی کے لیے کام کر رہا ہو، تو اس سے بھی تعاوُن کرنا چاہیے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾[1] "نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ وزیادتی پر مدد نہ کرو"۔

---

(۱) پ٦، المآئدة: ۲.

دعا

اے اللہ! ہمیں باہمی رَواداری کی توفیق نصیب فرما، ہمیں اس کے لیے خاص طَور پر کوشش کرنے کی سعادت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا

فرما، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

❁ ❁ ❁

جان نثارانِ وطن

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ نے شہیدوں اور ملک وملّت کی حفاظت کرنے والوں کو اپنی رِضا کے لیے چُن لیا ہے، اور جنّت کے اعلیٰ درجات ان کے لیے مقدّر فرمادیے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ﴾[1] "اس لیے کہ اللہ تعالی پہچان کرا دے ایمان والوں کی، اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے"۔

---

(۱) پ٤، آل عمران: ١٤٠.

شہداء اور ان کا مقام و مرتبہ

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! شہید وہ ہے جو اپنی جان، مال، اولاد، عزّت و آبرُو یا دِین و وَطن کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا ہو، اور وطن وہ ہے جس میں آدمی کا مال، اہل وعِیال اور جس کی بدَولت اس کی پہچان وعزّت ہوتی ہے، تو اس کی حفاظت کرنا عظیم خدمت ہے۔ جو لوگ دِفاعِ وطن کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، وہ بڑا عظیم رُتبہ پاتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۞ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۞ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ﴾[1] "جو اللہ تعالی کی راہ میں مارے گئے، اللہ ہرگز اُن کے عمل ضائع نہیں فرمائے گا، جلد انہیں راہ دے گا، اور ان کا کام بنادے گا، اور انہیں جنّت میں لے جائے گا، انہیں اس کی پہچان کرادی ہے"۔ یعنی ان کے اجر وثواب کو ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا، بلکہ ان میں کثرت کے ساتھ اضافہ فرمائے گا۔ علماء فرماتے ہیں کہ "ان کے کام بنادے گا" یعنی ان کے کام اور ان کے حال کو درست فرمائے گا"[2]۔

انہیں اس جنّت میں داخل فرمائے گا جو ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے، اور وعدہ فرمایا: ﴿وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ

(۱) پ۲۶، محمد: ٤-٦.

(۲) "تفسیر ابن کثیر" محمد، تحت الآية: ٤، ٥، ٤/ ١٧٧، ١٧٨ ملتقطاً.

﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[1] "اللہ تعالی سے زیادہ قول کا پورا کون؟ تو خوشیاں مناؤ اپنے سَودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے، اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔ یہ کامیابی ان کے لیے ہے جن کی تجارت نفع بخش ہو، کہ انہیں ان عطاؤں سے نوازا جائے، انہیں اس دنیائے فانی سے ہمیشگی کے گھر جنّت میں داخل کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ﴾[2] "یقیناً آخرت کا گھر سب سے بہتر، اور پرہیزگاروں کا کیا ہی اچھا گھر ہے، بسنے کے باغات جن میں جائیں گے، اُن کے نیچے نہریں رَواں ہیں، انہیں جو چاہیں وہاں ملے گا"۔

ان نعمتوں میں خوش وخرم رہیں گے: «أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً» "ان کی رُوحیں سبز پرندے کے قالب میں ہیں، جن کے لیے عرشِ الٰہی سے لٹکی ہوئی قندیلیں ہیں، جنّت میں جہاں چاہیں جائیں گے، پھر ان قندیلوں کی طرف لَوٹ آئیں گے، اور ان کا رَب تعالی انہیں اپنا دیدار کرائے گا"۔ اور جب یہ دیدارِ الٰہی سے لطافت حاصل کر رہے ہوں

---

(۱) پ۱۱، التوبة: ۱۱۱.

(۲) پ۱٤، النحل: ۳۰-۳۱.

گے، تب اللہ ﷻ ان سے فرمائے گا: «هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئاً؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي؟ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ! نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا، حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا»[1] "کیاتم اَور کچھ چاہتے ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم اَور کیا چیز چاہیں! کہ ہم جنّت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، اللہ تعالی ان سے تین ۳ بار یہی فرمائے گا، جب وہ جنّتی جانیں گے کہ وہ ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے کہ وہ مزید کچھ مانگیں، تو وہ عرض کریں گے کہ اے رب! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُوحیں ہمارے اَجسام میں واپس لَوٹادے؛ تاکہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں، پھر اللہ تعالی جب ملاحظہ فرمائے گا کہ انہیں کوئی مزید حاجت نہیں، تو وہ ایسے ہی چھوڑ دیے جائیں گے"۔

شہداء کا اجر وثواب

میرے بزرگو ودوستو! اِن جانثارانِ وطن پر اللہ کریم کا ایک انعام یہ بھی ہے، کہ جو اچھے اعمال یہ اپنی زندگی میں کرتے تھے، اللہ تعالی ان کے مرنے کے بعد بھی ان اعمالِ صالحہ کو لکھتا ہے، اور خیر وبھلائی ان سے منقطع نہیں فرماتا، جیساکہ اللہ رب العزّت کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الجهاد، ر: ٤٨٨٥، صـ٨٤٥.

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾[1] "وہ اپنے رب تعالی کے پاس زندہ ہیں، روزی بھی پاتے ہیں، اس پر شاد ہیں جو اللہ تعالی نے انہیں اپنے فضل سے دیا، اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے بعد آنے والوں کی، جو ابھی ان سے نہیں ملے، کہ ان پر نہ کچھ خَوف ہے اور نہ کچھ غم، خوشیاں مناتے ہیں اللہ تعالی کی نعمت اور فضل کی، اور یہ کہ اللہ تعالی مسلمانوں کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔

مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ اللهِ أَجْرَى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأَجْرَى عَلَيْهِ رِزْقَهُ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ، وَبَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِناً مِنَ الْفَزَعِ»[2] "جو اسلامی ملک کی سرحد پر نگرانی کرتے ہوئے، اللہ تعالی کی راہ میں مرا تو جو نیک عمل وہ کرتا تھا، اللہ تعالی اس کا اجر اُسے عطا فرمائے گا، اس کا رزق اسے دے گا، فتنۂ قبر سے اسے امن دے گا، اور اللہ تعالی قیامت کے دن اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ غموں سے محفوظ ہوگا"۔ اور جہنم کی آگ اسے کبھی نہ چھوئے گی۔

---

(١) پ ٤، آل عمران: ١٦٩-١٧١.

(٢) "سنن ابن ماجه" باب فضل الرباط في سبيل الله، ر: ٢٧٦٧، صـ٤٧١.

رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ»[1] "اللہ تعالی کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں مسلمان بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوگا"۔ اور ہر وہ مجاہد جو اپنے وطن کی حفاظت وسلامتی کے لیے راتوں کو جاگ کر بھی نگہبانی کرے، تو اسے بھی جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، جیسا کہ سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللهِ»[2] "دو۲ قسم کی آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چُھوئے گی: وہ آنکھ جو اللہ تعالی کے خَوف سے روئی، اور وہ آنکھ جو اللہ تعالی کی راہ میں پہرا دیتی رہی"۔

بہترین سخاوت

مسلم بن ولید جیسا شاعر بھی کہتا ہے کہ "جان قربان کرنے والا اگر اپنی جان قربان کرنے میں بخل نہ کرے، تو جان قربان کرنا ہی بہترین سخاوت ہے"[3]۔

---

(١) "سنن ابن ماجه" باب الخروج في النفير، ر: ٢٧٧٤، صـ٤٧٢.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب فضائل الجهاد، ر: ١٦٣٩، صـ٣٩٥.

(٣) "جمهرة الأمثال" التَّفْسِير، تحت ر: ٨١، ١/ ٩٥.

اسلامی ملک کی سرحد کی نگہبانی کی فضیلت

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا»[1] "اللہ تعالی کی راہ میں ایک دن اسلامی ملک کی سرحد کی نگہبانی کرنا، دنیا جہاں سے بہتر ہے"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے وطنِ عزیز کے شہداء کی قدردانی کی توفیق نصیب فرما، ہمیں اس کے لیے خاص طَور پر انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعادت عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسير، ر: ٢٨٩٢، صـ٤٧٨.

کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

اِتحاد سنّت نبوی ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اتفاق واتحاد قرآن وحدیث کی رَوشنی میں

عزیزانِ محترم! اسلام ایک عالمگیر وآفاقی مذہب، کامل واکمل دِین، اَبدی ضابطۂ حیات اور امن وسلامتی کا علمبردار ہے، جو اتحاد ویکجہتی کی دعوت ودَرس دیتا ہے، اتحاد کا معنی آپس میں اکٹھے ہوکر زندگی بسر کرنا ہے، اتفاق واتحاد کی بدَولت اِنفرادی، فکری، مُعاشَرتی، اِقتصادی، علمی، فنّی وسائنسی قوّت میں یکجہتی حاصل ہوتی ہے، باہمی تعلّقات مضبوط ہوتے ہیں اور بہترین فضا قائم ہوتی ہے، اتحاد ہر طرح کی سعادت وبھلائی کی بنیاد، انسانیّت کی تعمیر وترقی کا سُتون، مُعاشی ومُعاشَرتی کثیر فوائد، قوم کی راحت وسکون، کامیابی کا سبب اور ایک عظیم وعمدہ نعمت ہے، خالقِ کائنات عزّوجلّ نے اتحاد کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ

﴿جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا﴾[1] "سب مل کر اللہ کی رَسّی مضبوط تھام لو، اور آپس میں فرقوں میں نہ بٹ جانا"۔ معلوم ہوا کہ آپسی اتفاق واتحاد بہت اچھی چیز ہے، ترقی کی ضمانت ہے، لہٰذا ہم سب کو آپس میں اتفاق واتحاد سے رہنا چاہیے۔

میرے بزرگو ودوستو! قرآنِ کریم میں اتفاق واتحاد کی تاکید کے ساتھ ساتھ حدیثِ پاک میں بھی اِفتراق واِنتشار والے اَفعال وحرکات کی ممانعت اور متفق رہنے پر زور دیا گیا ہے، حضور نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «عَلَيْكَ بِالجَمَاعَةِ؛ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ»[2] "تم پر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے؛ کیونکہ جو بکری اپنے ریوڑ سے الگ ہوتی ہے، بھیڑیا اُسی کو کھاتا ہے"۔ سرکارِ ابدِ قرار ﷺ نے ہمیں ہر دَم ایک اور متحد ہو کر رہنے کی تاکید فرمائی ہے؛ کیونکہ اتفاق واتحاد کے سبب غیر قوّتیں اپنی طرف نہیں کھینچ سکتیں، اتفاق واتحاد میں برکت ہے، اور اس کی بدَولت خالقِ کائنات عزّوجلّ کی مدد ونصرت بھی شامل حال رہتی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٠٣.

(٢) "سنن أبي داود" باب التشديد في ترك الجماعة، ر: ٥٤٧، صـ٩١.

نے ارشاد فرمایا: «يَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ»[1] "اللہ تعالی کی مدد امّت کے بڑے گروہ کے ساتھ ہے"۔

باہمی محبت واتفاق

میرے بزرگو ودوستو! اتحاد واتفاق سے جہاں ملکی وقومی سلامتی وترقی نصیب ہوتی ہے، وہیں لوگوں میں باہمی محبت اور رَواداری کی فضا بھی قائم ہوتی ہے، لوگوں میں اسلام کی بدَولت آپس میں دینی محبّت پیدا ہوئی اور عداوَت دُور ہوئی؛ حتّی کہ سالوں سے جاری لڑائی، رات دن قتل وغارتگری کی گرم بازاری باہمی اتفاق واتحاد اور تاجدارِ رسالت ﷺ کے دامنِ کرم میں آنے سے ٹھنڈی ہوگئی، شہنشاہِ کونین ﷺ نے سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بناکر اُلفت ومحبّت کے جذبات اُجاگر کیے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا﴾[2] "اپنے اوپر اللہ تعالی کا احسان یاد کرو! جب تم میں دشمنی تھی، اللہ تعالی نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا، تواُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہوگئے"۔

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في لزوم الجماعة، ر: ٢١٦٦، صـ٤٩٨.

(٢) پ٤، آل عمران: ١٠٣.

اللہ ورسول کا حکم مانو! اور آپس میں مت جھگڑو!

برادرانِ اسلام! تاریخ کے اَوراق پلٹنے اور قَوموں کے عُروج وزَوال، کامیابی وناکامی کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے، کہ آج تک جس قوم نے بھی عُروج وترقی کی منزل پائی ہے، وہ باہمی اتفاق واتحاد کی مرہونِ منّت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے، بھائی چارگی وہم آہنگی کا درس دیا، اور جب تک مسلمان اس درس پر عمل پیرا رہے، کامیابی وکامرانی ان کا مقدّر بنی رہی، قَیصر وکِسریٰ جیسی طاقتیں بھی ان کے سامنے سرنگوں تھیں، ان کی ہیبت وجلال سے پہاڑ بھی سمٹ کر رائی ہوئے، راستے کی ہر رُکاوٹ کو وہ پاؤں کی ٹھوکر سے دُور کرتے چلے گئے، فتح ونصرت کے پرچم لہرائے، کامیابیوں کا سفر طے کیا، اتفاق واتحاد قوّت اور تعمیری نشوونما کا باعث ہے، جبکہ اس سے دُوری اور نااتفاقی، اِفتراق واِنتشار تخریب کاری اور کمزوری کا سبب ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ﴾(۱) "اللہ تعالی اور اس کے رسول کا حکم مانو! اور آپس میں مت جھگڑو! ورنہ بزدل ہوجاؤ گے، اور تمہاری بندھی ہوئی ہَوا جاتی رہے گی"۔ یعنی اتحاد واتفاق کے سبب مسلمانوں کا رُعب ودَبدَبہ قائم رہتا ہے، لہٰذا ہمیں اِفتراق واِنتشار والے اَفعال وحرکات کو چھوڑ کر باہمی اتحاد سے آپسی تعلّقات کو جوڑنا ہوگا۔

---

(۱) پ ۱۰، الأنفال: ٤٦.

برادرانِ اسلام! عدل وانصاف اور مُساوات اسلامی مُعاشرے کی بنیادیں ہیں، اسلام سمیت ہر مہذّب مُعاشرہ، عدل وانصاف کا درس دیتا اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، عدل وانصاف سے نہ صرف انسانی زندگی میں انقلاب آتا ہے، بلکہ مُعاشرے وریاست کو بھی ترقی واستحکام ملتا ہے، مُعاشرے میں امن وامان، اخوّت وبھائی چارگی، محبت اور ہم آہنگی، اتفاق واتحاد ہی سے قائم ہوسکتی ہے، ہم سب ایک ملّت، ایک قوم، ایک جسم کی طرح ہیں، جسے کسی بھی طرح ملّتِ اسلامیہ یا اس کے ماننے والوں کی خدمت کا موقع ملے، وہ بلا تاخیر اس خدمت کو ضرور انجام دے، اس کی بدَولت آپس میں محبت واُلفت پیدا ہوتی ہے، اتحاد واتفاق مزید مضبوط ہوتا ہے، ہمارے کسی بھی مسلمان ملک یا مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف، پریشانی یا کوئی مصیبت درپیش ہو، تو دنیا بھر کے تمام مسلمان اور مسلم ممالک اسے اپنی تکلیف سمجھیں؛ کہ مسلمان سب ایک ہیں، حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «المُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً» "مسلمان مسلمان کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کے سہارے مضبوط رہتا ہے"۔ رَحمتِ عالَمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کرکے اشارہ فرمایا[1]۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب نصر المظلوم، ر: ٢٤٤٦، صـ٣٩٤.

لہٰذا ہمیں باہم تعاوُن ومدد کرنی ہے، چاہے وہ ہمارا رشتہ دار، پڑوسی، شہری، ہم وطن یا دینی بھائی ہو، اسی طرح ایک اسلامی ملک دوسرے اسلامی ممالک کی ہر مصیبت وپریشانی وناگہانی آفات وتکالیف میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے؛ کہ وہ ہمارے بھائی ہیں، اس طرح آپس میں اتفاق واتحاد قائم ہوگا، خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى﴾[1] "نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

باہمی اتحاد دنیا وآخرت میں ایک عظیم نعمت ہے

رفیقانِ گرامی قدر! اتحاد ایک قوّت اور دنیا وآخرت میں ایک عظیم نعمت ہے، بلاشبہ اللہ تعالی نے وطنِ عزیز کو اپنے فضل وکرم سے نوازا ہے، جو انتہائی عمدہ اور بابرکت چیز ہے، سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ»[2] "جو جنّت کے درمیان اپنا ٹھکانا چاہتا ہو، اُسے چاہیے کہ متحد رہے"۔

تخریب کاری، لڑائی اور ملک کو تقسیم کرنے والوں کو تنبیہ

عزیزانِ گرامی قدر! جو بھی شخص یا تنظیم تخریب کاری، لڑائی اور ملک کو توڑنے کی طرف بُلائے یا وَرغلائے، اس سے بچ کر رہنا ہے اور اسے سمجھانا ہے، اگر پھر بھی

---

(١) پ٦، المائدة: ٢.

(٢) "سنن الترمذي" باب ما جاء في لزوم الجماعة، ر: ٢١٦٥، صـ٤٩٨.

نا سمجھے تو فوراً حکومتی اداروں کو اطلاع دے کر، اس کی اس منفی کوشش کو ناکام بنانا ہے،
ہمیں اخوّت، محبت اور اتحاد کا رشتہ قائم رکھ کر مملکتِ خداداد کو عروج و ترقیاں دینی ہیں۔

اتفاق واتحاد کے حصول کی کوشش

عزیز دوستو! عروج و ترقی اور امن و سلامتی کے لیے باہمی اتفاق واتحاد ضروری ہے، جس طرح ایک قطرۂ آب کی تنہا کوئی خاص حیثیت نہیں، مگر جب یہی قطرے آپس میں اتحاد کر لیتے ہیں تو ابرِ کرم کی صورت میں پَل بھر میں جَل تھل کر دیتے ہیں، سُوکھی کھیتی کو ہرا بھرا اور تر و تازہ کر دیتے ہیں، اِنہی قطروں کی ہم آہنگی ایک ایسے طُوفان کو بھی جنم دیتی ہے، جو ایک عالَم کو خَس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے، ایک ننھے ستارے کی کیا حقیقت! لیکن جب یہی ستارے آپس میں اتحاد کر لیتے ہیں تو اندھیری رات میں پورے عالَم کو رَوشن و منوّر کر دیتے ہیں، مسافروں کے لیے خیر کا سامان بن جاتے ہیں، الغرض یہی حال اقوامِ عالَم کا بھی ہے، کہ اتفاق واتحاد کی بدَولت قَومیں سَنورتی اور ترقی وعروج کی منازِل طے کرتی ہیں، اگر آج ہم بھی اتفاق واتحاد کے اصول پر کاربند ہو جائیں، اسلامی تعلیمات اور اعلیٰ انسانی واَخلاقی اَقدار اپنا لیں، تو ہمیں بھی وہ مقام، عزّت واقتدار حاصل ہوسکتا ہے، کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت ہم پر غالب نہیں آسکتی، صرف ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم اتحاد و یکجہتی کے پیغام کو عام کریں، ملکی وقومی نقصان دہ اَعمال وافعال کا خاتمہ کرکے اتفاق واتحاد کی حقیقت کو اُجاگر کریں؛ کیونکہ اُمّتِ مسلمہ کے درپیش مسائل کا حل اور چیلنجز کا تدارُک اتفاق واتحاد میں مضمَر ہے، اللہ کریم نے مسلمانوں کو اتفاق واتحاد پر قائم ودائم رہنے کی تاکید کرتے

ہوئے فرمایا: ﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ﴾[1]

"اُن جیسے مت ہو جانا جو رَوشن نشانیوں کے باوجود الگ الگ ہو گئے، اور اُن میں پھُوٹ پڑ گئی"۔ تو معلوم ہوا کہ اِفتراق وانتشار باہمی پھُوٹ کا سبب ہے، لہٰذا نااتفاقی سے بچتے ہوئے دِینی ودُنیاوی مُعاملات میں، سچ اور حق پر رہنے والوں کے ساتھ رہنا ہے، اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اتفاق واتحاد کی نعمت سے مالا مال فرما، اس پر ثابت قدمی اور برکتیں عطا فرما، باہمی محبت وترقی نصیب فرما، انتشار وتفریق، تخریب کاری، لڑائی، فساد اور ملکی بگاڑ والے کاموں سے بچ کر، ملکی وقومی ترقی والے کاموں کی سعادت عطا فرما، ہماری نیک قیادت اور وَحدت میں برکت اور اس کی بھلائی وکشادگی کو ہم پر قائم ودائم رکھ، امن وسکون اور ترقی عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری وفلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر

---

(۱) پ٤، آل عمران: ١٠٥.

قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطافرماکر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطافرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطافرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

رزق اور اس کے اسباب

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ محترم! اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾[1] "کھاؤ جو کچھ حلال پاکیزہ روزی تمہیں اللہ تعالی نے دی، اور اللہ تعالی سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے"۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾[2] "یقیناً اللہ تعالی ہی بڑا رزق دینے والا، قوّت والا، قدرت والا ہے"۔ بڑا

(۱) پ٦، المائدة: ٨٨.

(۲) پ٢٧، الذاريات: ٥٨.

رزق دینے والا کے معنی ہیں، کثیر رزق اور عطا کرنے والا۔

ہر جاندار کو رِزق دینا اللہ تعالی کے ذمۂ کرم پر ہے

عزیزانِ محترم! رِزق ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے نفع اٹھایا جائے، اور شریعتِ اسلامیہ میں رِزق ہر اس شے کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے ہر جاندار کو نفع اٹھانے کے لیے مہیا کی جائے، تمام جاندار، جنّات، ملائکہ وغیرہ سب کو رب تعالی روزی دیتا ہے، جو جس رزق کا محتاج ہے اُسے وہی ملتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کو الگ قسم کا رزق فراہم کیا جاتا ہے، بعدِ پیدائش دانت نکلنے تک اَور طرح کی غذا فراہم کی جاتی ہے، جیسے جیسے انسان بڑا ہوتا ہے قدرتی طَور پر اُس کی غذا میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے، الغرض ہر ایک کو اُس کے مناسب رزق عطا کیا جاتا ہے، رزق دینے کا وعدہ خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے خود فرمایا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾[1] "زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالی کے ذمۂ کرم پر نہ ہو، اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا، سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالی بحر وبر کے اندھیروں میں موجود مخلوق سے بھی غافل نہیں، چاہے اس کا جسم چھوٹا ہو یا اس کا مرتبہ کم ہو، وہ ماؤں کے پیٹوں میں موجود بچوں کو بھی نہیں

---

(١) پ١٢، هود: ٦.

بھولتا۔ علماء فرماتے ہیں: "آسمانوں اور زمین والے اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ کسی انسان کے رزق سے رائی کے دانے کے برابر بھی کم کردیں، اور نہ یہ کہ اس سے زیادہ کردیں، جب یہ یقین ہوجائے تو انسان کا دل مطمئن ہوجاتا ہے"[1]۔ اس کی روح راحت پاتی ہے۔

اللہ ﷻ کا رزق سب سے اچھا ہے، اسی کے ہاں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں، اس کا دستِ قدرت خیر وعطا سے بھرپور ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَمِينُ الله مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ»[2] "اللہ تعالی کا دستِ قدرت پُر ہے کہ کچھ خرچ کرنا اس میں کمی نہیں لاتا، ہردم عطا ہوتی ہے، کیا تم نے دیکھا کہ جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے کبھی خرچ نہ کیا ہو؟ بلاشبہ اس کے دستِ قدرت میں جو بھی ہے اس میں کبھی کمی نہیں ہوئی"۔ یعنی اللہ تعالی کے رزق کے خزانوں میں سے کوئی چیز کم نہ ہوئی، تو ایسا کوئی عظمت وبزرگی والا خدا ہے، جو اپنی تمام مخلوق کے رزق کی کفالت کرے!؟۔

---

(١) "الإفصاح" مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، تحت ر: ١٥٣٨، ٥/ ٥٣.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ٧٤١٩، صـ١٢٧٦.

اللہ تعالی کی نعمتوں کی قدردانی اور احساس

عزیزانِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے انسان کے عالَمِ وجود میں قدم رکھنے سے پہلے ہی اس کے لیے بِن مانگے بے شمار نعمتیں مہیا فرمادیں، اور جن کے لیے بندہ التجائیں کرتا ہے وہ بھی عطا فرماتا ہے، اگر انسان ساری زندگی عبادت میں گزار دے، تب بھی ربِّ کریم کی نعمتوں کا حقِ شکر ادا نہیں کر سکتا، اللہ تعالی نے ہمیں انسان بنایا، مسلمان کیا، اُمّتِ محمدیہ میں پیدا فرمایا، عقائد کی درستگی، عقل وشعور، صحت وتندرستی، خوشی وراحت سے نوازا، آب وہوا، دُھوپ چھاؤں، رات دن، گرمی سردی اور پاکیزہ ماحول عطا فرمایا، اِن کے علاوہ بھی ایسی بہت سی نعمتیں ہیں جن کے نعمت ہونے کا ہمیں اِحساس ہی نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا﴾[1] "اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے"۔

لوگ مشیتِ الٰہی اور حکمتِ ربّانی کے سبب اپنے رزق میں مختلف ہیں، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ فِى الرِّزۡقِ﴾[2] "اللہ تعالی نے تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی ہے"۔ اور لوگوں کے درمیان اس فرق کے سبب ان میں کچھ دوسروں کی خدمت کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالی نے

(١) پ١٣، إبراهيم: ٣٤.

(٢) پ١٤، النحل: ٧١.

ارشاد فرمایا: ﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُم مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ رَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا ؕ وَ رَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ﴾[1] "ہم نے ان میں ان کی رہائش کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا، اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے اور تمھارے رب کی رحمت ان کی جمع پونجی سے بہتر"۔ اور انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے رزق کے حصول کے لیے کوشش کرے۔

برادرانِ اسلام! یقیناً طلبِ رزق کی کوشش کرنا اللہ تعالی کی فرمانبرداری میں سے ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک جوان نمودار ہوا، پھر جب ہم نے اسے پُھرتیلا دیکھا تو کہا کہ کاش یہ جَوان اپنی جوانی، پھُرتی اور قوّت اللہ تعالی کی راہ میں صرف کرتا۔ ہماری گفتگو سن کر مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «... مَنْ سَعَى عَلَى وَالِدَيْهِ فَفِي سَبِيلِ الله، وَمَنْ سَعَى عَلَى عِيَالِهِ فَفِي سَبِيلِ الله، وَمَنْ سَعَى عَلَى نَفْسِهِ لِيُعِفَّهَا فَفِي سَبِيلِ الله»[2] "... جو اپنے والدین کے لیے طلبِ رزق میں کوشش کرے وہ اللہ تعالی

---

(۱) پ۲۵، الزخرف: ۳۲.

(۲) "السنن الكبرى" للبَيهقي، باب الرجل لا يجد ما ينفق، ۹/ ۲۵.

کی راہ میں ہے، جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اور جو اپنے لیے کوشش کرے کہ کسی سے مانگنا نہ پڑے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے"۔

جو اپنے گھر سے مقدّر رزق کی تلاش میں کسی کام یا ملازمت یا تجارت کے لیے نکلے، وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمارے پیشِ نظر ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے بکریاں چرائیں، پھر تجارت کو اپنایا، ان کے اصحابِ کرام نے بھی رزقِ حلال کی طلب میں تجارت وغیرہ کو اختیار فرمایا، باہم نیک کاموں میں مدد کی، اور بھلائیوں میں سبقت کی، تو ان کے مال اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ان کے بہت مددگار ہوئے، اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ نے رزقِ حلال کی طلب پر ترغیب دلائی، حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے لوگوں کو بلا کر فرمایا: «هَلُمُّوا إِلَيَّ» "میرے پاس آؤ!" وہ ان کے سامنے متوجہ ہو کر بیٹھ گئے، تب آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا: «هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ جِبْرِيلُ نَفَثَ فِي رَوْعِي: أَنَّهُ لَا تَمُوتُ نَفْسٌ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَلَيْهَا، فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَأْخُذُوهُ بِمَعْصِيَةِ اللهِ؛ فَإِنَّ اللهَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ»[1] "یہ ربُّ العالمین کے قاصد حضرت جبریل ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ کوئی بھی

---

(١) "مسند البزّار" مسند حذيفة بن اليمان رضي الله تعالى عنهما، ر: ٢٩١٤، ٧/ ٣١٤.

اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا رزق مکمل نہ کرلے، اگرچہ وہ اس میں سستی کرے، تو اللہ تعالی سے ڈرو! اور اچھے انداز سے رزق طلب کرو، اگرچہ آہستہ آہستہ ہی ملتا رہے، اس سست روی کے سبب گناہ کا راستہ اختیار مت کرنا؛ کہ یقیناً جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے وہ اس کی فرمانبرداری سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے"۔

رزق میں وسعت وبرکت کے اَسباب

قابلِ صد احترام بھائیو! رزق میں برکت ووسعت کے اسباب میں سے ایک سبب تقوی اور پرہیزگاری بھی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[1] "جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو"۔ اور نعمتوں کا شکر ادا کرنا بھی رزق میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾[2] "یاد کرو جب تمھارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمھیں مزید دوں گا"۔

عزیز دوستو! خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ نے رزقِ حلال کے حصول کے لیے جدوجہد کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

---

(۱) پ۲۸، الطلاق: ۲، ۳.

(۲) پ۱۳، إبراهيم: ۷.

رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں، اور اللہ تعالی کا اِحسان مانو اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! صلہ رِحمی بھی رزق کی کشائش کا ایک اَہم سبب ہے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، نبئ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ»[2] "جسے یہ پسند ہو کہ اس کا رزق کشادہ، اور اس کی عمر میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے"۔

رزق میں برکت کے چند اسباب یہ ہیں: (۱) صبح سویرے اُٹھنا، (۲) نمازوں کی پابندی، (۳) تلاوتِ قرآن، (۴) اَوراد ووظائف، (۵) دیانتداری وامانتداری، (۶) اللہ ورسول کے اَحکام پر عمل کرنا (۷) اور کثرت سے توبہ واستغفار کرنا؛ تاکہ مزید برکتیں حاصل ہوں، ورنہ ان اُمور میں کوتاہی رزق کی کشادگی میں رُکاوٹ بن سکتی ہے!!۔

عزیزانِ محترم! نیکیوں کی کثرت سے اللہ تعالی کے فضل وکرم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۷۲.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ۵۹۸۶، صـ۱۰۴۸.

﴿أُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ﴾[1] "وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، اُن کی مزدوری انہیں بھرپور دے کر اپنے فضل سے اُنہیں اَور زیادہ دے گا"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں پاکیزہ رزقِ حلال عطا فرما، اس میں برکت عطا فرما، اپنی اِطاعت اور اپنے رسولِ امین محمد مصطفی ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے والوں کو اپنی حفظ واماں میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

---

(١) پ٦، النساء : ١٧٣.

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

قبولیتِ اعمال

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خَاتمِ الأنبياءِ وَالمرسَلين وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

جیسی کرنی وَیسی بھرنی ہے ضرور!

عزیزانِ محترم! یہ بات واضح ہے کہ جو شخص جیسا کرتا ہے، وَیسا ہی اجر وبدلہ پاتا ہے، اگر اچھا عمل کرتا ہے تو اسے اچھائی ملتی ہے، اور جو بُرا کام کرتا ہے اسے بُرائی ملتی ہے۔ خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے ہر مخلوق کو بامقصد پیدا فرمایا ہے، جن وانسان کو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا، اِن کی تخلیق کا مقصد بتاتے ہوئے باری تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾[1]

---

(۱) پ۲۷، الذاريات: ٥٦.

"میں نے جِن اور آدمی اِسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں"۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ ہماری تخلیق کا مقصد رب تعالی کی عبادت ہے، تو اَب ہمیں غفلت زیب نہیں دیتی، ہمیں اپنی زندگی کے شب وروز کا محاسبہ کرنا ہے، کہ انہیں کس طرح گزار رہے ہیں! دنیامیں جوکچھ کیا بروزِ قیامت اُس کا حساب دینا ہے، جونیکی کرے گا وہ اپنے نیک اَعمال کی جزا پائے گا، اور جو بُرائی کرے گا اُس کی جزا بھی دیکھ لے گا۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے اپنے مؤمن بندوں کو اچھے کام کا حکم دیا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾[1] "اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی بندگی کرو، اور بھلے کام کرو، اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو"، یعنی ہمیشہ اچھے اَخلاق اور درست مُعاملات اختیار کرو، اپنے نفس اور دیگر دوست اَحباب کو نیکی کی طرف مائل کرو، انہیں راہِ راست پر لاؤ۔

لہٰذا جو لوگ اللہ تعالی کے حکم کی بجاآوری کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ حسنِ سُلوک سے پیش آتے ہیں، اپنے ظاہر وباطن کو ستھرا رکھتے ہیں، کثرت سے اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں، وہی بہترین صفات کے حامل لوگ ہیں، اور انہی کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ

---

(۱) پ۱۷، الحج: ۷۷.

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾[1] "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں"۔ اور انہی لوگوں کے بارے میں اللہ عزّوجلّ نے اپنے فضل وکرم، بہترین جزاء، اور مغفرت کی بِشارت کا وعدہ فرمایا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾[2] "ایمان والے نیک لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے"۔ انہی صفات کے حامل لوگوں کو اللہ تعالی اپنی رحمتِ کاملہ سے بہترین حصہ عطا فرمائے گا، جنّت ان کا مقدّر فرما دے گا، جس میں وہ بغیر حساب وکتاب کے لُطف اندوز ہوں گے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ﴾[3] "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کے لیے چَین وراحت کے باغات ہیں"۔

قربِ الٰہی کے حصول میں تعلیماتِ نبویّہ

رفیقانِ گرامی قدر! رحمتِ عالمیان صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم اللہ تعالی کا قربِ خاص حاصل کرنے کی حد درجہ خواہش رکھتے، اور ہر وقت اسی جدوجہد میں مصروفِ عمل رہا کرتے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو بھی اس بات کی ترغیب دلاتے رہتے، کہ وہ بھی اللہ عزّوجلّ کی اِطاعت

---

(۱) پ۳۰، البینة: ۷.

(۲) پ٦، المائدة: ۹.

(۳) پ۲۱، لقمان: ۸.

وفرمانبرداری کرتے ہوئے ایسے اعمال بجالائیں، جواِن کے اور دوسروں کے لیے بھلائی کا پیش خیمہ ثابت ہوں؛ کیونکہ اسی عمل میں اللہ تعالی کی محبت، اعمال کی قبولیت، اور مُعاشرے کی ترقی کا راز پنہاں ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِي الۡاَرۡضِ﴾[1] "اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے"۔

اعمال کی قبولیت پر یقین

عزیزانِ گرامی قدر! صحابۂ کرام کا معمول تھا کہ وہ اللہ عزّوجلّ کی اِطاعت اور اعمالِ صالحہ میں ایک دوسرے سے پہل کی کوشش کرتے، ان میں سبقت حاصل کرنے میں کوشاں رہتے، اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی جد وجہد کرتے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں ان کی قبولیت کی تمنا کرتے، یہی ان بہترین صفات کے حامل لوگ ہیں جن پر خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کا یہ فرمان صادق آتا ہے: ﴿وَ الَّذِيۡنَ يُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّ قُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰى رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ ۙ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوۡنَ فِي الۡخَيۡرٰتِ وَ هُمۡ لَهَا سٰبِقُوۡنَ﴾[2] "وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں، اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ انہیں اپنے رب کی طرف لَوٹنا ہے، یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں، اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے"۔

---

(۱) پ۱۳، الرعد: ۱۷.

(۲) پ۱۸، المؤمنون: ۶۰، ۶۱.

اس کا سبب یہ ہے کہ صحابۂ کرام اجر وثواب کے حصول کا اہتمام، اور قبولیتِ اعمال کی بے انتہا خواہش رکھتے تھے۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: «لَأَنْ أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ تَقَبَّلَ مِنِّي عَمَلاً، أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِلْءُ الأَرْضِ ذَهَباً»[1] "مجھے یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالی نے میرا عمل قبول کر لیا ہے، یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں زمین بھر سونے کا مالک بن جاؤں"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے پاس ایک سوالی آیا، تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: «أَعْطِهِ دِينَاراً» "اسے ایک دینار دے دو"، ان کے بیٹے نے کہا کہ ابا جان! اللہ تعالی آپ کی طرف سے اسے قبول فرمائے! حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا: «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ اللهَ تَقَبَّلَ مِنِّي سَجْدَةً وَاحِدَةً أَوْ صَدَقَةَ دِرْهَمٍ وَاحِدٍ؛ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، أَتَدْرِي مِمَّنْ يَتَقَبَّلُ اللهُ؟ ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾»[2] "اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی نے میرا ایک سجدہ یا ایک درہم صدقہ قبول فرما لیا ہے، تو یہ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالی کس کا عمل قبول فرماتا ہے؟ اللہ تعالی اسی سے قبول کرتا ہے جو اس سے ڈرنے والے ہیں"۔

---

(١) "المعرفة والتاريخ" للسفوي، أسماء حواريي رسول الله ﷺ، ٢/ ٥٤٩.

(٢) "الهداية إلى بلوغ النهاية" الدخان، تحت الآية: ٥١، ١٠/ ٦٧٥٨ ملتقطاً.

نیک اعمال کی قبولیت کے اَسباب کیا ہیں؟

عزیزانِ محترم! بلاشبہ اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے بہت سے اَسباب ہیں، ان میں سے ایک سبب دعا بھی ہے، انسان کے لیے مستحب ہے کہ وہ طاعتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ قبولیت کے لیے دعا بھی کرتا رہے، جیسا کہ اللہ کے خلیل حضرت سیّدنا ابراہیم اور ان کے بیٹے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہما السلام جب کعبۂ معظمہ کی تعمیر کر رہے تھے، تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾[1] "اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، یقیناً تو ہی سنتا جانتا ہے"۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "وہ دونوں حضرات نیک عمل کرتے ہوئے اللہ تعالی سے اس کی قبولیت کا سوال کر رہے تھے"[2]۔

قبولیتِ اعمال کے اسباب میں سے اللہ تعالی کی طرف سے عملِ خیر کی توفیق پر شکر گزاری بھی ہے، جیسا کہ اہلِ جنّت اللہ تعالی کے فضل کو دیکھ کر اس کا شکر بجالائیں گے، ارشاد فرمایا: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَاٙ وَمَا كُنَّا

---

(۱) پ۱، البقرۃ: ۱۲۷.

(۲) "تفسیر ابن کثیر" پ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۲۷، ۱/ ۱۷۵.

﴿لِنَهۡتَدِيَ لَوۡ لَآ اَنۡ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾[1] "کہیں گے کہ سب خوبیاں اللہ تعالی کے لیے ہیں، جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی، اور اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا تو ہم راہ نہ پاتے"۔

اپنے محسنین کا شکریہ ادا کرنا

برادرانِ اسلام: اپنے خالق ومالک کے فضل واحسان کے اعتراف اور اس کی نعمتوں کے شکر سے یہ بھی ہے کہ اپنے محسن کا بھی شکریہ ادا کیا جائے، اللہ ﷻ نے حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا کا اس طرح ذکر فرمایا: ﴿رَبِّ اَوۡزِعۡنِيۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِيۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰىهُ وَاَدۡخِلۡنِيۡ بِرَحۡمَتِكَ فِيۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيۡنَ﴾[2] "اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کروں! جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا، اور یہ کہ میں وہ اچھا کام کروں جو تجھے پسند آئے! اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل فرما جو تیرے قربِ خاص کے حقدار ہیں"۔

اس دعا میں حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے فضل واحسان کو اپنے ربِّ کریم کی طرف منسوب فرمایا، اور اس پر اُس کا شکر بھی ادا کیا، اسی طرح اللہ تعالی کے صالح بندہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ﴿رَبِّ اَوۡزِعۡنِيۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِيۡۤ اَنۡعَمۡتَ

---

(۱) پ۸، الأعراف: ٤٣.

(۲) پ۱۹، النمل: ۱۹.

عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ﴾[1] "اے میرے رب! میرے دل میں ڈال دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں، جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی، اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے"۔

اس طرح کے لوگ یونہی اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں، علماء فرماتے ہیں: "اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے بہترین اعمال کو درجۂ قبولیت عطا فرماتا ہے، ان کے گناہ مُعاف فرماتا، اور ان کی کثیر خطاؤں کو درگزر فرماتا، ان کے تھوڑے اعمال کو قبول فرما کر جنّت والوں میں شامل فرماتا ہے"[2]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں، ہمارے والدین اور ہماری اولاد کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، اور ان اعمالِ صالحہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما، اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی سعادت عطا فرما، اپنی اِطاعت اور اپنے رسولِ امین محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر جہاں جہاں ظلم وستم ہو رہا ہے، اُن کی مدد فرما، انہیں کفّار کے مَظالم سے نَجات عطا فرما، ہمارے کشمیری و فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، اُن کے جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، مسئلہ کشمیر کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وطنِ عزیز کی سرحدوں پر پہرہ دینے

---

(١) پ٢٦، الأحقاف: ١٥.

(٢) "تفسير ابن كثير" پ٢٦، الأحقاف، تحت الآية: ١٥، ٤/ ١٦٠.

والوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی و بیرونی خطرات و سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ و فساد، خونریزی و قتل و غارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی و سیاسی فہم و بصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین و وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

إصدارات دار أهل السنّة

من محقّقات المفتي محمّد أسلم رضا الشِّيواني المَيمني حفظه الله تعالى

١. شرح عقود رسم المفتي: للإمام ابن عابدين الشّامي (ت١٢٥٢هـ)، محقَّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثالثاً ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م. وثانياً من "دار الصّالح" القاهرة، ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م.

٢. أجلى الإعلام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثالثاً ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م. وثانياً من "دار الصّالح" القاهرة، ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م.

٣. الفضل الموهبي في معنى إذا صحّ الحديث فهو مذهبي: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثالثاً ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م. وثانياً من "دار الصّالح" القاهرة، ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م.

٤. جدّ الممتار على ردّ المحتار: للإمام أحمد رضا (ت١٣٤٠هـ) (سبع مجلّدات) محقَّقة، طبعت من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٣م.

٥. حياة الإمام أحمد رضا: للمفتي محمد أسلم رضا المَيمني، وهي رسالة مختصرة في سيرة الإمام من حيث صلته مع العلماء العرب، محقَّقة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٦. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: للمفتي محمد أسلم رضا المَيمني، محقَّقة (بالأورديّة)، طبعت أوّلاً من "مكتبة بركات المدينة" كراتشي ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م. وثانياً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م.

٧. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، (بالعربية) طبعت محقَّقة أوّلاً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م. وثالثاً ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م. وثانياً معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

٨. إقامة القيامة على طاعِن القيام لنبي تهامة (بالأورديّة): للإمام أحمد رضا ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٩. حُسام الحرمَين على منحر الكفر والمَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "مؤسّسة الرضا" لاهور ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

١٠. جليُّ الصَّوْت لنَهي الدَّعْوة أمَامَ الموْت (بالأورديّة): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م.

١١. مقدّمة الجامع الرّضوي في اعتبار الحديث الضعيف: لمِلك العلماء المحدِّث المفتي ظفر الدّين البِهاري، طبعت محقَّقة، أوّلاً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م. وثانياً معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

١٢. "معارف رضا" المجلّة السَّنَوية العربيّة ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م (العدد السّادس)، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي.

١٣. رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومؤاساة الفقراء: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة، مترجمة بالعربية، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٤. أعجب الإمداد في مكفَّرات حقوق العباد: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة، مترجمة بالعربية، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٥. صفائح اللُجَين في كون تصافُح بكفَّي اليدَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة، مترجمة بالعربية، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٦. أنوار المنّان في توحيد القرآن: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، المترجِم إلى الأوردية: مفتي الديار الهندية سابقاً الشيخ أختر رضا خانْ الأزهري، محقَّقة، ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٧. إذاقة الأثام لمانعِي عملِ المولد والقيام (بالأوردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ)، طبعت محقَّقة أوّلاً ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م. وثانياً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م.

١٨. أصول الرَّشاد لقَمع مَباني الفساد (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالأوردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ)، محقَّقة ١٤٣٠هـ/ ٢٠٠٩م. وثانياً (بالعربية) من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

١٩. قَوارع القَهّار على المجسِّمة الفُجّار: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، المترجِم إلى العربية: مفتي الدِّيار الهنديّة الشيخ أختر رضا خانْ الأزهري، محقَّقة، طبعت من "دار المقطَّم" القاهرة ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.

٢٠. المعتقد المنتقَد: للإمام فضل الرّسول القادري البَدَايُوني (ت١٢٨٩هـ) مع حاشية قيّمة مسمّاة: المعتمَد المستند بناء نجاة الأبد: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، طُبع أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات

١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م. وثانياً من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢١. قواعد أصوليّة لفهم الآيات القرآنيّة والأحاديث النبويّة (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالعربية): للمفتي محمد أسلم رضا المَيمني، محقَّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م. وثانياً من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٢٢. قواعد أصوليّة لفهم الآيات القرآنية والأحاديث النبويّة (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالأوردية): له، محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٢٣. العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، الطبعة الأولى، محقَّقة (٢٢ مجلداً بالأورديّة)، ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م.

٢٤. نظم العقائد النَّسَفية، (النّظم العربي): المفتي الشيخ إبراهيم علي الحمدُو العمر الحلَبي، طبع أوّلاً من "دار

الصّالح" القاهرة ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م. وثانياً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢٥. نظم العقائد النَّسَفية (النّظم الأوردو): للشّيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي الهندي، طبع من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢٦. كنز الإيمان في ترجمة القرآن: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، مع تفسير خزائن العرفان: لصدر الأفاضل السيّد محمد نعيم الدّين المرادآبادي (ت١٣٦٧هـ) من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢٧. الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٨. الظَفر لقول زُفر: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٩. شمائم العنبر في أدب النداء أمام المنبر: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٠. صيقل الرَّين عن أحكام مجاوَرة الحرمَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣١. الجبل الثانوي على كلية التهانوي: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٢. كفل الفقيه الفاهِم في أحكام قرطاس الدراهم: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٣. هاديُ الأُضحِية بالشاء الهنديّة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٤. الصافية الموحية لحكم جلد الأُضحِية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٥. الكشفُ شافيا حكم فونوجرافيا: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٦. الزُّلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٧. "القول النَّجيح لإحقاق الحقّ الصّريح" مع حاشية "السعي المشكور في إبداء الحقّ المهجور": للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٨. إنباء الحي أنّ كلامَه المصونَ تبيانٌ لكلّ شيء (مجلّدان): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، طبع من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٣٩. الدَّولة المكّية بالمادّة الغَيبيّة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّق، طبع من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٤٠. الأمن والعُلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء (مترجَم بالعربية): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّق، طبع من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٤١. *اسلامی عقائد ومسائل* (اردو): للمفتي محمد أسلم رضا المَيمني، محقَّق، طبع من "دار الهجرة الأولى" القاهرة، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

سيصدر بعَون الله تعالى من دار أهل السنّة

١. منير العين في حكم تقبيل الإبهامَين (مترجَم إلى العربيّة): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّق.

٢. تحقيقات إمام علم وفن: للعلّامة الشيخ خواجه مظفَّر حسَين الرّضوي (بالأوردية)، محقَّقة.

٣. مجموعة تعليقات الإمام أحمد رضا على الكتب المتداولة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة.

٤. عقائدوكلام (اردو): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقّق.

٥. تلخيص فتاوى رضوية (اردو): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقّق (ستّ مجلّدات).

أهل السنة
لتحقيق الكتب والطباعة والنشر